


- الفضل الربانی فی حیاۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی

(امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) کی توثیق، '۴۰' سے زائد ائمہ و علماء سے ثابت ہے)

ALIJMA FOUNDATION


ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن


بسم اللہ الرحمن الرحیم

# فہرست مضامین

**وضاحت :**

امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) پر **حافظ ظہور احمد الحسینی حفظہ اللہ** کا یہ مضمون، ان کی کتاب "**تلامذہ امام اعظم ابو حنیفہ کا محدثانہ مقام**" سے لیا گیا ہے۔

## نوٹ:

حضرات ! ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس رسالہ میں کتابت ( ٹائپنگ ) کی کوئی غلطی نہ ہو، مگر بشریت کے تحت کوئی غلطی ہو جانا امکان سے باہر نہیں۔

# غایۃ الامانی

## مقدمۃ

# الفضل الربانی فی حیاۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی

- مولانا نذیر الدین قاسمی

امام، مجتہد، مفسر، محدث، فقیہ، ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانیؒ (م ۱۸۹؁ھ) مشہور ثقہ، ضابط، حافظ الحدیث اور بے مثال عالم، لغوی، نحوی، فصیح، ذکی، بلیغ تھے۔ چنانچہ آپؒ کی توثیق وثناء درج ذیل ہیں۔

### فقہ اور حدیث میں مقام:

(۱) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام قاضی ابویوسفؒ (م ۱۸۲؁ھ) نے **معلی** بن منصورؒ (م ۲۱۱؁ھ) سے کہا:

"**ألزمه فإنه أعلم الناس**"

محمد بن الحسنؒ کو لازم پکڑو! اس لئے کہ وہ **أعلـــــم النــــــاس** ہیں (یعنی وہ لوگوں میں سب سے زیادہ قرآن وحدیث کو جاننے والے ہیں)۔ **(فضائل ابی حنیفہ لابن ابی العوام: ص ۳۵۳)**[1]

اسی طرح ایک اور روایت میں قاضی ابویوسفؒ (م ۱۸۲؁ھ) نے امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ) کے حافظہ کی تعریف فرمائی ہے۔ **(فضائل ابی حنیفہ: ص ۳۵۹-۳۶۰)**[2]

---

[1] اس روایت کی سند کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں۔ فضائل **ابی حنیفہ**، ثقہ، ثبت امام، حافظ ابن ابی العوامؒ (م ۳۳۵؁ھ) کی تصنیف ہے، جس کا اقرار ائمہ محدثین کر چکے۔ **(مجلہ الاجماع: ش ۲: ص ۵)**، لہذا اس کا انکار کرنا باطل ومردود ہے۔ اور محمد بن عبد الرحمٰن بن بکر الطبریؒ کی روایت کو حافظ ذہبیؒ نے حسن کہا ہے۔ **(ص: ۱۰۷)**، لہذا وہ بھی صدوق ہیں اور یہ روایت حسن ہے۔

(۲) مشہور ثقہ، مجتہد، ناصر الحدیث امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) کہتے ہیں کہ

**"من اھل الصدق فی الحدیث "**

امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ) حدیث میں صدوق ہیں۔ **(کتاب الام: ج ۳: ص ۲۲۵)**

- ایک اور روایت میں امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) کہتے ہیں کہ

**"مارأیت اعقل ولا ازھد ولا أفقہ ولا اورع ولا احسن نطقا وایرادا من محمد بن الحسن"**

میں نے کوئی شخص عقلمندی، پرہیز گاری، فقاہت، تقویٰ اور اچھی گفتگو کرنے میں امام محمد بن حسنؒ جیسا نہیں دیکھا۔ **(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ للذھبی: ص ۵۵)**[3]

---

[2] ثقہ، امام ابو القاسم، ابن ابی العوامؒ (م ۳۳۵؁ھ) اس روایت کو یوں ذکر کرتے ہیں: **قال: سمعت أحمد بن محمد بن سلامة يقول: سمعت أحمد بن أبي عمران يقول: سمعت الطبري يقول: قال إسماعيل ابن حماد بن أبي حنيفة: كان محمد بن الحسن يبكر إلى مجالس الحديث، ونبكر نحن إلى أبي يوسف، فيجيء محمد وقد مضت المسائل، ونحن نتحدث فيعيد عليه أبو يوسف ما يمضي، فجاء يوماً ونحن نتحدث فسأله أبو يوسف عن مسألة مرت من المناسك فأجاب فيها بخلاف ما مضى، فقال له أبو يوسف: ليس هذا الجواب، فتنازعا فيها، فقال محمد لأبي يوسف: ليس هذا قوله إلى أن دعا بالكتاب، فإذا الجواب كما قال محمد بن الحسن، فقال أبو يوسف: هكذا يكون الحفظ۔ (ص: ۳۵۹-۳۶۰)**۔

یہ سند حسن ہے۔ امام طحاویؒ (م ۳۲۱؁ھ)، احمد ابن ابی عمران مشہور ائمہ ثقات میں ہیں، محمد بن عبد الرحمٰن بن بکر الطبریؒ کی توثیق گزرچکی، اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ (م ۲۱۲؁ھ) صدوق ہیں، ان کی توثیق **مجلہ الاجماع : ش ۱۲: ص ۲۳** پر موجود ہے۔

[3] یہ روایت حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸؁ھ) نے ابن کاس النخعیؒ (م ۳۲۴؁ھ) کی کتاب **"تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان"** سے لی ہے۔ اور یہ روایت صحیح اور اس کے تمام روات ثقہ ہیں۔ اور اس روایت میں موجود ثقہ راوی احمد بن محمد بن سفیان الکوفیؒ

- تیسری روایت میں ہے کہ:

**"وقف رجل على الشافعي فسأله عن مسألة فأجابه، فقال له الرجل: يا أبا عبد الله خالفك الفقهاء، فقال له الشافعي: وهل رأيت فقيها قط؟ اللهم إلا أن تكون رأيت محمد بن الحسن فإنه كان يملأ العين والقلب، وما رأيت مبدنا قط أذكى من محمد بن الحسن، وَقَالَ**

**ابن حبيش: حَدَّثَنِي جعفر بن ياسين، قَالَ: كنت عند المزني فوقف عليه رجل فسأله عن أهل العراق،**

**فقال: له ما تقول في أبي حنيفة؟ قَالَ سيدهم.**

**قَالَ: فأبو يوسف؟ قَالَ: أتبعهم للحديث.**

**قَالَ: فمحمد بن الحسن؟ قَالَ أكثرهم: تفريعا.**

**قَالَ فزفر؟ قَالَ: أحدهم قياسا"**

ایک شخص نے امام شافعیؒ سے ایک مسئلہ معلوم کیا، آپ نے اس کا جواب دیا، اس پر اس شخص نے کہا: ابو عبد اللہ !فقہاء نے آپ کی مخالفت کی ہے، تو امام شافعیؒ نے اس سے کہا: کیا تم نے کبھی کوئی فقیہ دیکھا بھی ہے؟ اِلا یہ کہ تم نے محمد بن الحسنؒ کو دیکھا ہو، وہ یقیناً آنکھ اور دل کو بھر دیتے تھے، میں نے کسی فربہ بدن کو محمد بن الحسن سے زیادہ ذکی نہیں دیکھا۔

جعفر بن یاسین کہتے ہیں کہ ایک شخص امام مزنیؒ کے پاس آئے اور ان سے اہل عراق کے بارے میں معلوم کیا،

اس شخص نے کہا: آپ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

امام مزنیؒ نے کہا: وہ ان کے سردار ہیں، اس نے کہا: اور ابو یوسف؟

امام مزنیؒ نے کہا: وہ ان میں سب سے زیادہ حدیث کے متبع ہیں،

---

**(م۲۹۷ھ)** کے تفرد کی وجہ سے حافظ ذہبیؒ نے اس قول کو منکر کہا ہے۔ لہذا یہ کلام اس قول کے عدم حجت ہونے پر دلالت نہیں کرتا، تفصیل کے لئے دیکھئے ص:۱۲۸۔

اس نے کہا: اور محمد بن الحسن؟ امام مزنیؒ نے کہا: انہوں نے (اصولوں سے) سب سے زیادہ تفریع کی،

اس نے کہا: اور زفر؟ امام مزنیؒ نے کہا: سب سے تیز قیاس کرنے والے تھے)۔ **(تاریخ بغداد: ج۲: ص۱۷۳، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت، تاریخ بغداد بتحقیق شیخ بشار العواد معروف: ج۲: ص۵۶۶)**[4]

- چوتھی روایت میں فرماتے ہیں کہ:

**ما تكلم أحد في الرأي إلا وهو عيال على أهل العراق, وما رأيت مثل محمد بن الحسن۔**

ہر وہ شخص جو فقہ سے تعلق رکھتا ہے وہ اہل عراق کا محتاج ہے، اور میں نے محمد بن الحسن جیسا نہیں دیکھا۔ **(مناقب الشافعی للآبری: ج۱: ص۷۸)**[5]

- پانچویں روایت میں فرماتے ہیں کہ

**" ما رأت عيناي مثل محمد بن الحسن, ولم تلد النساء في زمانه مثله "**

امام شافعیؒ **(م۲۰۴ھ)** نے فرمایا: میری آنکھوں نے محمد بن الحسنؒ جیسا نہیں دیکھا، اور نہ عورتوں نے ان جیسا ان کے زمانے میں پیدا کیا۔ **(مناقب الشافعی للبیہقی: ج۱: ص۱۶۱)**[6]

- چھٹی روایت میں فرماتے ہیں کہ

**" كتب الشافعي إلى محمد بن الحسن وقد طلب منه كتبه لينسخها فأخرها عنه فكتب إليه قل لمن لم تر عين من رآه مثله۔۔۔۔۔ "**

---

[4] یہ روایت حسن ہے۔ دیکھئے **(ص:۹۰)**

[5] اس روایت کے تمام رواۃ صدوق ہیں۔لہذا روایت حسن ہے۔ دیکھئے **(ص:۹۱)**

[6] یہ روایت حسن ہے۔ دیکھئے **(ص:۹۲)**

امام شافعیؒ (م۲۰۴؁ھ) کہتے ہیں کہ : کہہ دو امام محمد بن حسنؒ سے، جن کو دیکھنے والوں کی آنکھ نے ان جیسا نہیں دیکھا۔(**اخبار ابی حنیفة و اصحابه: ص۱۲۷**)[7]

- ساتویں روایت میں فرماتے ہیں کہ

**"ما رأیت اعلم بکتاب اللہ من محمد کأنه علیه نُزل"**

میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو امام محمدؒ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہو، (اور امام محمدؒ قرآن کا علم اتنا زیادہ رکھتے تھے کہ) گویا قرآن اترا ہی آپ پر ہے۔

**(فضائل ابی حنیفة اخبارہ و مناقبه لابن ابی العوام: ص ۳۵۰)**[8]

- آٹویں روایت میں کہتے ہیں کہ

**"ما رأیت أعقل من محمد بن الحسن"**

میں نے امام محمدؒ (م۱۸۹؁ھ) سے زیادہ عقلمند کسی کو نہیں دیکھا۔(**تاریخ بغداد : ج۲ : ص۱۷۲**، طبع دار کتب العلمیة، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف:**ج۲:ص۵۶۵** )[9]

- اسی طرح ایک اور روایت میں امام صاحبؒ کہتے ہیں کہ

**"عَنِ الشَّافِعِيِّ، قَالَ:...وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، جَيِّدَ الْمَنْزِلَةِ"**

امام محمدؒ کا علمی مقام بہت خوب تھا ۔(**آداب الشافعی و مناقبه لابن ابی حاتم: ص ۲۶**)[10]

---

[7] یہ روایت بھی حسن ہے۔ دیکھئے (**ص:۹۴**)

[8] یہ روایت حسن ہے۔ دیکھئے (**ص:۱۰۷**)

[9] اس روایت کے تمام روات ثقہ ہیں۔(**ص:۱۱۳**)

- دسویں روایت میں امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ

**"لم يزل محمد بن الحسن عندي عظيما جليلا"**

امام محمد بن الحسنؒ میرے نزدیک برابر ایک عظیم اور جلیل القدر شخص تھے۔**(مناقب الشافعی للبیہقی :ج۱:ص۱۱۷)**[11]

- ایک اور صحیح روایت میں امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) کا قول موجود ہے کہ

**" أمن الناس علي في الفقه محمد بن الحسن "**

فقہ (سکھانے) میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان امام محمد بن حسنؒ کا ہے۔**(تاریخ بغداد:ج۲:ص۱۷۳**، طبع دار کتب العلمیۃ، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف**:ج۲:ص۵۶۷)**[12]

یہی وجہ ہے کہ امام ابن الفراتؒ **(م ۸۰۷؁ھ)** اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

**"وكان الشافعي ﷺ يثني على محمد بن الحسن, ويفضله, وقد تواتر عنه بالفاظ مختلفة"**

امام شافعیؒ نے امام محمد بن حسنؒ کی تعریف کی ہے، اور آپ کی فضیلت کو تسلیم کیا ہے، امام شافعیؒ سے بالتواتر آپ کی تعریف اور فضیلت میں مختلف الفاظ منقول ہیں۔**(بحوالہ شذرات الذھب:۱/۳۲۳)**

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانیؒ **(م ۸۵۲؁ھ)** امام محمدؒ کے تذکرے میں ارقام فرماتے ہیں

---

[10] یہ روایت حسن ہے۔**(ص:۱۱۱)**

[11] یہ روایت بھی متابعات کی وجہ سے حسن ہے۔**(ص:۱۱۳)**

[12] دیکھئے **ص:۱۱۳۔**

**"وکان الشافعی یعظمہ فی العلم"**

امام شافعیؒ نے علم (حدیث وغیرہ) میں امام محمدؒ کی عظمتِ شان کو تسلیم کیا ہے۔ **(تعجیل المنفعۃ: ص۴۰۹)**

حافظ المغرب ابن عبدالبر المالکیؒ (م۴۶۳ھ) نے بھی یہ تصریح کی ہے کہ :

**"وکان الشافعی یثنی علی محمد بن الحسن ویفضلہ، ویقول: مارأیت قط سمینا اعقل منہ، قال وکان افصح الناس، کان اذاتکلم خیل الیٰ سامعہ ان القرآن نزل بلغتہ، وقال الشافعی: کتبت عن محمد بن الحسن وقر بعیر"**

امام شافعیؒ نے امام محمد بن حسنؒ کی تعریف کی ہے، اور آپ کی فضیلت کو بیان کیا ہے ، امام شافعیؒ فرماتے تھے میں نے کبھی بھی کوئی جسیم شخص امام محمدؒ سے زیادہ عقل مند نہیں دیکھا، اور فرمایا کہ امام محمدؒ لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح تھے، جب آپ بات کرتے تو سننے والے کو یوں محسوس ہوتا کہ قرآن آپ ہی کی زبان میں اترا ہے، امام شافعیؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں نے امام محمد بن حسنؒ سے ایک بارِ شُتر کے برابر علم لکھا تھا۔**(الانتقاء: ص:۱۷۴، ۱۷۵)**

**امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے روایت بھی لی ہے:**

- خود امام شافعیؒ (م۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ

**"کتبت عن محمد بن الحسن وقر حمل"**

میں نے امام محمد بن الحسن سے ایک اوٹ پر لادے جانے کے بقدر (روایات اور علم کی کتابیں) لکھی ہیں۔ **(مناقب الشافعی للآبری: ص۷٦)**[13]

[13] یہ روایت حسن ہے۔ دیکھئے **(ص:۱۱۱)**

- ایک جگہ ان کا ارشاد ہے کہ

**"حملت عن محمد بن الحسن [حمل] بختي ليس عليه إلا سماعي"**

امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن الحسنؒ سے ایک بختی اوٹ کے بقدر علم حاصل کیا، جس کو میں نے خود ان سے سنا تھا۔ **(مناقب الشافعی للآبری: ص ۷۸)**[14]

- ایک اور روایت میں امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ

**"ما رأيت أحدا قط إذا تكلم رأيت القرآن نزل بلغته إلا محمد بن الحسن فأنه كان إذا تكلم رأيت القرآن نزل بلغته ولقد كتبت عنه حمل بعير ذَكَرٍ وإنما قلت ذكر لأنه بلغني أنه يحمل أكثر مما تحمل الأنثى"**

میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ جب وہ بات کرے تو مجھے ایسا محسوس ہو کہ قرآن اس کی زبان میں نازل ہوا ہے، سوائے محمد بن الحسنؒ کے، کیونکہ جب وہ بات کرتے تھے تو مجھے ایسا ایسا لگتا کہ قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا ہے، اور میں نے ان سے ایک نر اونٹ کے (وزن اٹھانے کے) بقدر علم حاصل کیا ہے، اور میں نے نر اونٹ اس لئے کہا کیوں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اونٹنی سے زیادہ وزن اٹھاتا ہے۔ **(اخبار ابی حنیفه و اصحابه: ص ۱۲۸)**[15]

اور ائمہ اسلاف و محدثین نے بھی صراحت کی ہے کہ امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے روایت لی ہے۔ چنانچہ محدثِ ناقد حافظ شمس الدین ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے تصریح کی ہے کہ:

**"واما الشافعی رحمه الله فاحتج بمحمد بن الحسن فی الحديث"**

---

[14] یہ روایت حسن ہے۔ دیکھئے (ص:۱۰۹)

[15] یہ روایت حسن ہے۔ دیکھئے (ص:۱۱۰)

امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) نے حدیث میں امام محمد بن حسنؒ سے حجت پکڑی ہے۔(**مناقب ابی حنیفة وصاحبه: ص ۵۵، تاریخ الاسلام: ۹۵۶/۴**)

نیز حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ)، حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ)، حافظ ابن عبد الہادیؒ (م ۷۴۴ھ)، حافظ عبد القادر القرشیؒ (م ۷۷۵ھ)، حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ)، حافظ ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ)، حافظ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ)، امام ابو سعد سمعانیؒ (م ۵۶۲ھ)، حافظ ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ)، حافظ ابو القاسم عبد لکریم الرافعیؒ (م ۶۲۳ھ)، امام ابن خلکانؒ (م ۶۸۱ھ)، حافظ ابن الاثیرؒ (م ۶۳۰ھ) ، محدث ابن الفراتؒ (م ۸۰۷ھ) اور امام ابن العماد حنبلیؒ (م ۱۰۸۹ھ) وغیرہ نے بھی تصریح کی ہے کہ امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے اخذِ علم کیا تھا، اور انہوں نے آپ سے فقہ اور حدیث کی روایت کی ہے۔

اور امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) کی بعض احادیث امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کی **"مسند"** میں بھی موجود ہیں۔ دیکھئے (**ص: ۶۲-۶۳**)

اور امام ابو عبد اللہ الشافعیؒ (م ۲۰۴ھ) صرف ثقہ سے ہی روایت کرتے ہے۔ جیسا کہ سلفی شیخ ابو الحسن السیلمانی اور سلفی عالم ابو عمرو الوصابی غیرہ نے ثابت کیا ہے۔ (**الاتحاف النبیل: ج ۲: ص ۱۱۱، دراسات حدیثیة متعلقة بمن لایروی الاعن ثقة: ص ۳۲۱**)

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کے نزدیک صدوق، بلکہ ثقہ ہیں۔ والحمد للہ

(۳) ثقہ، حافظ، قاضی، ابو عبد اللہ محمد بن سماعہؒ (م ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ

" **محمد بن الحسن والحسن بن زیاد وهما فقیها الدنیا** "

امام محمدؒ(م۱۸۹؁ھ) اور امام حسن بن زیادؒ(م۲۰۴؁ھ) (پوری) دنیا کے فقیہ ہیں۔**(فضائل ابی حنیفہ : ص۳۵۶)**[16]

(۴) ثقہ،امام، اسد بن فراتؒ (م۲۱۳؁ھ) کے نزدیک بھی امام محمدؒ (م۱۸۹؁ھ) صدوق ثابت ہوئے ہیں۔**(فضائل ابی حنیفہ : ص۳۲۳)**[17]

---

[16] ثقہ، حافظ ابن ابی العوامؒ (م۳۳۵؁ھ) اس کی سند یوں ذکر کرتے ہیں: **قال أبو جعفر: وقال أبو خازم في حديثه: قال بكر: قال ابن سماعة ۔۔۔۔(ص:۳۵۶)**، یہ سند حسن ہے اور اس کے تمام رواۃ توثیق **ص:۳۹** پر موجود ہے۔

[17] ثبت، حافظ ابن ابی العوامؒ (م۳۳۵؁ھ) اس روایت کو یوں ذکر کرتے ہیں: **ثنا أحمد بن محمد بن سلامة قال: كتب إلي ابن ابي ثور ، وقال: سمعته من سليمان بن عمران، عن أسد ابن الفرات، عن محمد بن الحسن، عن أسد بن عمرو، عن أبي حنيفة في أكل لحم العقعق قال: لا بأس به، قال أسد بن الفرات: ثم سألت أسد بن عمرو فحدثني به عن أبي حنيفة۔(ص:۳۴۳)**،

یہ سند حسن ہے، امام طحاویؒ (م۳۲۱؁ھ)، اسد ابن الفراتؒ (م۲۱۳؁ھ) مشہور ائمہ ثقات میں سے ہیں۔ابو الربیع سلیمان بن عمران الافریقیؒ (م۲۷۰؁ھ) مشہور قاضی الافریقہ، عادل، صاحب فضیلت اور درست بات کرنے والے یعنی صدوق ہیں۔**(الدباج المذھب: ج۱: ص۳۷۶، شجرة النور الزكية في طبقات المالكية: ج۱: ص۱۰۶)**،

اسی طرح ابن ابی ثورؒ سے مراد ابو العباس محمد بن عبد اللہ بن حمدون ابن ابی ثور الرعینیؒ (م۲۹۹؁ھ) ہے، جو کہ افریقہ کے قاضی، مذہب حنفی کے امام، عالم، فقیہ اور عربی کے فاضل تھے۔**(سلم الوصول: ج۳: ص۱۵۹، تاج التراجم: ص۲۶۳، الجواھر المضية: ج۲: ص۶۶)**، لہذا ابن ابی ثورؒ بھی صدوق ہیں۔

**نوٹ:** **فضائل ابی حنیفة لابن ابی العوام** کے مطبوعہ نسخہ میں '**كتب إلي ابن ابی ثور**' کے بجائے '**ناولني عيسى بن روح**' آگیا ہے۔جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔کیونکہ اسی کتاب میں باقی تمام مقامات پر امام طحاویؒ (م۳۲۱؁ھ) اور سلیمان بن عمران الافریقیؒ (م۲۷۰؁ھ) کے درمیان ابن ابی ثورؒ (م۲۹۹؁ھ) ہی موجود ہے۔نیز ائمہ نے صراحت بھی کی ہے۔ ابن ابی ثورؒ (م۲۹۹؁ھ) نے سلیمان بن عمران الافریقیؒ (م۲۷۰؁ھ) سے روایت لی ہے اور ان سے امام طحاویؒ (م۳۲۱؁ھ) نے روایت لی ہے۔**(تاریخ مصر لابن یونس: ج۲: ص۲۱۲)**، لہذا صحیح '**كتب إلي ابن ابی ثور**' ہی ہے۔واللہ اعلم

(۵) امام یحیی بن معینؒ (م۲۳۳؁ھ) نے ان سے روایت لی ہے۔ چنانچہ وہ خود کہتے ہیں کہ

**" کتبت الجامع الصغیر عن محمد بن الحسن "**

میں نے امام محمدؒ سے **"الجامع الصغیر"** لکھی۔(**فضائل ابی حنیفہ: ص۳۵۰**)

اور ائمہ جرح وتعدیل مثلاً حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸؁ھ) اور حافظ قاسم ابن قطلوبغاؒ (م۸۷۹؁ھ) وغیرہ نے بھی تصریح کی ہے کہ امام **یحیی بن معین**ؒ نے امام محمدؒ سے روایات لکھی ہیں۔(**مناقب ابی حنیفہ وصاحبہ: ص۵۰، تاج التراجم : ص۱۵۹**)

اور امام یحیی بن معینؒ اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے، جس کا اقرار غیر مقلدین کر چکے ہیں۔(**مقالات زبیر علی زئی: ج۱: ص۴۴۹**)

لہذا امام یحیی بن معینؒ (م۲۳۳؁ھ) کے نزدیک بھی امام محمدؒ ثقہ ہیں۔[18]

(۶) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، خالد بن عبد اللہ الواسطیؒ (م۱۸۲؁ھ) امام محمدؒ (م۱۸۹؁ھ) کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے اور ان کی تعظیم کرتے۔(**فضائل ابی حنیفہ ص: ۳۵۱-۳۵۲**)[19]

---

[18] دیکھئے ص: ۱۳۳۔

[19] امام ابو القاسم ابن ابی العوامؒ (م۳۳۵؁ھ) اس روایت کو یوں ذکر کرتے ہیں: **قال: حدثني أحمد بن محمد بن سلامة قال: سمعت إبراهيم بن أبي داود يقول: سمعت يحيى بن صالح الوحاظي يقول: حججت مع محمد بن الحسن، فلما كنا بمنى رأيت خالد بن عبد الله، فكنت في مجلسه فازدحم عليه أصحاب الحديث حتى آذوه، فقال: عسى لو سئل هؤلاء عن مسألة من الفقه ما عرفوا الجواب فيها، فقلت له: أصلحك الله فسلهم، عسى أن يكون فيهم من ليس كذلك، فسأل عن مسألة، فأجبته أنا فيها فاستحسن جوابي، وقال لي: ممن تعلمت هذا، فقلت: من محمد بن الحسن، وهو حاج معك، قال: فقال لي: إذا فرغنا فامض بي إلى مضربه حتى أسلم عليه، فلما فرغنا مضيت معه إلى محمد بن الحسن، فلما رآه محمد قام إليه وأعظمه۔(ص: ۳۵۱-۳۵۲)**، یہ سند حسن ہے اور اس کے تمام روات مشہور ائمہ ثقات ہیں۔

(۷)　صدوق، حافظ الحدیث، امام یحیی بن صالح الوحاظیؒ (م ۲۲۲ھ) کہتے ہیں کہ

**"محمد بن الحسن أفقه نفسا منه"**

فی نفسہ امام محمدؒ، امام مالکؒ سے بھی زیادہ مضبوط فقیہ ہیں۔(**تاریخ بغداد : ج ۲ : ص ۱۷۳**، طبع دارالکتب **العلمیة**، بیروت، **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف**:ج ۲: ص ۵۶۵**)[20]

(۸)　امام العلل، حافظ علی بن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) فرماتے ہیں کہ

**"محمد بن الحسن صدوق"**

امام محمدؒ صدوق ہیں۔(**تاریخ بغداد:ج ۲: ص ۱۷۸**، طبع دارالکتب **العلمیة**، بیروت)[21]

(۹)　مشہور ثقہ، امام ابو عبید، قاسم بن سلامؒ (م ۲۲۴ھ) فرماتے ہیں کہ

**"ما رأيت اعلم بكتاب الله من محمد بن الحسن"**

میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو امام محمد بن حسنؒ سے بڑھ کر کتاب اللہ (قرآن کریم) کا عالم ہو۔(**تاریخ بغداد:ج ۲: ص ۱۷۲**)[22]

(۱۰)　امام **اهل السنة**، امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) کے صاحبزادے ثقہ، حافظ، امام عبد اللہ بن احمدؒ (**م ۲۹۰ھ**) کہتے ہیں کہ

---

[20] یہ روایت حسن ہے۔ دیکھئے (**ص:۹۶**)

[21] یہ روایت حسن ہے۔ ضعیف راوی کے مقابلے میں، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (**م ۸۵۲ھ**) نے عبد اللہ بن علی بن المدینیؒ کی روایت ترجیح دی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے (**ص:۱۳۴**)، لہذا ثقہ راوی کی روایت نہ ہونے کی صورت میں عبد اللہ بن علی بن المدینیؒ کی روایت کو ترجیح حاصل ہو گی۔

[22] یہ روایت متناً صحیح ہے۔ دیکھئے (**ص:۱۰۶**)

**"كتب ابي عن ابي يوسف ومحمد ثلاثه قماطر، قلت له كان ينظر فيها، قال كان ربما ينظر فيها"**

میرے والد امام احمدؒ (م ۲۴۱ھ) نے امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسنؒ سے تین قماطیر (بڑے تھیلے) علم کے لکھے تھے، (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے امام عبداللہؒ سے پوچھا کہ: کیا آپ کے والد اُن کا مطالعہ بھی کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، بسااوقات اُن کا مطالعہ بھی کیا کرتے تھے۔ **(تاریخ بغداد: ج۳: ص۲۲۵)**

شیخ عبدالرحمن الیمانی المعلمیؒ غیر مقلد (م ۱۳۸۶ھ) اس قول کے ذیل میں لکھتے ہیں:

**"فالظاهر انه كتب عنهما مما يرويانه من الآثار"**

اس قول سے ظاہر یہی ہے کہ امام احمدؒ نے امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ سے ان دونوں کی احادیث لکھی تھیں۔ **(التنکیل: ۱/۱۶۵)**

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے امام محمدؒ سے روایت لی ہے۔ اور یہی بات حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے بھی کہی ہے۔

اور امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت لیتے تھے۔

لہٰذا امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ)، امام احمدؒ کے نزدیک ثقہ ہیں۔[23]

- نیز ایک روایت میں امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ دقیق مسائل کہاں سے حاصل کئے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

**"من كتب محمد بن الحسن"**

---

[23] تفصیل کے لئے دیکھئے **ص: ۱۳۱**۔

کہ امام محمد بن حسنؒ کی کتابوں سے۔ **(تاریخ بغداد: ج ۲: ص ۱۷۴)**

معلوم ہوا کہ امام صاحبؒ (م ۲۴۱؁ھ)، امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ) کی کتابوں کا بھی مطالعہ کرتے تھے۔

(۱۱) صدوق، امام اسماعیل بن توبۃ القزوینیؒ (م ۲۴۲؁ھ) نے کہا:

**" امام المسلمين محمد بن الحسن الشيباني رحمة الله عليه "۔ (بغية الطلب: ج ۱۰: ص ۴۳۴۹)**

(۱۲) امام الائمہ، امام ابو بکر ابن خزیمہؒ (م ۳۱۱؁ھ) نے امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ) کو "**أَئِمَّةُ الدِّينِ, أَرْبَابُ الْمَذَاهِبِ**" میں شمار کیا ہے۔ **(احادیث فی ذم الکلام: ص ۱۰۰)**[24]

(۱۳) ثقہ، فقیہ امام احمد بن کامل القاضیؒ (م ۳۵۰؁ھ) فرماتے ہیں کہ

**" أبو عبد الله محمد بن الحسن صاحب أبي حنيفة مولى لبني شيبان وكان موصوفا بالكمال وكانت منزلته في كثرة الرواية والرأي والتصنيف لفنون علوم الحلال والحرام منزلة رفيعة يعظمه أصحابه جدا"**

امام ابو عبداللہ محمد بن حسنؒ **صاحب ابی حنیفۃ (م ۱۸۹؁ھ)** بنو شیبان قبیلہ کے مولیٰ تھے، آپ فضل وکمال کے ساتھ موصوف تھے، اور آپ حدیث اور فقہ کو کثرت سے روایت کرنے، اور حلال و حرام کے علوم میں مختلف کتابیں تصنیف کرنے میں بہت بڑا مقام رکھتے تھے، اور آپ کے تلامذہ (امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ) آپ کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ **(اخبار ابی حنیفۃ و اصحابہ : ص ۱۲۵)**

(۱۴) امام ابو بکر جصاص الرازیؒ (م ۳۷۰؁ھ) نے آپؒ کو امام مالکؒ (م ۱۷۹؁ھ) کے "**الاصحاب الثقات**" میں شمار کیا ہے۔ [25]

---

[24] اس کی سند حسن ہے۔

(۱۵) ثقہ حافظ امیر المومنین فی الحدیث، امام ابو الحسن الدار قطنیؒ (م۳۸۵ھ) نے اپنے کتاب **"غرائب مالک"** میں امام محمدؒ (م۱۸۹ھ) کو ثقہ، حافظ الحدیث قرار دیا ہے۔

- نیز ایک اور روایت میں کہتے ہیں کہ

**"وعندی لا یستحق الترک"**

امام محمدؒ میرے نزدیک (روایت حدیث میں) ترک کر دینے کے مستحق نہیں ہیں، یعنی آپؒ مقبول الروایۃ ہیں۔[26]

---

[25] امام ابو بکر جصاصؒ (م۳۷۰ھ) ایک روایت کے تحت کہتے ہیں کہ

" **لأن أصحاب مالك الثقات كلهم يروونه موقوفا على ابن عمر رضي الله عنهما من قوله، غير مرفوع إلى النبي صلى الله عليه وسلم** "

اس لئے اس روایت کو تمام کے تمام ثقہ اصحاب مالک نے امام مالکؒ سے موقوفاً ابن عمرؓ کے قول کی صورت میں روایت کیا ہے، نہ کہ مرفوعاً۔ **(شرح مختصر الطحاوی للجصاص: ج۱: ص۳۹۷)**

غور فرمائے! امام جصاصؒ نے کہا کہ تمام کے تمام ثقہ اصحاب مالک نے اس روایت کو امام مالکؒ سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

اور اگر چہ دوسری طریق سے ہی مگر امام محمدؒ نے بھی اس حدیث کو امام مالکؒ (م۱۷۹ھ) سے معنی موقوفاً ہی نقل کیا ہے۔ **(موطا امام محمد: حدیث نمبر ۱۲)**

نیز امام مالکؒ (م۱۷۹ھ) سے امام محمدؒ (م۱۸۹ھ) نے بھی مکمل موطا روایت کی ہے اور آپؒ امام مالکؒ کے قدیم شاگردوں میں سے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے **ص:۵۱-۵۳۔**

معلوم ہوا کہ امام ابو بکر جصاصؒ (م۳۷۰ھ) کے نزدیک امام محمدؒ ثقہ اصحاب مالک میں شمار ہوتے ہیں۔

[26] تفصیل کے لئے دیکھئے **ص:۱۳۸۔**

(۱۶) مشہور ، ثقہ ،حافظ الحدیث ، شیخ المحدثین ،صاحب المستدرک ،امام ابو عبد اللہ الحاکم الصغیرؒ(م ۴۰۵ھ) کے نزدیک بھی امام محمدؒ(م ۱۸۹ھ) ثقہ ،فقیہ ،اور ائمہ المسلمین میں سے ہیں۔[27]

(۱۷) ثقہ ،حافظ ،امام ابو بکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کے نزدیک بھی امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) صدوق ،فقیہ ،اور اکابر فقہاء میں سے ہیں۔[28]

(۱۸) ثبت، حافظ المغرب ،امام ابن عبد البرؒ(م ۴۶۳ھ) نے آپؒ کو فقیہ ،عالم اور حافظ الحدیث قرار دیا ہے۔[29]

(۱۹) مشہور امام، حجت، شمس الائمۃ، ابو بکر السرخسیؒ(م ۴۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ

" **محمد موثوق به فيما يروي** "

امام محمدؒ(م ۱۸۹ھ) روایت کرنے میں ثقہ ہیں۔**(المبسوط للسرخسی: ج ۳۰: ص ۲۸۲)**

(۲۰) صدوق ،امام عبد الکریم شہرستانیؒ (م ۵۴۸ھ) نے آپؒ کو ائمہ حدیث میں شمار کیا ہے۔[30]

(۲۱) مشہور شیخ ،الواعظ الکبیر یحییٰ بن ابراہیم السلماسیؒ(م ۵۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ

**"وكتب الحديث ، وكان فقيها عالما شهما نبيلا"**

امام محمدؒ نے حدیث لکھی اور آپ فقیہ عالم سمجھدار اور معزز شخص تھے۔**(منازل الائمۃ الاربعۃ ۸۸)**

---

[27] دیکھئے ص: ۱۴۳۔

[28] دیکھئے ص: ۱۴۶۔

[29] دیکھئے ص: ۱۴۷۔

[30] دیکھئے ص: ۱۴۹۔

**(۲۲)** امام ابو سعد عبدالکریم السمعانیؒ (م۵۶۲ھ) نے امام محمدؒ (م۱۸۹ھ) کو **"الامام الربانی"** کہا ہے، جو کہ ان کے صدوق ہونے پر دلالت کرتا ہے۔[31]

(۲۳) حافظ الشام، امام ابو القاسم **ثقة** الدین ابن عساکرؒ (م۵۷۱ھ) کے نزدیک بھی امام محمدؒ میں کوئی حرج نہیں اور آپؒ ضابط ہیں۔[32]

(۲۴) حافظ سبط ابن الجوزیؒ (م۶۵۴ھ) نے کہا:

**" وكان محمَّدٌ إمامًا في جميع العلوم "**

امام محمدؒ (م۱۸۹ھ) تمام علوم الاسلامیہ میں امام تھے۔ **(مرآۃ الزمان: ج۱۳: ص۱۳۰)**

(۲۵) امام علی بن انجبؒ (م۶۷۴ھ) کہتے ہیں کہ

**"امام عالم، کبیر القدر، شائع الذکر"**

امام، عالم، بڑی شان والے اور مشہور ہیں۔ **(الدر الثمین فی اسماء المصنفین: ص۱۵۹)**

(۲۶) حافظ ابن عبد الھادیؒ (م۷۴۴ھ) کہتے ہیں کہ

**"والقاضی الامام العلامة فقیه العراق ابو عبدالله محمد بن الحسن الشیبانی احد شیوخ الامام الشافعی"۔ (مناقب الائمة الاربعة: ص۶۰)**

(۲۷) حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ

---

[31] دیکھئے (ص:۱۵۰)۔

[32] دیکھئے (ص:۱۴۹)۔

"**محمد بن الحسن بن فرقد، العلامۃ، فقیہ العراق**"۔

- نیز ایک اور جگہ کہا کہ

**"وکان مع تبحرہ فی الفقہ یضرب بذکائہ المثل"**

آپ فقہ میں تبحر رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی ذکاوت (ذہانت) میں بھی ضرب المثل تھے۔

- اور حافظ ذہبیؒ نے آپؒ کو **فقیہ**، **علامہ**، **اہل عراق کے مفتی**، **احد الاعلام**، **امام**، **مجتہد** قرار دیا ہے۔

- اسی طرح انہوں نے آپ کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ: امام اور مجتہد تھے، اور آپ کا شمار انتہائی ذہین اور فصیح لوگوں میں ہوتا ہے۔ نیز آپؒ کو ہدایت یافتہ ائمہ میں بھی شمار کیا ہے۔

- اور آپ کے متعلق یہ بھی لکھتے ہیں کہ:

**"وکان رحمۃ اللہ آیۃ فی الذکاء، ذا عقل تام، وسودد، وکثرۃ تلاوۃ القرآن"**

امام محمدؒ، دانائی میں ایک نشانی تھے، اور آپ انتہائی عقل مند، سردار اور قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرنے والے تھے۔

- ایک مقام پر لکھا کہ

**"وقال من الجاہ والحشمۃ مالا یزید علیہ"**

امام محمدؒ نے وہ عزت اور شان وشوکت پائی ہے کہ اس سے زیادہ ناممکن ہے۔

- امام موصوفؒ نے آپ کے بارے میں یہ بھی تصریح کی ہے کہ:

**"یروی عن مالک بن انس وغیرہ، وکان من بحور العلم والفقہ قویا فی مالک"**

امام محمدؒ نے امام مالک بن انس اور دیگر محدثین سے روایت حدیث کی ہے، اور آپ علم (کتاب و سنت) اور فقہ کے سمندر تھے، اور امام مالکؒ سے روایت کرنے میں قوی (مضبوط) تھے۔ **(لسان المیزان:۵/۱۲۷،۱۲۸)**

اسی طرح ان کی غیر مالک والی روایت کو حسن کہا ہے۔

یعنی خلاصہ یہ کہ حافظ ذہبیؒ **(م۷۴۸ھ)** کے نزدیک امام محمدؒ **(م۱۸۹ھ)** مالک اور غیر مالک دونوں کی روایتوں میں قوی ہیں۔[33]

(۲۸) امام، حافظ الحدیث جمال الدین عبداللہ بن یوسف زیلعیؒ **(م۷۶۲ھ)** نے آپؒ کی روایت کے بارے میں لکھا ہے:

**"اثر جید"**

کہ یہ اثر (کی سند) جید ہے۔

(۲۹) امام صلاح الدین صفدیؒ **(م۷۶۴ھ)** کہتے ہیں کہ

**"وکان اماما مجتھدا من الاذکیاء الفصحاء"**

امام محمدؒ، امام اور **مجتھد** تھے، اور آپ کا شمار ذہین اور فصیح لوگوں میں ہوتا ہے۔[34]

(۳۰) امام اسعد الدین الیافعیؒ **(م۷۶۸ھ)** نے کہا:

**" قاضي القضاة وفقيه العصر "۔(مرآۃ الزمان: ج۱: ص۳۲۶)**

---

33 تفصیل کے لئے دیکھئے ص:۱۵۴-۱۵۶۔

34 دیکھئے ص:۱۶۲۔

(۳۱) امام شمس الدین محمد بن عبد الرحیم ابن الفرات المصری (م ۸۰۷ھ) نے کہا کہ

**"محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی الامام الربانی صاحب ابی حنیفۃ..."**۔[35]

(۳۲) حافظ نورالدین ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) امام محمدؒ کی ایک روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

**"رواہ الطبرانی فی الاوسط و الکبیر، و اسناد الکبیر حسن"**

اس حدیث کو طبرانی نے "المعجم الاوسط" اور "المعجم الکبیر" میں روایت کیا ہے، اور المعجم الکبیر کی سند حسن ہے۔

حافظ ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) **"المعجم الکبیر"** کی جس حدیث کی سند کو حسن قرار دے رہے ہیں، اس سند کے ایک راوی امام محمد بن حسنؒ بھی ہیں۔

معلوم ہوا کہ امام ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) کے نزدیک امام محمدؒ حسن الحدیث اور صدوق ہیں۔[36]

(۳۳) مشہور حافظ، امام، مقری شمس الدین الجزریؒ (م ۸۳۳ھ) نے کہا کہ

**" الإمام الکبیر فقیہ زمانہ "۔(مناقب الاسد الغالب: ص ۷۰)**

(۳۴) مشہور، امام، امیر المومنین فی الحدیث، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے امام محمدؒ کی کئی روایات کی تصحیح فرمائی، جس سے امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) کا، ان کے نزدیک صدوق ہونا واضح ہے۔[37]

(۳۵) امام، محدث عینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے امام محمدؒ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ **(نخب الافکار: ج ۱۶: ص ۳۴۷)**

---

[35] دیکھئے ص: ۱۶۳۔

[36] دیکھئے ص: ۱۶۰۔

[37] دیکھئے ص: ۱۶۵۔

(۳۶) ثقہ، حافظ الحدیث، امام قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے کہا:

" **الإمام الربانی الإمام الجلیل العالم العلامة المجتهد الحجة البالغة محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی رحمه اللہ تعالیٰ صاحب الإمام أبی حنیفة النعمان رحمه اللہ تعالیٰ** "۔

ایک اور مقام پر کہا:

" **الشیخ الإمام العلامة الحجة محمد بن الحسن الشیبانی** "۔**(مخطوطہ مناقب ابو حنیفہ و اصحابہ للقاسم: ص: ۹۴، ۱۰۵)**

(۳۷) امام یوسف بن تغریؒ (م ۸۷۴ھ) نے کہا:

" **الفقیه العلامة شیخ الإسلام وأحد العلماء الأعلام مفتی العراقین....وکان إماما فقیها محدثا مجتهدا ذکیا، انتهت إلیه ریاسة العلم في زمانه بعد موت أبي یوسف** "۔**(النجوم الزاھرۃ: ج ۲: ص ۱۳۰-۱۳۱)**

(۳۸) حافظ محمد بن یوسف صالحیؒ (م ۹۴۳ھ) نے امام محمدؒ کو ثقہ کہا ہے۔**(عقود الجمان: ص ۶۲)**

(۳۹) امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن ابن الغزی شافعیؒ (م ۱۱۶۷) نے کہا:

"**الامام، الحبر، البحر، المجتهد، الحنفی، صاحب المؤلفات الکثیرة** "۔ **(دیوان الاسلام: ۴/۱۳۶)**

(۴۰) شیخ ابو الفیض، محمد المکیؒ (م ۱۴۱۱ھ) نے کہا:

" **الإمَام الْحجَّة أبي عبد الله مُحَمَّد بن الْحسن الشَّيْبَانِيّ** "۔**(العجالة: ص ۳۸)**

(۴۱) شیخ محمد یعقوبی نے بھی امام محمدؒ کو ثقہ کہا ہے۔**(تخریج احادیث الاختیار: ص ۱۵۴۱، ت یعقوبی)**

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ فقہ و حدیث میں امام محمدؒ **(م۱۸۹؁ھ)** ائمہ و علماء کے نزدیک ثقہ، ضابط، حافظ الحدیث، فقیہ اور حجت ہیں۔

## تفسیر اور علوم القرآن میں مقام:

(۱) حافظ الحدیث، امام قاضی ابو یوسفؒ **(م۱۸۲؁ھ)** نے **معلی** بن منصورؒ **(م۲۱۱؁ھ)** سے کہا:

**" ألزمه فإنه أعلم الناس "**

محمد بن الحسنؒ کو لازم پکڑو! اس لئے کہ وہ **أعلم الناس** ہیں (یعنی وہ لوگوں میں سب سے زیادہ قرآن و حدیث کو جاننے والے ہیں)۔ **(فضائل ابی حنیفہ لابن ابی العوام: ص ۳۵۳)**

(۲) امام شافعیؒ **(م۲۰۴؁ھ)** نے کہا:

**"ما رأيت اعلم بكتاب الله من محمد كأنه عليه نُزل"**

میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو امام محمدؒ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہو، (امام محمدؒ قرآن کا علم اتنا زیادہ رکھتے تھے کہ) گویا قرآن اترا ہی آپ پر ہے۔ دیکھئے **(ص:۱۰۷)**

(۳) مشہور ثقہ، امام ابو عبید، قاسم بن سلامؒ **(م۲۲۴؁ھ)** نے کہا:

**"ما رأيت اعلم بكتاب الله من محمد بن الحسن"**

میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو امام محمد بن حسنؒ سے بڑھ کر کتاب اللہ (قرآن کریم) کا عالم ہو۔ دیکھئے **(ص:۱۰۶)**

(۴) حافظ سبط ابن الجوزیؒ **(م۶۵۴؁ھ)** نے کہا:

**" وكان محمَّدٌ إمامًا في جميع العلوم "**

امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ) تمام علوم الاسلامیہ میں امام تھے۔ **(مرآۃ الزمان: ج۱۳: ص ۱۳۰)**

(۵) امام ذہبیؒ (م ۷۴۸؁ھ) نے کہا کہ :

**"یروی عن مالک بن انس وغیرہ، وکان من بحور العلم والفقہ قویا فی مالک"**

امام محمدؒ نے امام مالک بن انس اور دیگر محدثین سے روایت حدیث کی ہے، اور آپ (کتاب وسنت کے) علم اور فقہ کے سمندر تھے، اور امام مالکؒ سے روایت کرنے میں قوی (مضبوط) تھے۔ **(لسان المیزان: ۵/ ۱۲۷، ۱۲۸)**

معلوم ہوا کہ تفسیر اور علوم القرآن میں بھی امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ) امام تھے۔

## ذہانت اور حفظ میں مقام:

(۱) قاضی ابو یوسفؒ (م ۱۸۲؁ھ) نے امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ) کے حافظہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا: کہ

**"ھکذا یکون الحفظ "**

حافظہ اسی طرح (قوی) ہونا چاہیے۔ **(فضائل ابی حنیفہ: ص ۳۵۹-۳۶۰)**

(۲) امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) نے کہا:

**"وما رأیت مبدنا قط اذکی من محمد بن الحسن"**

میں نے کوئی بھی جسیم شخص امام محمد بن حسنؒ سے زیادہ ذہین نہیں دیکھا۔ **دیکھئے (ص:۱۱۶)**

(۳) حافظ الشام، امام ابو القاسم **ثقۃ الدین** ابن عساکرؒ (م ۵۷۱؁ھ) نے امام محمدؒ کو ضابط قرار دیا ہے۔ **دیکھئے (ص:۱۴۹)**

(۴) حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸؁ھ) نے کہا:

**"وکان من اذکیاء العالم"**

امام محمدؒ دنیا کے ذکی ترین لوگوں میں سے تھے۔**(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ: ص۵۰)**

- نیز ایک اور مقام پر کہا کہ

**"وکان مع تبحرہ فی الفقہ یضرب بذکائہ المثل"**

آپ فقہ میں تبحر رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی ذکاوت (ذہانت) میں بھی ضرب المثل تھے۔**(سیر اعلام النبلاء:۹/۱۳۴)**

- ایک جگہ حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ

**"وکان رحمۃ اللہ آیۃ فی الذکاء، ذاعقل تام، وسودد، وکثرۃ تلاوۃ القرآن"**

امام محمدؒ، دانائی میں ایک نشانی تھے، اور آپ انتہائی عقل مند، سردار اور قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرنے والے تھے۔ **(تاریخ الاسلام: ۴/۹۵۴،۹۵۵)**

(۵) امام صلاح الدین صفدیؒ (م۷۶۴ھ) کہتے ہیں کہ

**"وکان اماما مجتھدا من الاذکیاء الفصحاء"**

امام محمدؒ، امام اور **مجتہد** تھے، اور آپ کا شمار ذہین اور فصیح لوگوں میں ہوتا ہے۔**دیکھئے(ص:۱۶۲)**

(۶) حافظ ابن ناصر الدینؒ (م۸۴۲ھ) نے کہا:

**"وکان من اذکیاء العالم"**

امام محمدؒ دنیا کے ذکی ترین لوگوں میں سے تھے۔**(اتحاف السالک : ص۱۷۸)**

(۷) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

**"وکان من افراد الدھر فی الذکاء"**

امام محمدؒ اپنے زمانے کے چند ذہین ترین لوگوں میں سے ایک تھے۔ **(الایثار مع کتاب الآثار :ص ۲۳۳)**

(۸)　امام یوسف بن تغری(م ۸۷۴ھ) نے کہا:

**" الفقیہ العلامۃ شیخ الإسلام وأحد العلماء الأعلام مفتی العراقین۔۔۔۔ وکان إماما أفقیہا أمحدثا أمجتہدا أذکیا، انتہت إلیہ ریاسۃ العلم في زمانہ بعد موت أبي یوسف"**۔ (النجوم الزاھرۃ:ج ۲:ص ۱۳۰-۱۳۱)

## معقولات میں مقام:

(۱)　امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) نے کہا کہ

**"ما رأیت أعقل من محمد بن الحسن"**

میں نے امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) سے زیادہ عقلمند کسی کو نہیں دیکھا۔

-　ایک اور روایت میں کہا کہ

**"ما رأیت اعقل ولا ازھد ولا أفقہ ولا اورع ولا احسن نطقا و ایرادا من محمد بن الحسن"**

میں نے کوئی شخص عقل مندی ، پرہیز گاری، فقاہت، تقویٰ اور اچھی گفتگو کرنے میں امام محمد بن حسنؒ جیسا نہیں دیکھا۔

(۲)　مشہور شیخ، الواعظ الکبیر یحییٰ بن ابراہیم السلماسیؒ (م ۵۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ

**"وكتب الحديث، وكان فقيها عالما شهما نبيلا"**

امام محمدؒ نے حدیث لکھی، اور آپ فقیہ ، عالم سمجھ دار، اور معزز شخص تھے۔**(منازل الائمۃ الاربعۃ :ص۸۸)**

(۳) حافظ سبط ابن الجوزیؒ (م ۶۵۴ھ) نے کہا:

**" وكان محمّدٌ إمامًا في جميع العلوم "**

امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) تمام علوم میں امام تھے۔**(مرآۃ الزمان: ج۱۳: ص۱۳۰)**

(۴) حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا:

**"وكان رحمة الله آية في الذكاء، ذا عقل تام، وسودد، وكثرة تلاوة القرآن"**

امام محمدؒ، دانائی میں ایک نشانی تھے، اور آپ انتہائی عقل مند، بزرگ اور قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرنے والے تھے۔**دیکھئے (ص:۱۵۵)**

**فصاحت وبلاغت میں مقام:**

(۱) امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) نے کہا:

**"لو اشاء ان اقول ان القرآن نزل بلغة محمد بن الحسن لقلته لفصاحته"**

اگر میں یہ کہنا چاہوں کہ قرآن امام محمد بن حسنؒ کی لغت (زبان) میں اُترا ہے تو آپ کی فصاحت کی وجہ سے میں یہ کہہ سکتا ہوں۔

- نیز فرماتے ہیں:

**"کان محمد بن الحسن الشیبانی اذا اخذ فی المسألۃ کأنہ قرآن ینزل علیہ لا یقدم حرفا ولا یؤخر"**

امام محمد بن حسن شیبانیؒ جب کوئی مسئلہ بیان کرتے (تو اس کو اس خوبصورتی سے پیش کرتے کہ) گویا قرآن اُن پر اُتر رہا ہے، آپ نہ کوئی حرف آگے کرتے اور نہ کسی حرف کو پیچھے کرتے۔

- یہ بھی کہتے ہیں کہ

**"ما رأیت سمینا اخف روحا من محمد بن الحسن، وما رأیت افصح منہ، کنت اذا رأیتہ یقرأ کأن القرآن نزل بلغتہ"**

میں نے کوئی جسیم شخص امام محمد بن حسنؒ سے زیادہ ہلکی چال چلنے والا نہیں دیکھا، اور نہ ہی آپ سے زیادہ فصیح کوئی شخص دیکھا ہے، میں جب آپ کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھتا تو مجھے یوں محسوس ہوتا کہ گویا قرآن آپ کی لغت میں اُترا ہے۔ دیکھئے **(ص:۱۱۷-۱۱۸)**

(۲) ثقہ، امام العربیہ، مبردؒ (م ۲۸۵ھ) نے کہا:

**" کان فصیحا "**

امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) فصیح تھے۔ **(الفصول: ج۱: ص۸۵)**

(۳) مؤرخ اسلام علامہ ابن خلکانؒ (م ۶۸۱ھ) نے کہا:

**"وکان افصح الناس، وکان اذا تکلم خیل لسامعہ ان القرآن نزل بلغتہ"**

آپ لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح تھے، آپ جب بات کرتے تو سامع (سننے والے) کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ قرآن کریم آپ کی لغت میں اُترا ہے۔ **(وفیات الاعیان: ۳۲۱/۲)**

(۴) حافظ سبط ابن الجوزیؒ (م ۶۵۴ھ) نے کہا:

**" وكان محمَّدٌ إمامًا في جميع العلوم "**

امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) تمام علوم الاسلامیہ میں امام تھے۔**(مرآۃ الزمان: ج ۱۳: ص ۱۳۰)**

(۵) حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا:

**"وکان امام مجتھدا من الاذکیاء الفصحاء"**

امام محمدؒ، امام اور **مجتھد** تھے، اور آپ کا شمار ذہین اور فصیح لوگوں میں ہوتا ہے۔**(تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۹۵۴)**

(۶) امام صلاح الدین صفدیؒ (م ۷۶۴ھ) کہتے ہیں کہ

**"وکان امام مجتھدا من الاذکیاء الفصحاء"**

امام محمدؒ، امام اور **مجتھد** تھے، اور آپ کا شمار ذہین اور فصیح لوگوں میں ہوتا ہے۔ **دیکھئے (ص: ۱۶۲)**

(۷) امام ابن العماد حنبلیؒ (م ۱۰۸۹ھ) آپ کے متعلق ارقام فرماتے ہیں:

**"فکان فصیحا بلیغا"**

امام محمدؒ فصیح اور بلیغ شخص تھے۔**(شذرات الذھب: ۱/۳۲۱)**

(۸) نامور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) نے کہا:

**"وکان افصح الناس، وکان اذا تکلم خیل لسامعہ ان القرآن نزل بلغتہ"**

آپ لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح تھے، آپ جب بات کرتے تو سامع (سننے والے) کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ قرآن کریم آپ کی لغت میں اُترا ہے۔ **(التاج المکلل: ص ۸۰)**

**اللغة العربية، علم نحو، اور حساب میں مقام:**

(۱) امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) نے کہا:

**"ما رأیت سمینا اخف روحا من محمد بن الحسن، وما رأیت افصح منه، کنت اذا رأیته یقرأ کأن القرآن نزل بلغته"**

میں نے کوئی جسیم شخص امام محمد بن حسنؒ سے زیادہ ہلکی چال چلنے والا نہیں دیکھا، اور نہ ہی آپ سے زیادہ فصیح کوئی شخص دیکھا ہے، میں جب آپ کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھتا تو مجھے یوں محسوس ہوتا کہ گویا قرآن آپ کی لغت میں اُترا ہے۔ دیکھئے **(ص:۱۱۸)**

(۲) امام اخفش نحویؒ (م ۲۱۵؁ھ) فرمایا کرتے تھے:

**"وما وضع شئی لشئی قط یوافق ذلک الا کتاب محمد بن الحسن فی الایمان فانه وافق کلام الناس"**

کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کسی دوسری چیز کے لئے وضع کی گئی ہو، اور وہ اس کے موافق بھی ہو، سوائے امام محمد بن حسنؒ کی تصنیف "کتاب الایمان" کے کہ وہ لوگوں کی کلام کے موافق ہے۔

(۳) حافظ ابوسعد سمعانیؒ (م ۵۶۲؁ھ) نے امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱؁ھ) سے نقل کیا ہے کہ :

**"ومحمد ابصر الناس بالعربیة"**

امام محمدؒ لغتِ عربیہ میں سب لوگوں سے زیادہ بصیرت رکھتے تھے۔ **(کتاب الانساب: ۱۶۷/۳)**

(۴) مشہور نحوی، ثقہ، امام احمد بن یحیی، ثعلبؒ (م ۲۹۲؁ھ) کہتے ہیں کہ

**" محمد بن الحسن حجة في اللغة "**

محمد بن الحسن لغت میں حجت ہیں۔ **(الفصول: ج۱: ص ۸۵)**

(۵) امام ابو بکر جصاص الرازیؒ **(م ۳۷۰ھ)** نے کہا: کہ

**" محمد بن الحسن حجة فيما يحكيه في اللغة"**

لغت کے سلسلے میں امام محمدؒ حجت ہیں۔ **(الفصول: ج۱: ص ۸۴)**

(۶) مشہور صدوق لغوی، نحوی، امام ابو علی الفارسیؒ **(م ۳۷۷ھ)**

**"فكان يتعجب من تغلغل واضع هذا الكتب فی النحو"**

بھی اس کتاب **"الجامع الکبیر"** کے مصنف (امام محمدؒ) کی علمِ نحو میں مہارت پر حیران ہو گئے۔
**(بلوغ الامانی: ص ۶۳)**

(۷) امام ابو السمعانیؒ **(م ۵۶۲ھ)** نے کہا:

**"صاحب فقه وادب"**

امام محمدؒ صاحب فقہ اور صاحب ادب ہیں۔ **(الانساب: ج۳: ص ۷۰)**

(۸) امام ابن خلکانؒ **(م ۶۸۱ھ)** آپ کے ترجمہ میں تصریح کرتے ہیں کہ:

**"وله فی مصنفاته المسائل المشكلة خصوصاً المتعلقة بالعربية"**

امام محمدؒ کی کتابوں میں مشکل مسائل ہیں، خصوصاً جو مسائل عربی زبان کے متعلق ہیں۔

(۹) حافظ ابن تیمیہؒ **(م ۷۲۸ھ)** ارقام فرماتے ہیں:

**"ومحمد اعلمهم بالعربية والحساب"**

امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ میں امام محمدؒ لغت عربیہ اور فنِ حساب کے سب سے بڑے عالم تھے۔

(۱۰) ثقہ، ثبت، حافظ عبد القادر قرشیؒ (م ۷۷۵ھ) نے کہا:

**"وكان ايضا مقدما في علم العربية، والنحو، والحساب والفطنة"**

امام محمدؒ (حدیث وفقہ کی طرح) علوم عربیہ، نحو، حساب اور فطانت میں بھی فوقیت رکھتے تھے۔

(۱۱) ثقہ، حافظ الحدیث، امام قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے بھی کہا:

**"وكان مقدما في علم العربية، والنحو، والحساب"**

امام محمدؒ علوم عربیہ، نحو، اور حساب میں فوقیت رکھتے تھے۔ **(تاج التراجم: ص ۲۳۷)**

(۱۲) شیخ عبد الرحمن المعلمیؒ غیر مقلد (م ۱۳۸۶ھ) نے بھی امام محمدؒ کو فن حساب اور دقیق مسائل بیان کرنے میں ماہر تسلیم کیا ہے۔

اور آپ کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

**"المسائل الحسابية الدقيقة التي ضخم بها محمد كتبه"**

امام محمدؒ نے اپنی کتابوں کو حساب کے دقیق مسائل سے بھر دیا ہے۔

## عبادت اور تقوی میں مقام:

(۱) امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) کا

**"ان محمدا كان حزبهٔ في كل يوم وليلة ثلث القرآن"**

دن اور رات میں **ثلث قرآن** (دس پارے) پڑھنے کا معمول تھا۔ دیکھئے **(ص: ۱۲۱)**

(۲) امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) نے کہا:

**"مارأيت ازهد ولا اورع من محمد بن الحسن"**

میں نے کوئی شخص پرہیز گاری، اور تقویٰ میں امام محمد بن حسنؒ جیسا نہیں دیکھا۔ دیکھئے **(ص:۱۲۷)**

- آپ کے تلامذہ امام محمد بن سماعہؒ **(م ۲۳۳ھ)** اور امام عیسیٰ بن ابانؒ **(م ۳۲۱)** وغیرہ کی نماز کا حسن بہت مشہور ہے، اور صدوق راوی بکر العمیؒ کہتے ہیں کہ:

**"انما اخذ محمد بن سماعة وعيسى بن ابان حسن الصلاة من محمد بن الحسن رضى الله عنه"**

(۳) امام محمد بن سماعہؒ **(م ۲۳۳ھ)** اور

(۴) امام عیسیٰ بن ابانؒ **(م ۲۲۱ھ)** نے اپنی نماز کا حسن امام محمد بن حسنؒ **(م ۱۸۹ھ)** سے سیکھا تھا۔ دیکھئے **(ص:۱۲۰)**

(۵) حافظ سبط ابن الجوزیؒ **(م ۶۵۶ھ)** نے کہا:

**"وكان لمحمَّد في مسجد الكوفةِ حلقةٌ وهو ابنُ عشرين سنة. وكان حسنَ الصلاةِ كثيرَ الخشوع، يقرأُ القرآنَ في ثلاثةِ أيَّام، مشغولًا بنفسه عن مخالطة الناس، حافظًا لوقته، مستغرقَ الزمانِ في تصانيف الكتبِ وشرحِها"**

کوفہ کی مسجد میں امام محمدؒ کا ایک حلقہ تھا جبکہ آپ کی عمر صرف ۲۰ سال تھی، آپ خشوع کے ساتھ بہت اچھی نماز پڑھتے، تین روز میں قرآن کریم ختم فرماتے، لوگوں سے میل جول کے بجائے اپنے آپ میں مشغول رہتے، اپنے وقت کی حفاظت فرماتے، سارا وقت کتابوں کی تصنیف اور ان کی شرح میں گھرا رہتا۔ **(مرآۃ الزمان: ج۱۳: ص۱۳۰)**

(٦) حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸؁ھ) نے کہا:

**" وکان رحمہ اللہ تعالی آیۃ في الذکاء، ذا عقل تام، وسؤدد، وکثرۃ تلاوۃ للقرآن"**

امام محمدؒ پر اللہ رحم کریں، وہ بزرگ اور قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرنے والے تھے۔ دیکھئے **(ص:۱۵۵)**

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ **(م۱۸۹؁ھ)** اپنے ذات میں بے مثال عالم، مفسر، محدث، فقیہ، نحوی، لغوی، ذکی، بلیغ، زاہد، عابد اور ثقہ، حجت، ضابط اور مضبوط حافظ الحدیث ہیں۔ واللہ اعلم

اللہ تعالی ان کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو بھی اپنے اپنے وقت پر حسن خاتمہ نصیب فرمائے اور ہمارا حشر اپنے نیک، صالح بندوں کے ساتھ فرمائے۔۔ آمین

**نذیر الدین قاسمی**

حیدرآباد (دکن)

**۲۰۱۹/۹/۲۶**

**۲۶ محرم، ۱۴۴۰ہجری**

# الفضل الربانی فی حیاۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی

## امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) کا مقام و مرتبہ ائمہ و علماء کی نظر میں

-حافظ ظہور احمد الحسینی حفظہ اللہ

ترتیب و حاشیہ: مولانا نذیر الدین قاسمی

**نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم، امابعد:**

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) فقہ کے عظیم سپوت اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے ہیں، آپ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ آپ نے فقہ حنفی (جو شروع سے اب تک اہلِ اسلام کی اکثریت کا دستورِ عمل اور پرسنل لاء ہے) کو کتابی صورت میں لکھ کر پوری دنیا کو اس سے روشناس کرایا۔

### آپ کے ذاتی حالات:

حضرت امام محمدؒ کے خاندان کا تعلق دمشق (شام) کے علاقہ **"الغوطہ"** کے وسط میں واقع قصبہ **"حرستا"** سے تھا، پھر آپ کے والد شام سے ہجرت کرکے عراق آگئے، اور عراق کے شہر **"واسط"** میں سکونت اختیار کرلی، امام محمدؒ کی پیدائش یہیں **"واسط"** میں ہوئی، اور پھر آپ کوفہ تشریف لے گئے، اور وہیں آپ کی نشو و نما ہوئی۔

امام ابو سعد سمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) امام ابن خلکانؒ (م ۶۸۱ھ)، امام ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) اور امام ابن ناصر الدین (م ۸۴۰ھ) وغیرہ علماء آپ کے حالات میں لکھتے ہیں:

**اصلہ من قریۃ دمشق فی وسط الغوطۃ اسمھا حرستا، وقدم ابوہ من الشام الی العراق، واقام بواسط فولدہ بھا محمد المذکور ونشأ بالکوفۃ۔**

"امام محمدؒ کا اصل تعلق دمشق میں **"وسط غوطہ"** میں واقع ایک قصبہ جس کا نام **"حرستا"** ہے ، سے ہے، آپ کے والد شام سے عراق آکر **"واسط"** میں مقیم ہوگئے تھے، اور یہیں ان کے ہاں امام محمدؒ مذکور کی ولادت ہوئی،اور آپ کوفہ میں پروان چڑھے"۔(**کتاب الانساب:ج۳:ص۱۶۶، وفیات الاعیان :ج۲:ص۳۲۱، مناقب ابی حنیفہ و صاحبہ :ص:۵۰،اتحاف السالک براۃ الموطا عن مالک :ص۱۷۶)**

امام محمد بن سعدؒ (م ۲۳۰ھ) کی تصریح کے مطابق آپ کے خاندان کا اصلی تعلق دمشق سے بھی پہلے **"جزیرہ"** سے تھا۔ **(الطبقات الکبریٰ:ج۷: ص۲۴۲)**

آپ کی ولادت صحیح قول کے مطابق **۱۳۲ھ** میں ہوئی، جیسا کہ امام محمد بن سعدؒ (**م۲۳۰ھ**) امام شمس الدین ذہبیؒ (**م۷۴۸ھ**)، امام ناصر الدین الدمشقیؒ (**م۸۴۰ھ**) امام ابن کثیرؒ(**م۷۷۴ھ**) اور دیگر کئی محدثین نے تصریح کی ہے۔(**طبقات الکبری:ج۷: ص۲۴۲،مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ:ص۵۰، اتحاف السالک : ص : ۱۷۶، البدایہ والنھایہ:ص۱۹۶،ج۷)**

امام محمدؒ کی زندگی کا زیادہ تر حصہ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں گذرا، اور کچھ عرصہ کیلئے آپ دریائے فرات کے کنارے آباد ایک مشہور شہر **"رقّہ"** کے قاضی بھی رہے ،لیکن جلد ہی اس سے سبکدوش ہوکر بغداد منتقل ہوگئے اور دوبارہ ہمہ تن اپنے علمی مشاغل میں مصروف رہنے لگے، خلیفہ ہارون رشیدؒ (**م۱۹۳ھ**) آپ کے علم اور فضل وکمال کا بہت زیادہ معترف تھے، اور جب سفر میں جاتے تو اکثر آپ کو اپنے ساتھ رکھتے۔

۱۸۹ھ میں جب وہ ایران کے مشہور علمی شہر "رے" گئے تو آپ کو اور مشہور نحوی عالم امام کسائی **(م۱۸۹ھ)** کو بھی اپنے ساتھ لے گئے، اور اتفاق سے ان دونوں جبالِ علم نے وہیں ایک ہی روز انتقال کیا، خلیفہ کو اس کا بہت صدمہ ہوا، اور ان دونوں کو دفن کرنے کے بعد کہنے لگے:

**"دفنت اليوم اللغة و الفقه جميعا بالری"**

آج کے دن میں نے لغت عربیہ اور فقہ دونوں کو "رے" میں دفن کر دیا ہے۔ **(تاریخ بغداد: ۱۷۸/۲، اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ: ص۱۳۲، ۱۳۳)**[38]

---

[38] یہ روایت **تاریخ بغداد: ج۲: ص۱۷۸**، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف: **ج۲: ص۵۷۳** پر موجود ہے، اس کی سند یوں ہے، حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ **(م۴۶۳ھ)** کہتے ہیں کہ:

**أخبرنا أحمد بن علي بن الحسين التوزي قال أنبأنا القاضي أبو عمر أحمد بن محمد بن موسى بن محمد المعروف بابن العلاف قال نبأنا أبو عمر الزاهد قال سمعت أحمد بن يحيى يقول توفي الكسائي و محمد بن الحسن في يوم واحد. فقال الرشيد دفنت اليوم اللغة و الفقه۔**

اس سند کے رواۃ کی تحقیق یہ ہے:

(۱) حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ **(م۴۶۳ھ)** مشہور ثقہ، امام اور حافظ الحدیث ہیں۔ **(تاریخ الاسلام)**

(۲) احمد بن علی بن الحسین التوزیؒ **(م۴۴۲ھ)** صدوق ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج۱: ص۴۲۳)**

(۳) احمد بن محمد بن موسی بن محمد المعروف ابن العلافؒ **(م۳۹۰ھ)** بھی ثقہ راوی ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج۲: ص۷۷)**.

(۴) ابو عمر زاہد سے مراد محمد بن عبد الواحد غلام ثعلبؒ **(م۳۴۵ھ)** ہیں اور وہ صدوق ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج۸: ص۴۴۴)**

**نوٹ:**

دار الکتب العلمیـــــة، بیروت والے نسخہ میں ابو عمر زاھد کے بجائے ابو عمرو زاھد لکھا ہے جو کہ کاتب کی غلطی ہے، کیونکہ ابن العلاف (م ۳۹۰ھ) کے اساتذہ میں ابو عمر زاھد صاحب ثعلب کا ذکر ملتا ہے۔ (**تاریخ بغداد: ج۶: ص۲۶۹**، ط دار الکتب العلمیة، بیروت) اور شیخ بشار العواد معروف کے نسخے میں بھی ابو عمر زاھد ہی لکھا ہے۔ (**تاریخ بغداد بتحقیق شیخ بشار العواد معروف: ج۲: ص۵۷۳**)

لہذا صحیح ابو عمر زاھد صاحب ثعلب ہی ہے۔

(۵) احمد بن یحیی سے مراد احمد بن یحیی بن یزید، ابو العباس الشیبانی النحوی، امام ثعلبؒ (م ۲۹۱ھ) ہے جو ثقہ، امام اور حجت ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج۲: ص۱۳۲)**.

(۶) خلیفہ ھارون الرشیدؒ (م ۱۹۳ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۴: ص۱۲۲۳**)

معلوم ہوا کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ یا صدوق ہیں اور یہ حسن مرسل ہے کیونکہ امام ثعلبؒ (م ۲۰۱ھ) و (م ۲۹۱ھ) کی ملاقات خلیفہ ہارون الرشیدؒ (م ۱۹۳ھ) سے ثابت نہیں ہے۔ (**تاریخ الاسلام: ج۶: ص۹۰۰، سیر اعلام النبلاء: ج۹: ص۲۸۶**)

اس طرح امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) نے بھی مشہور نحوی، امام، حافظ ابراہیم بن محمد بن عرفہ، ابو عبد اللہ نفطویہؒ (م ۳۲۳ھ) [**صدوق**] سے مرسلاً یہی بات نقل کی ہے۔ (**أخبار أبي حنيفة وأصحابه للصيمري: ص۱۳۳**)۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) فرماتے ہیں:

**أخبرنا المرزباني قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيم بن مُحَمَّد بن عَرَفَة النَّحْوِيّ قَالَ مَاتَ مُحَمَّد بن الْحسن وَالْكسَائِيّ بِالريِّ سنة تسع وَثَمَانِين وَمِائَة فَقَالَ الرشيد دفنت الْفِقْه والعربية بِالريِّ۔**

اس سند کے رواۃ کی تفصیل یہ ہے:

(۱) امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) صدوق، امام ہیں۔ (**تاریخ بغداد: ج۸: ص۶۳۴، ت بشار، تاج التراجم للقاسم: ص۱۶۳**)

(۲) محمد بن عمران بن موسی، ابو عبد اللہ المرزبانیؒ (م ۳۸۴ھ) بھی صدوق و متقن ہیں۔ (**المغنی: ج۲: ص۶۲۰، سیر: ج۱۶: ص۴۴۷، تاریخ بغداد: ج۴: ص۲۲۷، ت بشار، انباء الرواۃ: ج۳: ص۱۸۰، الدر الثمین: ص۱۲۳، التاریخ المعتبر لعبد الرحمٰن بن محمد المقدسی: ج۳: ص۱۷۷، مرآۃ الزمان لسبط ابن جوزی: ج۱۸: ص۷۹، قلادۃ النحر للحضرمی: ج۳: ص۲۵۵**)

(۳) امام، حافظ ابراہیم بن محمد بن عرفہ، ابو عبد اللہ نفطویہؒ (م ۳۲۳ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**تاریخ بغداد: ج۷: ص۹۳، ت بشار**)

(۴) خلیفہ ھارون الرشیدؒ (م ۱۹۳؁ھ) بھی صدوق ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۱۲۲۳)

معلوم ہوا کہ اس کی سند بھی حسن مرسل ہے۔

امام ابوعبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶؁ھ) نے ایک اور سند متصل ذکر کی ہے:

**أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا القاضي أبو بكر مكرم قال ثنا أحمد بن عبيد الله الثقفي قال ثنا أبو خازم عبد الحميد بن عبد العزيز قال حدثني بكر بن خلف العمي قال حدثني محمد بن سماعة قال حدثني محمد بن الحسن الفقيه قال أبو خازم وهو مولى لبني يبان وأصلهم من قرية بين فلسطين والرملة أعرفها وأعرف قوما من أهلها ثم انتقلوا إلى الكوفة قال لما أشخصني الرشيد ليقلدني القضاء بالشام وردت مدينة السلام فلقيت أبا يوسف وهو الذي سماني وأشار بي فقلت له من حقي عليك ولزومي لك وتصييري لك أستاذا وإماما أن تعفيني عن هذا الأمر فقال لي أنا راكب معك إلى يحيى بن خالد فأكلمه فركب معي إلى يحيى بن خالد فلما دخلنا عليه زال له يحيى عن مصلاه فقعد معه عليه وقعدت بباب البيت فسمعته يقول له هذا محمد بن الحسن ومن حاله كذا ومن حاله كيت وكيت يصفني وذكر امتناعي عليه فقال له يحيى ماتقول فيه قال أقول إنكم إن أعفيتموه لم تجدوا امثله فلما سمع يحيى كلامه لم يلتفت إلي ما أقول وأمضى أمري فلما ورد الرشيد الرقة أحضرت فدخلت إليه أنا والحسن بن زياد اللؤلؤي وأبو البختري وهب بن وهب فأخرج إلينا الأمان الذي كتب ليحيى ابن عبد الله بن الحسن فدفع إلي فقرأته وقد علمت الأمر الذي أحضرنا له فمثلت بين أن أظهر شيئا إن كان يتعلق به فيه فأوجده السبيل إلى قتل الرجل أو أترك الطعن عليه مع ما أعلم أنه ينالني من موجدة الرشيد فآثرت أمر الله والدار الآخرة فقلت هذا أمان مؤكد لا حيلة في نقضه فانتزع الصك من يدي ودفع إلى اللؤلؤي فقرأه وقال كلمة ضعيفة لا أدري سمعت أو لم تسمع هذا أمان فانتزع من يده ودفع إلى أبي البختري فقرأه ثم قال ما أرجيه ولا أرضاه هذا رجل سوء قد شق العصا وسفك دماء المسلمين وفعل وفعل فلا أمان له ثم ضرب بيده إلى خفه وأنا أراه واستخرج سكينا فشق الكتاب بنصفين ثم دفعه إلى الخادم ثم التفت إلى الرشيد فقال اقتله ودمه في عنقي قال فقمنا من المجلس وأتاني رسول الرشيد أن لا أفتي أحدا ولا أحكم فلم أزل على ذلك إلى أن أرادت أم جعفر أن تقف وقفا فوجهت إلي في ذلك فعرفتها أني قد نهيت عن الفتيا فكلمت الرشيد فأذن لي قال محمد بن الحسن فكنت وكل من في دار الرشيد يتعجب من أبي البختري وهو حاكم وفتياه بما أفتى به وتقلده دم رجل من المسلمين ثم من حمله في خفه سكينا قال ولم يقتل الرشيد يحيى في ذلك الوقت وإنما مات في الحبس بعد مدة قال محمد بن سماعة في حديثه ثم قرب الرشيد محمد بن الحسن بعد ذلك وتقدم عنده وولاه قضاء القضاة وحمله معه إلى الري فتوفى هو والكسائي بها في يوم واحد فقال الرشيد دفنت الفقه والنحو بالري قال بكر العمي في حديثه إن محمد بن الحسن لما أفتى بصحة الأمان وأفتى أبو البختري بنقضه وأطلق له دمه قال له يحيى يا أمير المؤمنين يفتيك محمد بن الحسن وموضعه من الفقه موضعه بصحة أماني ويفتيك هذا ينقضه وما لهذا والفتيا وإنما كان أبوه طبالا بالمدينة۔**

اس طویل روایت میں محمد بن سماعہؒ (م ۲۳۳؁ھ) کہتے ہیں کہ امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ) اور امام کسائیؒ (م ۱۸۹؁ھ) کی وفات پر خلیفہ ہارون الرشیدؒ (م ۱۹۳؁ھ) نے کہا کہ رئے میں (آج) فقہ اور نحو دفن ہوگئی۔ **(أخبار أبي حنيفة وأصحابه للصيمري: ص ۱۳۰-۱۳۱)**

اس سند کے روات کی تحقیق یہ ہے :

(۱) امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶؁ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) امام عمر بن ابراھیم، ابو حفص الکتانیؒ (م ۳۹۰؁ھ) ثقہ، امام ہیں۔ **(سیر: ج ۱۶: ص ۴۸۲)**

(۳) مکرم بن احمد **البغدادی** القاضیؒ (م ۳۴۵؁ھ) بھی ثقہ محدث ہیں۔ **(سیر: ج ۱۵: ص ۵۱۷)**

(۴) احمد بن عبید اللہ بن محمد بن عمار، ابو العباس الثقفیؒ (م ۳۱۴؁ھ) کے بارے میں ابن الرومی (م ۲۸۳؁ھ) کہتے ہیں کہ: **"هذا أبو العباس ابن عمار له موضع من الرواية والأدب"** یہ ابو العباس ابن عمار کا ادب اور روایت میں ایک مقام ہے۔ **(معجم الادباء للحموی: ج ۱: ص ۳۶۶)** اس سے ان کا صدوق ہونا ظاہر ہے۔

(۵) امام ابو خازم، عبد الحمید بن عبد العزیز السکونیؒ (م ۲۹۲؁ھ) بھی مشہور قاضی اور ثقہ، ذکی ہیں۔ **(سیر: ج ۱۳: ص ۵۳۹)**

(۶) بکر بن محمد **العمی**ؒ بھی صدوق ہیں، ان کے بارے میں فقیہ تقی الدین الغزیؒ (م ۱۰۱۴؁ھ) کہتے ہیں کہ " **كان من أعيان الأئمة علماً وعملاً**" وہ علم اور عمل کے اعتبار سے بڑے ائمہ میں سے ہیں۔ **(الطبقات السنية للغزی: ص ۱۹۵)**

**نوٹ:**

**أخبار أبي حنيفة وأصحابه للصيمري** کے مطبوعہ نسخے میں بکر بن محمد **العمی**ؒ کے بجائے بکر بن خلف **العمی**ؒ لکھا ہے جو کہ کاتب غلطی ہے، کیونکہ امام ابو خازم، عبد الحمید بن عبد العزیز السکونیؒ (م ۲۹۲؁ھ) کے اساتذہ میں، اور محمد بن سماعہ، ابو عبد اللہ الکوفیؒ (م ۲۳۳؁ھ) کے شاگردوں میں جس بکر **العمی**ؒ کا ذکر ہے وہ ابن محمد **العمی**ؒ ہے نہ کہ ابن خلف **العمی**، **(الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ج ۱: ص ۱۷۳، الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ص ۵۵، الطبقات السنية للغزی: ص ۱۹۵)**

لہذا صحیح بکر بن محمد **العمی**ؒ ہے۔ واللہ اعلم

(۷) محمد بن سماعہ، ابو عبد اللہ الکوفیؒ (م ۲۳۳؁ھ) ثقہ، حافظ ہیں۔ **(تہذیب الکمال: ج ۲۵: ص ۳۱۷)**

(۸) خلیفہ ھارون الرشیدؒ (م ۱۹۳؁ھ) کی توثیق گزر چکی۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۱۲۲۳)**

خلیفہ ہارون الرشید کے درباریوں میں سے ایک مشہور ادیب و شاعر ابو محمد الیزیدیؒ نے امام محمدؒ کی وفات پر ایک طویل مرثیہ لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے:

**وقلت اذا ما الخطب اشکل من لنا**

**بایضاحه یوما وانت فقید**

"میں نے کہا: آج جب تو نہ رہا تو ہمارے لئے مشکلات حل کرنے والا کہاں سے آئے گا۔"

**(ایضاً)**[39]

---

خلاصہ یہ کہ مذکورہ روایت حسن ہے اور خلیفہ ھارون الرشیدؒ (م ۱۹۳ھ) سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

[39] یہ روایت **تاریخ بغداد: ج ۲: ص ۱۷۸**، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف: **ج ۲: ص ۵۷۳** پر موجود ہے، اس کی سند یوں ہے، حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) کہتے ہیں کہ:

**أخبرنا أبو نعيم الأصبهاني الحافظ قال نبأنا أبو طلحة تمام بن محمد بن علي الأزدي بالبصرة قال أنشدنا القاضي محمد بن أحمد بن أبي حازم قال أنشدنا الرياشي قال أنشدنا اليزيدي لنفسه يرثي محمد بن الحسن والكسائي، وكانا خرجا مع الرشيد إلى الري فماتا بها في يوم واحد:**

**أسيت على قاضي القضاة محمد ... فأذريت دمعي والعيون هجود**

**وقلت إذا ما الخطب أشكل من لنا ... بإيضاحه يوما وأنت فقيد**

اس روایت میں موجود ابو طلحہ تمام بن محمد راوی کی توثیق نہیں مل سکی لیکن اسکی ایک اور حسن سند آئی ہے، چنانچہ امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) ہی فرماتے ہیں کہ:

**أخبرنا أبو عبيد الله محمد بن عمران بن موسى المرزباني قال أنبا الصولي قال ثنا السكري قال أنشدني إسماعيل بن أبي محمد اليزيدي لأبيه يرثي محمد بن الحسن والكسائي رضي الله عنهما:**

**(تصرمت الدنيا فليس له خلود ... وما قد ترى من بهجة سيبيد)**

**(لكل امرىء منا من الموت منهل ... فليس إلا عليه ورود)**

**(ألم تر شيبا شاملا ينذر البلى ... وإن الشباب الغض ليس يعود)**

علامہ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) اور امام عبد اللہ الصمیریؒ (م ۴۳۶ھ) نے بہ سندِ متصل نقل کیا ہے کہ امام محمدؒ جو کہ ابدال میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمدؒ کو آپ کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، اور آپ سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا ہے؟

---

**(سيأتيك ما أفنى القرون التي مضت ... فكن مستعدا فالفناء عتيد)**

**(أسيت على قاضي القضاة محمد ... فأذريت دمعي والفؤاد عميد)**

**(فقلت إذا ما أشكل الخطب من لنا ... بإيضاحه يوما وأنت فقيد وأوجعني موت الكسائي بعده ... وكادت بي الأرض الفضاء تميد)۔ (أخبار أبي حنيفة وأصحابه للصيمري: ص ۱۳۲-۱۳۳)**

اس سند کے راویوں کی تفصیل یہ ہیں:

(۱) امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) اور

(۲) محمد بن عمران بن موسی، ابو عبد اللہ المرزبانیؒ (م ۳۸۴ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۳) الصولیؒ سے مراد محمد بن یحیی، ابو بکر الصولیؒ (م ۳۳۵ھ) ہے۔ **(أخبار أبي حنيفة وأصحابه للصيمري: ص ۷۰)** اور وہ صدوق ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۶۹۶)**

(۴) الحسن بن الحسین بن عبد اللہ، ابو سعید السکری النحویؒ (م ۲۷۵ھ) ثقہ اور مقری القرآن ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۵۳۵)**

(۵) اسماعیل بن ابی محمد یحیی بن مبارک الیزیدیؒ کے بارے میں امام جمال الدین ابو الحسن علی بن یوسف القفطیؒ (م ۶۴۶ھ) کہتے ہیں کہ " **كان فاضلا كإخوته، عالما بالعربية، خبيرا بأخبار الشعراء** " وہ اپنے بھائی کی طرح فاضل، عربی کے عالم، شاعروں کے اخباری تھے۔ **(إنباه الرواة على أنباه النحاة: ج ۱: ص ۲۴۸)**، امام یاقوت الحمویؒ (م ۶۲۶ھ) کہتے ہیں کہ " **وكان إسماعيل أحد الأدباء الرواة الفضلاء** " اسماعیل ادیب (اور) فاضل راویوں میں سے تھے۔ **(معجم الادباء: ج ۲: ص ۷۳۷)** اس سے ان کا صدوق ہونا ظاہر ہے۔ واللہ اعلم

(۶) ابو محمد یحیی بن مبارک الیزیدیؒ (م ۲۰۲ھ) ثقہ اور حجت ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۲۲۶)**

معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق اور روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم

آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں داخل کر دیاہے، اور مجھ سے فرمایا کہ میں نے تجھے علم کا برتن اس لئے نہیں بنایا تھا کہ تجھے عذاب دوں۔

میں نے پوچھا کہ: امام ابو یوسفؒ کا کیا بنا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ (جنت میں) مجھ سے ایک طبقہ اوپر ہیں۔

میں نے پوچھا کہ: امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: فوق ابی یوسف بطبقات۔

وہ تو (جنت میں) امام ابو یوسفؒ سے بھی کئی طبقے (درجے) اوپر ہیں۔**(ایضاً)**[40]

---

[40] یہ روایت **تاریخ بغداد: ج ۲: ص ۱۷۸**، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف: **ج ۲: ص ۵۷۳** پر موجود ہے۔ اس کی سند یوں ہے، حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ (**م ۴۶۳ھ**) کہتے ہیں کہ

**أخبرنا علي بن أبي علي قال نا طلحة بن محمد قال حدثني مكرم بن أحمد القاضي قال نا أحمد بن محمد بن المغلس قال نا سليمان بن أبي شيخ قال حدثني ابن أبي رجاء القاضي قال سمعت محمويه - وكنا نعده من الأبدال - قال رأيت محمد ابن الحسن في المنام فقلت: يا أبا عبد الله إلام صرت؟ قال قال لي: إني لم أجعلك وعاء للعلم وأنا أريد أن أعذبك، قلت فما فعل أبو يوسف؟ قال فوقي. قلت فما فعل أبو حنيفة؟ قال فوق أبي يوسف بطبقات۔**

اس کی سند میں احمد بن محمد بن المغلسؒ (**م ۳۰۸ھ**) پر کلام ہے، لیکن یہ واقعہ صحیح اور مقبول ہے، اس لئے کہ اس واقعہ کی حسن سند موجود ہے، چنانچہ امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (**م ۴۳۶ھ**) ہی فرماتے ہیں کہ:

**أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا محمد بن عبد السلام قال حدثني سليمان بن داود بن كثير الباهلي وعبد الوهاب بن عيسى قالا ثنا محمد بن أبي رجاء القاضي قال سمعت أبي قال رأيت محمد بن الحسن في المنام فقلت ما صنع بك ربك قال أدخلني الجنة وقال لي لم أصيرك وعاء للعمل وأنا أريد أن أعذبك قال قلت فأبو يوسف قال ذاك فوقي أو فوقنا بدرجة قال قلت فأبو حنيفة قال ذاك في أعلى عليين۔ (أخبار أبي حنيفة وأصحابه للصيمرى: ص ۱۳۳)**

اس سند کے روات کی تحقیق یہ ہے:

(۱) امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (**م ۴۳۶ھ**)

## عہد طلب علمی:

آپ کی نشوونما چونکہ کوفہ جیسے عظیم شہر میں ہوئی جو اس وقت **"معدن العلم والفقه"** تھا، اور جس کا علمی پایہ پوری اسلامی دنیا میں مشہور تھا، اور پھر تحصیلِ علم کا شوق وجذبہ بچپن سے آپ میں موجزن تھا،

---

(۲) امام عمر بن ابراھیم، ابو حفص الکتانیؒ (م ۳۹۰ھ) اور

(۳) مکرم القاضیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ **(دیکھئے ص:۳۹)**

(۴) محمد بن عبد السلام سے مراد محمد بن عبد السلام بن عثمان بن سہل، ابو بکر الفزاری الدمشقیؒ (م ۳۱۷ھ) ہے۔

دیکھئے: **اخبار ابی حنیفہ للصیمری: ص ۴۰، تاریخ الاسلام: ج۷: ص ۳۳۱، تاریخ دمشق لابن عساکر: ج۵۴: ص ۱۱۸،**

اور حافظ مشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے ان کو "معدل" قرار دیا ہے۔ **(تاریخ بغداد: ج۳: ص ۶۸۷، ت بشار، مقالات ارشاد الحق اثری: ج:۲ ص ۲۶۸-۲۶۹)**

لہذا محمد بن عبد السلام بن عثمان بن سہل، ابو بکر الفزاری الدمشقیؒ (م ۳۱۷ھ) صدوق ہیں۔

(۵) سلیمان بن داود بن کثیر الباہلیؒ (م ۳۱۴ھ) صدوق محدث ہیں۔ **(سیر: ج۱۴: ص ۴۸۲)** ان کے متابع میں موجود عبد الوھاب بن عیسیٰؒ (م ۳۱۹ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج۷: ص ۳۵۶)**

(۶) محمد بن احمد ابی رجاء الجوزجانیؒ (م ۲۸۵ھ) کے بارے میں امام، حافظ عبد القادر القرشیؒ (م ۷۷۵ھ) نے کہا: **"قَاضِي نيسابور تفقه عَلى أبي سُلَيْمَان الْجوزجَاني صَاحب مُحَمَّد بن الْحسن"** یہ نیساپور کے قاضی تھے اور امام محمدؒ کے خاص شاگرد ابو سلیمان الجوزجانیؒ سے فقہ پڑھی۔ **(الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ج۲: ص۲۹)** امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے بھی ان کو قاضی القضاۃ قرار دیا ہے۔ **(تلخیص تاریخ نیساپور: ص۸۸)** پس یہ ان کی ایک دینی شہرت ہوئی جو کہ ان کے صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔ **(اضواء المصابیح: ص ۲۵۱، تقریب النووی: ص ۴۸، المقنع لابن الملقن: ص ۲۴۵، البحر المحیط للزرکشی: ج ۲: ص ۱۶۸)**

(۷) ابو رجاءؒ کے بارے میں محمد بن شجاعؒ (م ۲۶۶ھ) کہتے ہیں کہ " **كَانَ مِنَ الْعِبَادَةِ وَالصَّلاحِ بِمَكَانٍ** " عبادت اور صلاح میں ان کا ایک مقام تھا۔ **(الانتقاء لابن عبد البر: ص ۱۴۵)**، لہذا یہ راوی بھی صدوق ہے۔

الغرض یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

اس لئے یہ ناممکن تھا کہ آپ اس علمی ماحول سے متأثر ہوئے بغیر رہ جاتے، چنانچہ آپ اپنی کم عمری سے ہی علم (خصوصاً حدیث و فقہ) کی تحصیل میں لگ گئے۔

علامہ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳؁ھ) نے بہ سند متصل خود آپ کا اپنا بیان نقل کیا ہے کہ:

**ترک ابی ثلاثین الف درهم، فانفقت خمسة عشر الفاً علی النحو والشعر، وخمسة عشر الفاً علی الحدیث والفقه۔**

میرے والد نے (ترکہ میں میرے لئے) تیس ہزار درہم چھوڑے تھے، میں نے ان میں سے پندرہ ہزار درہم نحو اور شعر وشاعری سیکھنے میں لگا دیئے، اور باقی پندرہ ہزار حدیث اور فقہ کی تحصیل میں خرچ کر دیئے۔ **(تاریخ بغداد: ج ۲: ص ۱۷۰)**[41]

---

[41] یہ روایت **تاریخ بغداد: ج ۲: ص ۱۷۰،** طبع دار الکتب العلمیة، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف: **ج ۲: ص ۵۶۲** پر موجود ہے، اس کی سند یوں ہے، حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳؁ھ) کہتے ہیں کہ:

**أخبرنا علي بن أبي علي المعدل قال أنبأنا طلحة بن محمد بن جعفر قال أخبرني أبو عروبة في كتابه إلي قال حدثني عمرو بن أبي عمرو قال: قال محمد بن الحسن: ترك أبي ثلاثين ألف درهم، فأنفقت خمسة عشر ألفا على النحو والشعر، وخمسة عشر ألفا على الحديث والفقة۔**

اس کی سند میں علی بن ابی علی سے مراد قاضی علی بن **المحسن**، ابو القاسم التنوخیؒ (م ۴۴۷؁ھ) صدوق ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۲۳۳)**، طلحہ بن محمد الشاہد (م ۳۸۰؁ھ) پر کلام ہے، لیکن راجح قول میں وہ صدوق ہیں۔ ان کی توثیق اگلے شمارے میں آئے گی، ابو عروبۃ اور عمرو بن ابی عمروؒ کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۴: ص ۳۲۔**

لہذا یہ سند کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں، نیز اس واقعہ کی ایک اور حسن سند موجود ہے، چنانچہ امام ابو عبد اللہ **الصیمریؒ** (م ۴۳۶؁ھ) فرماتے ہیں کہ:

**أخبرنا أحمد بن محمد الصيرفي قال ثنا أحمد بن محمد المنصوري قال ثنا ابن كأس النخعي قال ثنا أبو عروبة الحراني قال ثنا عمرو بن أبي عمرو قال قال محمد بن الحسن خلف أبي ثلاثين ألفا درهم فأنفقت خمسة عشر ألفا على النحو والشعر وخمسة عشر ألفا على الحديث والفقه۔**

آپ نے حدیث وغیرہ علوم کی تحصیل میں اپنے وقت کے اکابر ائمہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے، علامہ ابن خلکانؒ (م ۶۸۱ھ) اور علامہ صلاح الدین صفدیؒ (م ۷۶۴ھ) آپ کے حالات میں لکھتے ہیں:

**”وطلب الحديث ولقی جماعة من اعلام الائمة“**

امام محمدؒ نے حدیث حاصل کی، اور اس کی طلب میں ائمہ اعلام سے ملاقات کی۔

**(وفیات الاعیان:ج ۲:ص۳۲۱، الوافی بالوفیات:ج۲:ص۳۳۲)**

آپ کو جیسے ائمہ اعلام اور جلیل القدر اساتذہ و مشائخ سے تلمذ کا شرف حاصل ہے ایسے ہی آپ کا یہ اعزاز بھی ہے کہ آپ کے اساتذہ ومشائخ میں ایک بڑی تعداد حضرات تابعین کی بھی ہے۔

محدث کبیر امام حاکم نیشاپوریؒ (م ۴۰۵ھ) آپ کے بارے میں تصریح کرتے ہیں:

---

**(أخبار أبي حنيفة وأصحابه للصيمری: ص۱۲۹)**

اس سند کے روات کی تفصیل یہ ہیں:

(۱) امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) احمد بن محمد بن علی، ابو عبد اللہ الصیرفی المعروف ابن الآبنوسیؒ (م ۴۹۴ھ) صدوق ہیں۔ **(تاریخ بغداد: ج۶: ص ۲۳۱، ت بشار)**

(۳) احمد بن محمد المنصوری، ابو العباس التمیمیؒ بھی صدوق، فقیہ ہیں۔ **(الروض الباسم: ج۱: ص ۳۰۰)**

(۴) امام ابن کاس النخعیؒ (م ۳۲۴ھ) بھی ثقہ، امام ہیں۔ **(ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۳۹)**

(۵) امام الحسین بن محمد، ابو عروبہ الحرانیؒ (م ۳۱۸ھ) اور

(۶) عمرو بن ابی عمروؒ کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش۴: ص ۳۲۔**

معلوم ہوا کہ اس سند کے بھی تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

**"وقدادرک جماعۃ من التابعین"**

آپ نے تابعین کی ایک جماعت کو پایا ہے۔**(معرفۃ علوم الحدیث:ص۱۹۳)**

آپ نے تابعین کی اس جماعت سے فقہ وغیرہ علوم کی تحصیل کے علاوہ روایتِ حدیث بھی کی ہے ، جس کی وجہ سے آپ کی سندِ حدیث اپنے معاصرین میں سب سے عالی ہوگئی ہے۔

## امام اعظم ابوحنیفہؒ سے شرفِ تلمذ:

امام موصوف نے جن ائمہ اعلام سے اخذِ علم کیا ، ان میں سرِ فہرست حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی ذاتِ گرامی ہے۔

حضرت امام صاحبؒ چونکہ تمام دینی علوم بالخصوص فقہ اور حدیث کے جامع تھے اسلئے امام محمدؒ نے آپ سے ان دونوں علوم میں کمال حاصل کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ **(م۸۵۲ھ)** امام محمدؒ کے ترجمے میں ارقام فرماتے ہیں:

**"ولازم اباحنیفۃ وحمل عنہ الفقہ والحدیث"**

آپ نے امام ابوحنیفہؒ کی صحبت کو لازم پکڑا اور ان سے فقہ اور حدیث کو حاصل کیا۔

**(تعجیل المنفعۃ:ص۳۶۱)**

نیز حافظؒ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

**"وتفقہ بابی حنیفۃ وسمع منہ"**

آپ نے امام ابوحنیفہؒ سے فقہ کی تعلیم پائی اور ان سے حدیث کا سماع کیا۔

**(الاٰثار بمعرفۃ الاٰثار، طبع مع کتاب الآثار:ص۲۳۲)**

امام محمد بن سعدؒ (م ۲۳۰؁ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

**"وجالس ابا حنیفه وسمع منه ونظر فی الرأی"**

امام محمدؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی مجالست اختیار کی، اور ان سے حدیث کی سماعت کی، اور رائے (فقہ) میں کمال حاصل کیا۔**(الطبقات الکبریٰ:ج۷:ص۲۴۲)**

امام ابن قتیبہؒ (م ۲۷۶؁ھ) نے بھی آپ کے تذکرے میں لکھا ہے کہ :

**"وطلب الحدیث وسمع... وجالس ابا حنیفة وسمع منه"**

امام محمدؒ نے حدیث طلب کی اور اس کا سماع کیا، نیز آپ نے امام ابوحنیفہؒ کی مجالست اختیار کی، اور آپ سے بھی حدیث کا سماع کیا۔**(المعارف:ص۵۰۰)**

حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸؁ھ) لکھتے ہیں :

**"وروی عن ابی حنیفة"**

امام محمدؒ نے امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے۔**(سیر اعلام النبلاء: ج۹:ص۱۳۴)**

نیز امام ذہبیؒ (م ۷۴۸؁ھ) اور ان کے شاگرد علامہ صفدیؒ (م ۷۶۴؁ھ) نے آپ کے حالات میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

**"سمع ابا حنیفة واخذ عنه بعض کتب الفقه"**

آپ نے امام ابوحنیفہؒ سے حدیث کا سماع کیا، اور ان سے فقہ کی بعض کتب پڑھیں۔

**(تاریخ الاسلام:ج۴:ص۹۵۴، الوافی:ج۲:ص۳۳۲)**

حافظ ابوسعد سمعانیؒ (م ۵۶۲؁ھ) آپ کو امام صاحبؒ کے تلمیذ قرار دیتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

**"وصاحب ابی حنیفة وتلوه"**

آپ صاحب ابی حنیفہؒ اور ان کے پیرو و جانشین ہیں۔ **(کتاب الانساب :۳/۱۶۶)**

## امام ابویوسفؒ سے تکمیلِ علم:

امام محمدؒ کو صرف دو سال حضرت امام اعظمؒ سے استفادہ کا موقع مل سکا، اگرچہ اس قلیل عرصہ میں بھی آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور حضرت امام صاحبؒ جیسے ماہر اور قابلِ فخر استاذ کی صحبت کی بدولت بہت کچھ حاصل کر لیا تھا، لیکن مزید علم حاصل کرنے کے شوق میں آپ نے امام صاحبؒ کی وفات **(م ۱۵۰ھ)** کے بعد ان کے سب سے بڑے شاگرد امام ابویوسفؒ **(م ۱۸۲ھ)** کی مجالست اختیار کی اور ان سے دینی علوم کی تکمیل کی۔

علامہ ابن خلکانؒ **(م ۶۸۱ھ)** اور علامہ ابن ناصرالدینؒ **(م ۸۴۰ھ)** رقم طراز ہیں:

**"وحضر مجلس ابی حنیفة سنتین ثم تفقه علیٰ ابی یوسف صاحب ابی حنیفة"**

امام محمدؒ دو سال امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں حاضر رہے، پھر (امام صاحبؒ کی وفات کے بعد) آپ نے امام ابویوسفؒ صاحب ابی حنیفہؒ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

**(وفیات الاعیان:ج۴:ص۳۲۱، اتحاف السالک :ص۱۷۶)**

حافظ ذہبیؒ **(م ۷۴۸ھ)** آپ کے مناقب میں ارقام فرماتے ہیں:

**وکتب شیئا من العلم عن ابی حنیفة، ثم لازم ابا یوسف من بعده حتی برع فی الفقه۔**

آپ نے امام ابویوسفؒ (کی مجالست) کو لازم پکڑا یہاں تک کہ فقہ میں مکمل عبور حاصل کرلیا۔

**(مناقب ابی حنیفة وصاحبه: ص۵۰)**

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ:

**"واخذ عن ابی حنیفۃ بعض الفقہ، وتمم الفقہ علی القاضی ابی یوسف"**

امام محمدؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے کچھ فقہ حاصل کیا، اور اس کی تکمیل قاضی ابویوسفؒ سے کی۔

**(سیر اعلام النبلاء:ج۹:ص۱۳۴)**

امام ابویوسفؒ سے اگرچہ بڑے بڑے نامور اور بلند مرتبت محدثین وفقہاء نے حدیث اور فقہ کی تحصیل کی، اور آپ کے تلامذہ پوری دنیا میں پھیلے ہیں، لیکن ان میں سب سے زیادہ فقیہ، اور سب سے زیادہ جلیل القدر جو شخص قرار پائے وہ امام محمدؒ ہیں۔

چنانچہ حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) ، امام حماد بن سلیمانؒ کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

**"وانتشر اصحاب ابی یوسف فی الآفاق، وافقھھم محمد بن الحسن"**

امام ابویوسفؒ کے تلامذہ پوری دنیا میں پھیلے ہیں، ان میں سب سے زیادہ فقیہ امام محمد بن حسنؒ ہیں۔

**(سیر اعلام النبلاء:۵/۲۳۶)**

نیز امام ذہبیؒ نے امام یوسفؒ کے مناقب میں جہاں ان کے تلامذہ میں امام یحیٰ بن معینؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اور امام علی بن الجعدؒ جیسے نابغہ روزگار محدثین کو شمار کیا ہے، وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ:

**"واجل اصحابہ محمد بن الحسن"**

امام ابویوسفؒ کے تلامذہ میں سے زیادہ جلیل القدر شاگرد امام محمد بن حسنؒ ہیں۔

**(مناقب ابی حنیفۃ:ص۳۹)**

گویا حافظ ذہبیؒ جیسے مؤرخ اسلام اور محدث ناقد کی نظر میں امام محمدؒ کا مقام فقہ اور جلالتِ شان میں امام ابویوسفؒ کے دیگر تمام تلامذہ (امام ابن معینؒ، امام احمدؒ وغیرہ) سے زیادہ ہے۔

مزید برآں امام موصوف کا یہ بھی بہت بڑا اعزاز ہے کہ آپ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے مذہب کے سب سے بڑے راوی سمجھے جاتے ہیں ، اورآپ ہی نے ان دونوں حضرات کے مذاہب کو مضبوط دلائل سے **مستحکم** کیاہے۔

شیخ الاسلام امام ابن عبدالبر المالکیؒ (م ۴۶۳ھ) آپ کے متعلق تصریح کرتے ہیں:

**"ولازم اباحنیفة ثم ابا یوسف بعده، وهو راویة ابی حنیفة وابی یوسف القائم بمذهبهما"**

امام محمدؒ نے امام ابوحنیفہؒ (کی مجلس ) کو ، اورپھر امام ا بویوسفؒ(کی مجلس) کو لازم پکڑا، اور آپ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے (مذہب کے ) بڑے راوی ہیں، اور ان کے مذہب کو قائم (مضبوط) کرنے والے ہیں۔**(الانتقاء:ص۱۷۴)**

## کوفہ کے دیگر ائمہ سے اخذِ علم:

آپ نے امام اعظمؒ اور امام ابویوسفؒ کے علاوہ کوفہ کے دیگر کئی نامور اور جلیل المرتبت ائمہ سے بھی اخذ علم کیا، علامہ خطیب بغدادیؒ ، اورحافظ ذہبیؒ وغیرہ محدثین کی تصریح کے مطابق آپ کے بعض مشہور اساتذہ یہ ہیں:

امام سفیان ثوریؒ ، امام مالک بن مغولؒ، امام مسعربن کدامؒ، امام زفر بن ہذیلؒ، امام یونس بن ابی اسحاقؒ، امام قاسم بن معینؒ ، امام داوٗد طائیؒ، وغیرہم ، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

**(تاریخ بغداد:ج۲:ص۱۶۹، مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ: ص۵۰، بلوغ الامانی:ص۷)**

**امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ) سے مؤطا اور دیگر احادیث کا سماع:**

حضرت امام محمدؒ، ائمہ کوفہ سے تحصیلِ علم کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں کے ائمہ اجلہ خصوصاً امام دارالہجرت حضرت مالک بن انسؒ (م ۱۷۹ھ) سے استفادہ کرنے لگے، آپ تین سال امام مالکؒ کی خدمت میں رہے، اور ان سے ان کی "مؤطا" اور دیگر احادیث کا سماع کیا۔

حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

**"وسمع... مالک بن انس ولازم مالکا مدۃ"**

امام محمدؒ نے امام مالکؒ سے بھی حدیث کا سماع کیا، اور ایک عرصہ تک ان کے ساتھ رہے۔

**(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبہ: ص ۵۰)**

حافظ ابن ناصر الدینؒ (م ۸۴۰ھ) آپ کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

**"وکان اقام عندہ ثلاث سنین أو شبھا بثلاث سنین"**

امام محمدؒ، امام مالکؒ کے پاس پورے تین سال، یا تین سال کے قریب رہے۔

**(اتحاف السالک: ص ۱۷۷)**

نیز حافظ موصوفؒ نے بحوالہ قاضی عیاضؒ لکھاہے:

**"ومحمد قد سمع المؤطا من مالک وسمع علیہ کثیرا"**

امام محمدؒ نے امام مالکؒ سے مؤطا اور بکثرت احادیث کا سماع کیا۔ **(ایضا: ص ۲۶۲)**

ایک اور جگہ حافظ ابن ناصر الدینؒ تصریح کرتے ہیں کہ:

**"واخذعن مالک الموطاوغیرہ من الاحادیث لفظاوعرضا"**

آپ نے امام مالکؒ سے "موطا" اور ان کی دیگر احادیث لفظاً (یعنی امام مالکؒ سے سن کر) اور عرضاً (یعنی امام مالکؒ کو ان کی احادیث سناکر) دونوں طریقوں سے حاصل کیں۔ **(ایضاً ص: ۱۷۶)**

محدثین میں روایتِ حدیث کے طریقے رائج تھے، ایک لفظاً کہ محدث خود اپنے طلبہ کو احادیث سنائے، اور دوسرا طریقہ "عرض علی المحدث" کہ طلبہ محدث کی لکھی ہوئی احادیث کو پڑھ کر سنائیں۔

امام مالکؒ کے ہاں یہ دوسرا طریقہ "عرض علی المحدث" رائج تھا، اور وہ خود بہت ہی کم طلبہ کو حدیث سناتے تھے، لیکن امام محمدؒ کا امام مالکؒ کی نظر میں عظیم المرتبت ہونے اور آپ سے ان کی محبت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ امام مالکؒ نے اپنی عادت سے ہٹ کر آپ کو خود اپنی زبانی سات سو احادیث سنائیں۔

چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ **(م ۸۵۲ھ)** امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ:

**قال لی محمد بن الحسن: اقمت علی مالک ثلاث سنین، وسمعت من لفظہ سبع مائة حدیث، قلت: وکان مالک لا یحدث من لفظہ الا نادراً۔**

امام محمد بن حسنؒ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تین سال امام مالکؒ کے پاس رہا، اورخود ان کے الفاظ سے سات سو احادیث کی سماعت کی۔[42] میں (حافظ بن حجرؒ) کہتا ہوں کہ امام مالکؒ اپنے الفاظ سے بہت کم احادیث بیان کرتے تھے۔ **(الایثار مع کتاب الآثار: ص۲۳۳)**

---

[42] **علی زئی کا امام محمدؒ کے ایک قول پر اعتراض کی حقیقت:**

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد نے اس قول پر یہ اعتراض کیاہے کہ علامہ خطیب بغدادیؒ نے اس قول کی دو سندیں لکھی ہیں ، پہلی سند صحیح ہے، لیکن اس کا انہوں نے متن نہیں لکھا ، اور دوسری سند جس کا نہوں نے متن لکھا ہے وہ صحیح نہیں ہے ، (**محصلہ** الحدیث:س۵ص۱۳، حاشیہ ۲) لیکن علی زئی کا یہ اعتراض علم حدیث سے ان کے تہی دامن ہونے کی

نیز حافظؒ لکھتے ہیں:

**"فلولا طول اقامة محمد عنده وتمكنه منه ماحصل له عنه هذا"**

اگر امام محمدؒ امام مالکؒ کے پاس زیادہ عرصہ نہ رہے ہوتے ، اور ان سے آپ کا اچھا تعلق نہ ہوتا تو آپ کو ان سے یہ چیز نہیں مل سکتی تھی۔**(تعجیل المنفعة:ص ۳۶۱-۳۶۲)**

حافظ ذہبیؒ **(م ۷۴۸ھ)** نے آپ کو امام عبدالرحمن بن مہدیؒ وغیرہ جیسے امام مالکؒ کے کبارِ تلامذہ میں شمار کیا ہے، اور آپ کو امام شافعیؒ ( جو امام مالکؒ کے مشہور شاگرد ہیں) پر ترجیح دی ہے، چنانچہ امام شافعیؒ **(م ۲۰۴ھ)** نے ایک حدیث کی سند کے متعلق فرمایا ہے کہ امام مالکؒ نے اس کو بیان کرتے ہوئے غلطی کی ہے اور سند میں انہوں نے مجاہد کے نام کا اضافہ غلطی سے کر دیا ہے، حافظ ذہبیؒ **(م ۷۴۸ھ)** ، امام شافعیؒ **(م ۲۰۴ھ)** کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

**"قد رواه عن مالك، باثبات مجاهد، ابراهيم بن طهمان، وابن وهب، وعبدالرحمن بن مهدى، ومحمد بن الحسن الفقيه، وسماع هولاء منه قديم"**

امام مالکؒ سے مجاہدؒ کے اثبات کے ساتھ ، ابراہیم بن طہمانؒ ، ابن وہبؒ، عبدالرحمن بن مہدیؒ، اور محمد بن حسن فقیہؒ نے روایت کیا ہے، اور ان حضرات کا (امام شافعیؒ کے مقابلے میں ) امام مالکؒ سے سماع قدیم ہے۔

---

دلیل ہے، ورنہ علم حدیث کے بنیادی طالب علم کو بھی یہ بات معلوم ہے کہ جس قول کے ساتھ دو سندیں مذکور ہوں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ قول دو سندوں کے ساتھ منقول ہے، اور ان دونوں سندوں کا متن ایک جیسا ہی ہے۔جس جماعت میں زبیر علی زئی جیسے علم حدیث سے تہی دامن لوگ محدث اور شیخ الحدیث کی کرسی پر براجمان ہوں اس جماعت کا اللہ ہی حافظ ہے۔

یعنی یہ چار حضرات (امام محمدؒ سمیت) امام مالکؒ کے قدیم شاگرد ہیں، اور ان کی روایت کو امام شافعیؒ کی روایت پر ترجیح ہے۔(**سیر اعلام النبلاء:** ترجمہ عبد الکریم الجزریؒ)

## امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ) کا "موطا" کے راویوں میں ایک نمایاں مقام:

امام محمدؒ نے امام مالکؒ سے ان کی مشہور تصنیف حدیث "موطا" کو سن کر آگے اس کو روایت بھی کیا ہے، اور آپ کا شمار "موطا" کے مشہور اور بڑے راویوں میں ہوتا ہے، حافظ ذہبیؒ (**م ۷۴۸؁ھ**) نے امام محمدؒ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ:

**"وقال بن عدی فی کاملہ سمع محمد المؤطا من مالک"**

امام ابن عدیؒ (**م ۳۶۵؁ھ**) نے اپنی کتاب "الکامل" میں لکھا ہے کہ امام محمدؒ نے امام مالکؒ سے موطا کا سماع کیا تھا۔(**تاریخ الاسلام: ۴/۹۵۴**)

محدث کبیر امام حاکم نیشاپوریؒ (**م ۴۰۵؁ھ**) لکھتے ہیں:

**"ومحمد بن الحسن الشیبانی ممن روی المؤطا عن مالک"**

امام محمد بن حسن الشیبانیؒ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے امام مالکؒ سے موطا کو روایت کیا ہے۔

**(معرفۃ علوم الحدیث: ص ۹۳)**

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (**م ۸۵۲؁ھ**) آپ کے بارے میں تصریح کرتے ہیں کہ:

**"وقد جمع حدیثہ عن مالک واورد فیہ مایخالفہ فیہ، وھو المؤطا المسموع من طریقہ"۔**

امام محمدؒ نے امام مالکؒ سے مروی احادیث کو جمع کیا، اور ان کے ساتھ جو اختلاف کیا وہ بھی ذکر کیا، اور اسی مجموعہ کا نام ''موطا'' ہے ، جو امام محمدؒ کے طریق سے مسموع (سنا جاتا) ہے۔**(تعجیل المنفعۃ:ص۳۶۲)**

حافظ ابن ناصر الدینؒ**(م۸۴۲ھ)** نے امام محمدؒ کو''موطا'' کے مشہور راویوں میں شمار کرکے آپ کا شاندار ترجمہ لکھاہے، اور آپ کے روایت کردہ ''نسخۂ موطا'' کے تعارف میں تصریح کی ہے کہ:

**''والمؤطا الذی یعرف بمؤطا محمد بن الحسن: ھو کتاب اختلاف محمد بن الحسن ومالک بن انس، وھو تسعۃ اجزاء، انبأنا بہ جماعۃ''**

وہ موطا جو کہ **''موطا محمد بن حسن''** سے مشہور ہے ، یہ وہ کتاب ہے جو امام محمد بن حسنؒ اور امام مالک بن انسؒ کے اختلافات پر مشتمل ہے ، اور اس کے نو اجزاء (حصے) ہیں ، ہمیں محدثین کی ایک جماعت نے اس کی روایت کی ہے۔**(اتحاف السالک برواۃ المؤطا عن مالک:ص۱۷۸/۱۷۹)**

امام محمدؒ کے روایت کردہ نسخۂ موطا کی محدثین میں مقبولیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ **''موطا''** کے بیس سے زائد نسخے ہیں، لیکن آج صرف اس کے دو نسخے مشہور و متداول ہیں ، ایک امام یحییٰ بن یحییٰ کا نسخہ، اور دوسرا امام محمدؒ کا نسخہ۔

## امام محمدؒ کا دیگر بلادِ اسلامیہ کے ائمہ سے استفادہ:

امام محمدؒ کی وسعت و کثرت علم کی یہ بیّن دلیل ہے کہ آپ نے تقریبا تمام مشہور بلادِ اسلامیہ مثلاً کوفہ، بصرہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام ، خراسان ، اور واسط وغیرہ کے اجلہ اہل علم سے استفادہ کیا، اور ان سے حدیث کی سند لی، کوفہ سے تعلق رکھنے والے آپ کے مشہور اساتذہ کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

مدینہ منورہ کے اہلِ علم میں سے آپ نے امام مالکؒ کے علاوہ محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئبؒ، عبدالرحمن ابن ابی الزنادؒ، خارجہ بن عبداللہ ، محمد بن ہلالؒ ، عیسیٰ بن ابی عیسیٰ الخیاط اور داؤد بن قیسؒ وغیرہم سے بھی اخذ علم کیا۔ **(بلوغ الامانی:ص۸)**

مکہ مکرمہ کے جن اہلِ علم سے آپ نے استفادہ کیا ان میں شیخ المحدثین امام سفیان بن عُیینہؒ، زمعہ بن صالحؒ، اسماعیل بن عبدالملکؒ، طلحہ بن عمروؒ، سیف بن سلیمانؒ، ابراہیم بن یزید اُمویؒ، زکریا بن اسحٰقؒ اور عبداللہ بن عبدالرحمن الطائفیؒ وغیرہ زیادہ قابلِ ذکر ہیں۔**(ایضاً:ص۸)**

امام محمد بن سعدؒ **(م۲۳۰ھ)** کی تصریح کے مطابق آپ نے مکہ مکرمہ کے سب سے مشہور محدث و فقیہ اور صحاحِ ستہ کے مرکزی راوی امام ابن جُریج مکیؒ **(م۱۵۰ھ)** سے بھی درسِ حدیث لیا تھا۔

**(الطبقات الکبریٰ:۷/۲۴۲)**

بصرہ جو آپ کے شہر کوفہ کے قریب واقع ہے اور کوفہ کی طرح اس کا علمی پایہ بھی بہت بلند تھا، آپ نے یہاں کے علماء سے بھی کافی استفادہ کیا، چنانچہ آپ کے بصری اساتذہ میں سے عبدالعزیز بن ربیع بصریؒ ، ہشام بن ابی عبداللہ، ربیع بن صبیحؒ، ابوحرہ واصل بن عبدالرحمنؒ، سعید بن ابی عروہؒ اسماعیل بن ابراہیمؒ اور مبارک بن فُضالہؒ وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ **(بلوغ الامانی:ص۸)**

ملک شام سے تعلق رکھنے والے آپ کے مشائخ میں سرِ فہرست امام اوزاعیؒ **(م۱۵۷ھ)** ہیں جو کہ اہلِ شام کے امام اور مجتہد عظیم ہیں ،اور شام وغیرہ کے علاقوں میں کئی سو سال تک ان کی تقلید ہوتی رہی، آپ نے اُن سے علم فقہ میں استفادہ کرنے کے علاوہ ان سے حدیث کی بھی روایت کی ہے ، جیسا کہ امام ابن سعدؒ **(م۲۳۰ھ)** نے تصریح کی ہے۔**(الطبقات الکبریٰ:۷/۲۴۲)**

امام اوزاعیؒ (م۱۵۷ھ) کے علاوہ آپ نے شام کے دیگر محدثین و فقہاء مثلاً محمد بن راشد مکحولیؒ، اسماعیل بن عیاشؒ اور ثور بن یزیدؒ وغیرہ کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہہ کئے ہیں۔ **(بلوغ الامانی:ص۸،از امام زاہد الکوثریؒ)**

خراسان سے تعلق رکھنے والے امام عبداللہ بن مبارکؒ **(م۱۸۱ھ)** جو محدثین میں **"امیر المؤمنین فی الحدیث"** کے لقب سے مشہور تھے، یہ بھی آپ کے مشائخ میں سے ہیں۔ **(ایضاً)**

اور **"واسط"** کے کئی چیدہ چیدہ اہلِ علم سے بھی آپ نے اخذ علم کیا، جن میں مشہور محدث اور امام فن الرجال شعبہ بن حجاجؒ (یہ بھی امام ابن المبارکؒ کی طرح **"امیر المؤمنین فی الحدیث"** کے لقب سے پکارے جاتے ہیں)، عباد بن عوامؒ اور ابومالک بن عبدالملک نخعیؒ بھی شامل ہیں۔ **(ایضا)**

غرض یہ کہ آپ تمام مشہور بلاد اسلامیہ کے علوم کے جامع تھے۔

## مسند درس و تدریس:

امام محمدؒ ماہر اساتذہ کی زیرتربیت اور اپنی ذہانت اور محنت کی وجہ سے بہت جلد علوم دینیہ کی تحصیل فرمالی، اور نہایت کم عمری میں ہی مسندِ درس وتدریس پر فائز ہوگئے۔

علامہ خطیب بغدادیؒ نے اپنی سند کے ساتھ امام اعظمؒ **(م۱۵۰ھ)** کے جلیل القدر پوتے امام اسماعیل ابن حماد بن ابی حنیفہؒ **(م۲۱۲ھ)** سے نقل کیا ہے کہ:

**"كان محمد بن الحسن له مجلس في مسجد الكوفة وهو ابن عشرين سنة"**

امام محمد بن حسنؒ کی مسجدِ کوفہ میں مجلس درس لگتی تھی، جب آپ کی عمر صرف بیس سال تھی۔

**(تاریخ بغداد: ج۲: ص۱۷۰)**[43]

---

[43] یہ روایت **تاریخ بغداد: ج۲: ص۱۷۱**، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار عواد معروف**: ج۲: ص۵۶۳** پر موجود ہے۔ اس کی سند یوں ہے، حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) کہتے ہیں کہ:

**أخبرني أبو الوليد الدربندي قال نا محمد بن أبي بكر الوراق ببخاری قال نا محمد بن أحمد بن حبان قال نا أحمد بن عبد الواحد بن رفيد قال سمعت أبا عصمة سعد بن معاذ يقول سمعت إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة يقول كان محمد ابن الحسن له مجلس في مسجد الكوفة وهو ابن عشرين سنة۔**

اس سند کے روات کی تحقیق یہ ہیں:

(۱) حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) امام ابو الولید، حسن بن محمد الدربندیؒ (م ۴۵۶ھ) صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج۳: ص۳۹۲)**

(۳) حافظ ابو عبد اللہ، محمد بن ابی بکر **الْغُنْجَار** (م ۴۱۲ھ) بھی ثقہ اور ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج۹: ص۲۰۶، المنتخب من كتاب السياق لتاريخ نيسابور: ص۴۶)**

(۴) محمد بن احمد بن حبان سے مراد صدوق راوی، محمد بن احمد بن عمر بن حبان، ابو عمرو بخاریؒ ہیں۔ **(الروض الباسم في تراجم شيوخ الحاكم: ص۳۱۳)**

**نوٹ:**

تاریخ بغداد کے مطبوعہ نسخوں میں محمد بن احمد بن حبان کے بجائے محمد بن احمد بن حرب آگیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی ہے، کیونکہ ابو احمد بن عبد الواحد بن رفید کے شاگردوں اور حافظ ابو عبد اللہ، محمد بن ابی بکر **الْغُنْجَار** کے اساتذہ میں جس محمد بن احمد کا ذکر ہے، وہ محمد بن احمد بن حبان ہے، نہ کہ محمد بن احمد بن حرب۔ **(الرّوض الباسم في تراجم شيوخ الحاكم: ص۳۱۳)**

لہذا صحیح محمد بن احمد بن حبان ہے۔ واللہ اعلم

(۵) احمد بن عبد الواحد بن رفیدؒ کی کنیت ابو بکر ہے، لیکن وہ ابو احمد کی کنیت سے مشہور ہیں۔ **(کتاب الانساب للسمعانی: ج۱۳: ص۱۹۶)** اور امام مزیؒ (م ۷۴۲ھ) کے نزدیک آپؒ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **(تہذیب الکمال: ج۲۵: ص۳۴۳، ج۱: ص۱۵۳، تاریخ بغداد: ج۶: ص۳۴۶**، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت)

امام ابو سعد السمعانیؒ **(م ۵۶۲ھ)** آپ کے تعارف میں ارقام فرماتے ہیں:

**"انه كان يجلس فی مسجد الكوفة وهو ابن عشرين سنة"**

امام محمدؒ جب کوفہ کی مسجد میں درس کے لئے بیٹھے تو اس وقت آپ کی عمر صرف بیس سال تھی۔

**(کتاب الانساب:۳/۱۶۶)**

آپ کچھ عرصہ کوفہ میں مسندِ درس کو آباد کرتے رہے، پھر بغداد تشریف لے گئے اور وہاں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔

امام محمد بن سعدؒ **(م ۲۳۰ھ)** آپ کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

**"وقدم بغداد ونزلها واختلف اليه الناس، وسمعوا منه الحديث والرأى"**

امام محمدؒ بغداد آکر وہاں آباد ہوگئے، اور لوگ آپ کے پاس آنے لگے اور آپ سے حدیث اور رائے (فقہ) کا سماع کرنے لگے۔**(الطبقات الکبریٰ:۷/۲۴۲)**

---

(۶) ابو عصمہ، سعد بن معاذ المروزیؒ بھی صدوق ہیں۔

امام، حافظ ابو القاسم **اللالکائی (م ۴۱۸ھ)** نے ان کو علماء **بلخ** میں شمار کیا ہے۔**(شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة:ج۲:ص ۳۴۰)**، امام ابو بکر بیہقیؒ **(م ۴۵۸ھ)** نے ان کی روایت بوجہ استدلال صحیح قرار دیا ہے۔**(الاعتقاد للبیہقی:ص ۱۶۲-۱۶۳)** اور کسی روایت کی تصحیح و تحسین اس کے ہر ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے۔**(مجلہ الاجماع:ش ۴:ص ۲)**

لہذا ابو عصمہ، سعد بن معاذ المروزیؒ بھی صدوق ہیں۔

(۷) اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ **(م ۲۱۲ھ)** بھی صدوق ہیں۔**(مجلہ الاجماع:ش ۱۲:ص ۲۳)**

لہذا یہ سند حسن ہے۔واللہ اعلم

علامہ ابن الندیمؒ (م ۳۸۵ھ) نے بھی آپ کے متعلق تصریح کی ہے کہ:

**"وقدم بغداد و نزلها، وسمع منه الحديث واخذ عنه الرأى"**

امام محمدؒ بغداد تشریف لائے تو وہیں مقیم ہوگئے، چنانچہ وہاں آپ سے حدیث کا سماع کیا گیا، اور رائے (فقہ) کا علم حاصل کیا گیا۔ **(کتاب الفھرست: ص۲۵۷)**

آپ کے درس سے بڑے بڑے نامور اور بکثرت لوگ فیض یاب ہوئے ہیں، اور جس طرح آپ سے حدیث کا درس لینے والوں میں نابغۂ روزگار محدثین ہیں اسی طرح آپ سے فقہ حاصل کرنے والوں میں بھی بلند پایہ ائمہ و مجتہدین ہیں۔

حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) ارقام فرماتے ہیں:

**"وتفقه به ائمة"**

امام محمدؒ سے کئی ائمہ نے فقاہت سیکھی ہے۔ **(مناقب ابی حنیفۃ: ص۵۰)**

## امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) کے بعض نامور تلامذہ کا تعارف :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے امام محمدؒ کو جہاں دیگر کمالات سے نوازا، وہاں آپ کو درس وتدریس میں بھی انتہائی مقبولیت اور اعلیٰ درجہ کی مہارت سے سرفراز فرمایا، چنانچہ آپ نے جب تدریس کا آغاز کیا تو تھوڑے عرصہ میں ہی آپ کے درس کا شہرہ پورے عالمِ اسلام میں پھیل گیا، اور دور دراز سے تشنگانِ علم آکر آپ کے چشمہ علم سے سیراب ہونے لگے، آپ سے دینی علوم خصوصاً حدیث اور فقہ کی تعلیم پانے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان سب کا احاطہ یہاں مشکل ہے ، ہم بطور "گلے از گلزارے" آپ کے صرف ان چند مشہور تلامذہ کا تعارف پیش کرتے ہیں ، جن کی دینی خدمات تاریخ اسلام کا سنہری باب ہے۔

(۱) امام محمد بن ادریس الشافعیؒ (م ۲۰۴ھ) :

حضرت امام شافعیؒ جو دوسری صدی کے مجدد، عظیم الشان مجتہد، ائمہ اربعہ میں تیسرے بڑے امام، اور حدیث و فقہ کے بلند پایہ سپوت ہیں، امام موصوف نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کی فقہ کو امام محمدؒ سے حاصل کیا، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے امام شافعیؒ کے مناقب میں تصریح کی ہے:

**"وانھت ریاسہ الفقہ بالعراق الیٰ ابی حنیفۃ، فاخذ عن صاحبہ محمد بن الحسن حمل حِمل لیس فیھا شئی الا وقد سمعہ علیہ"**

عراق میں فقہ کی ریاست امام ابوحنیفہؒ پر آکر ختم تھی، امام شافعیؒ نے آپ کی فقہ کو آپ کے شاگرد امام محمد بن حسنؒ سے اخذ کیا، اور امام شافعیؒ نے ان سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیا، اور اس علم میں سے کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کا انہوں نے امام محمدؒ سے سماع نہ کیا ہو۔ **(توالی التاسیس: ص ۷۳)**

امام شافعیؒ نے اگرچہ متعدد ائمہ سے اخذ علم کیا لیکن ان میں سب سے زیادہ جن سے انہوں نے استفادہ کیا، وہ امام محمد بن حسنؒ ہیں، اور اس کا اقرار خود امام شافعیؒ نے بھی کیا ہے۔

**"قول الشافعی: حملت عن محمد وقر بختی صحیح، رواہ ابن ابی حاتم، قال حدثنا الربیع، قال سمعت الشافعی یقول حملت عن محمد بن الحسن حمل بختی لیس علیہ الا سماعی"**

امام شافعیؒ کا یہ قول کہ "میں نے امام محمدؒ سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیا" ان سے صحیح ثابت ہے، چنانچہ امام ابن ابی حاتم روایت کرتے ہیں کہ ہم سے امام ربیعؒ (تلمیذ الشافعیؒ) نے بیان کیا کہ میں نے خود امام شافعیؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے امام محمد بن حسنؒ سے ایک بارِ اونٹ کے برابر علم حاصل کیا کہ جس کو میں نے (آپ سے اکیلے) سماع کیا تھا۔ **(بلوغ الامانی: ص ۲۲)**

حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸؁ھ) کا یہ اپنا بیان ہے کہ :

**"وكتب عن محمد بن الحسن الفقيه وقر بختي"**

امام شافعیؒ نے امام محمد بن حسن فقیہؒ سے ایک بارِ اونٹ کے برابر علم حاصل کیا۔(**البدایہ والنھایہ:۷/۱۹۶**)

نیز امام ذہبیؒ (م۷۴۸؁ھ) امام محمدؒ کے ترجمہ میں تصریح کرتے ہیں کہ:

**"اخذ عنه الشافعي فاكثر جدا"**

امام شافعیؒ نے آپ سے بہت زیادہ علم حاصل کیا ہے۔(**سیر اعلام النبلاء: ۹/۱۳۴**)

حافظ ابنِ کثیرؒ (م۷۷۴؁ھ) آپ کے ترجمہ میں ارقام فرماتے ہیں:

**"وسكن بغداد وحدث بها وكتب عنه الشافعي حين قدمها في سنة اربع وثمانين ومائة"**

آپ نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی، اور وہاں آپ حدیث کا درس دیا کرتے تھے امام شافعیؒ جب ۱۸۴؁ھ میں بغداد آئے تھے تو آپ سے انہوں نے حدیث لکھی تھی۔(**البدایہ والنھایہ:۷/۱۹۶**)

نیز حافظ ابن کثیرؒ (م۷۷۴؁ھ) موصوف امام شافعیؒ کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

**"واكرمه محمد بن الحسن وكتب عنه الشافعي وقر بعير"**

امام محمد بن حسنؒ نے امام شافعیؒ کا اکرام کیا تھا، اور امام شافعیؒ نے آپ سے ایک بارِ شُتر کے برابر علم لکھا تھا۔ (**ایضا :۷/۳۵۵**)

حافظ عبد القادر قرشیؒ (م۷۷۵؁ھ) فرماتے ہیں:

**"روی عنه الامام الشافعی ولازمه وانتفع به"**

امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے، اور انہوں نے آپ (کی صحبت) کو لازم پکڑا ہے، اور آپ سے وہ نفع مند ہوئے ہیں۔**(الجواهر المضیه:۲/۴۲)**

حافظ ابن عبد الہادی حنبلیؒ (م ۷۴۴ھ) نے امام محمدؒ کے تعارف میں لکھا ہے:

**"احد شیوخ الامام الشافعی"**

کہ آپ امام شافعیؒ کے شیوخ میں سے ایک ہیں۔**(مناقب الائمۃ الاربعۃ:ص ۶۰)**

نیز دیگر متعدد محدثین مثلاً حافظ ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ)، علامہ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ)، علامہ سمعانیؒ (م ۵۶۲ھ)، حافظ ابن جوزیؒ (م ۵۹۷ھ)، حافظ عبد الکریم بن محمد، ابو قاسم الرافعی القزوینیؒ (م ۶۲۳ھ)، علامہ ابن خلکانؒ (م ۶۸۱ھ)، علامہ ابن الاثیرؒ (م ۶۳۰ھ)، علامہ ابن الفراتؒ (م ۸۰۷ھ)، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) اور علامہ ابن العماد حنبلیؒ (م ۱۰۸۹ھ) وغیرہ نے بھی تصریح کی ہے کہ امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے اخذِ علم کیا تھا، اور انہوں نے آپ سے فقہ اور حدیث کی روایت کی ہے۔(دیکھئے، **الانتقاء:ص ۹۷، تاریخ بغداد:۲/۱۶۹، کتاب الانساب:۳/۱۶۶، المنتظم لابن الجوزی: ۹/ ۱۷۳، التدوین للرافعی:۱/ ۲۵۱، وفیات الاعیان:۲/۳۲، اللباب:۲/۳۵، تعجیل المنفعۃ:ص ۳۶۱، شذرات الذهب:۱/۳۲)**

امام شافعیؒ کی **"مسند"** میں بھی امام محمدؒ کم از کم سات احادیث موجود ہیں۔**(دیکھئے: مسند الشافعیؒ: ص ۳۳۸، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۴، ۳۸۴)** اور کتاب الام میں بھی امام محمدؒ سے روایات لی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے بھی تصریح کی ہے کہ:

امام شافعیؒ کی مسند میں ان کی امام محمدؒ سے روایت کردہ احادیث موجود ہیں۔ **(تعجیل المنفعۃ:ص ۳۶۱)**

مولانا شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد (م ۱۳۲۹ھ) اس مسند کی ایک حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

**"رواہ الشافعی فی مسندہ عن محمد بن الحسن عن ابی یوسف القاضی عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ..."**

اس حدیث کو امام شافعیؒ نے اپنی "مسند" میں امام محمد بن حسنؒ سے روایت کیا ہے، اور وہ اس کو امام ابویوسف قاضیؒ سے ، وہ ہشام بن عروہؒ سے ، اور وہ اس کو اپنے والد عروہؒ سے روایت کرتے ہیں۔

**(التعلیق المغنی:۲/۲۷۳)**

روایتِ حدیث کے علاوہ امام شافعیؒ آپؒ کی فقہ سے بھی بہت بہرہ مند ہوئے ہیں، اور اسی لئے محدث، ناقد حافظ شمس الدین ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے ان کو امام محمدؒ سے فقہ حاصل کرنے والوں میں سب سے زیادہ فقیہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ذہبیؒ، امام حماد بن ابی سلیمانؒ (م۱۲۰ھ) کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

**"وافقہ اصحاب محمد، ابو عبداللہ الشافعی"**

امام محمد بن حسنؒ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ فقیہ امام ابو عبداللہ الشافعیؒ ہیں۔ **(سیر اعلام النبلاء:۵/۳۴)**

علاوہ ازیں حافظ ابن تیمیہؒ (م۷۲۸ھ) نے بھی امام شافعیؒ کے متعلق یہ تسلیم کیا ہے کہ :

**"فاجتمع بمحمد بن الحسن و کتب کُتبہ"**

امام شافعیؒ نے امام محمدؒ کے ساتھ مجالست کی تھی، اور آپ سے آپ کی کتابیں لکھی تھیں۔ **(مجموع الفتاویٰ:۲۰/۱۵۰)**

نیز موصوف حافظ ابن تیمیہؒ (م۷۲۸ھ) ، امام ابو یوسفؒ کی کتاب **"اختلاف ابی حنیفۃ و ابن ابی لیلیٰ"** کے تعارف میں لکھتے ہیں:

**"واخذہ عنہ محمد بن الحسن، ونقلہ الشافعی عن محمد بن الحسن"**

امام ابو یوسفؒ سے اس کتاب کو امام محمد بن حسنؒ نے لیا، اور امام محمدؒ سے اس کو امام شافعیؒ نے روایت کیا ہے۔ **(ایضاً:ج ۲۰:ص ۱۴۹)**

شیخ عبدالرحمن الیمانی المعلمیؒ غیر مقلد (م ۱۳۸۶ھ) بھی اس حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**"فالحق ان الشافعی سمع بعض الکتب من محمد علیٰ سبیل الروایۃ"**

حق بات یہ ہے کہ امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے آپ کی بعض کتب کو روایت کے طریقے کے مطابق سنا تھا۔ **(التنکیل:۱/۴۲۱)**

مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ غیر مقلد (م ۱۳۸۷ھ) نے بھی اقرار کیا ہے کہ امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے استفادہ کیا ہے۔ (دیکھئے: **تحریکِ آزادی فکر: ص ۸۶**)[44]

---

[44] **امام محمدؒ سے امام شافعیؒ کے تلمذ پر علی زئی کی ہٹ دھرمی:**

مذکورہ بالا تحقیق اور ٹھوس حوالوں سے الحمد للہ یہ ثابت ہوچکا ہے کہ امام محمدؒ سے امام شافعیؒ کو شرفِ تلمذ حاصل ہے، اور امام شافعیؒ نے آپ سے بہت زیادہ استفادہ کیاہے، مگر ایک نام نہاد، محقق حافظ زبیر علی زئی نے ان سب حقائق سے دانستہ چشم پوشی کرتے ہوئے محض حافظ ابن تیمیہؒ کے ایک شاذ قول کے بل بوتے امام محمدؒ سے امام شافعیؒ کے تلمذ سے انکار کر دیا، چنانچہ لکھتے ہیں: "ایک رافضی نے کہا کہ (امام) شافعیؒ نے محمد بن الحسنؒ سے پڑھا ہے، تو اس کی تردید کرتے ہوئے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ: **"ان ھذا لیس کذلک، بل جالسہ وعرف طریقتہ وناظرہ، واول من اظھر الخلاف لمحمد بن الحسن والرد علیہ الشافعی......"** ایسی بات نہیں بلکہ (امام شافعیؒ) ان کے پاس بیٹھے ہیں، اس کا طریقہ پہچاناہے، اور اس سے مناظرہ کیاہے، سب سے پہلے محمد بن الحسن سے اختلاف اور اس کا رد امام شافعیؒ نے کیا ہے، **(منھاج السنۃ النبویۃ: ج۴ص۱۴۳،)** ایک غالی دیوبندی نے شیخ الاسلام کا رد لکھا ہے۔ لیکن یہ مردود ہے۔ **(الحدیث:ش۷،ص۱۲،۱۳)**

علی زئی اس عبارت سے یہ تأثر دے رہے ہیں کہ امام محمدؒ سے امام شافعیؒ کے تلمذ کے قائل صرف رافضی ہیں ، حالانکہ بحوالہ گذر چکا ہے، کہ خود امام شافعیؒ سمیت متعدد محدثین نے امام شافعیؒ کے امام محمدؒ سے تلمذ کی تصریح کی ہے۔(دیکھئے **ص:**)

کیا یہ سب حضرات بھی علی زئی کی نظر میں رافضی ہیں؟

نیز امام شافعیؒ کی "مسند" میں بھی امام محمدؒ سے کئی احادیث مروی ہیں ، اور ان میں ایک حدیث کی سند بحوالہ مولانا عظیم آبادیؒ غیر مقلد ہم نقل بھی کر چکے ہیں،اس شہادت کازبیر علی زئی اور اہل حدیث کیا کریں گے۔

اور پھر حافظ ابن تیمیہؒ کے دو حوالے بھی ہم ذکر کر چکے ہیں ، جن میں انہوں نے بھی امام محمدؒ سے امام شافعیؒ کے آپ سے استفادہ کرنے کا اقرار کیاہے۔

اب علی زئی صاحب کی دیانت داری ملاحظہ کریں کہ خود امام شافعیؒ بھی امام محمدؒ سے اپنے تلمذ کا اقرار کر رہے ہیں، اور دیگر محدثین اور علمائے غیر مقلدین بھی اس کی تصریح کر رہے ہیں، حافظ ابن تیمیہؒ **(م۷۲۸ھ)** بھی دوسری جگہ امام شافعیؒ کا امام محمدؒ کے شاگرد ہونے کی تصدیق کر رہے ہیں، اور سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ خودامام شافعیؒ کی مسند میں بھی امام محمدؒ سے مروی احادیث موجود ہیں، لیکن یہ سب حوالہ جات تو علی زئی کی نظر میں مردود ٹھہر رہے ہیں، اور حافظ ابن تیمیہؒ کا ایک شاذ قول ہی ان کے ہاں معتبر قرار دیا جارہا ہے۔

## بریں عقل و دانش بباید گریست

اور پھر علی زئی نے حافظ ابن تیمیہؒ کا یہ حوالہ نقل کرنے میں بھی دجل و تلبیس کا مظاہرہ کیا ہے، اور ان کی پوری عبارت نقل نہیں کی ، کیونکہ اس سے علی زئی کے اپنے موقف پر زد پڑتی تھی، وہ اس طرح کہ جس رافضی کی حافظ ابن تیمیہؒ نے تردید کی ہے اس نے نہ صرف یہ کہ امام محمدؒ سے امام شافعیؒ کے تلمذ کا ذکر کیا ہے بلکہ اس نے امام شافعیؒ سے امام احمدؒ کے تلمذ کا بھی ذکر کیا تھا، اور حافظ نے اس کی ان دونوں باتوں کی تردید کی ہے۔ (جو خلاف تحقیق ہے) چنانچہ حافظ موصوف کی جو عبارت علی زئی نے ذکر کی ہے، اس سے آگے ان کی عبارت یوں ہے:

**"وکذالک احمد بن حنبل لم یقرأ علی الشافعی لکن جالسہ کما جالس الشافعی محمد بن الحسن، واستفاد کل منھما من صاحبہ"۔(منھاج السنۃ: ۱۴۳/۴)**

امام محمدؒ نے امام شافعیؒ کو تعلیم دینے کے علاوہ اُن پر دیگر بھی بڑے احسانات کئے ہیں، چنانچہ محدث ابن الفراتؒ (م۸۰۷ھ) اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں:

**"وکان کثیر البر بالامام الشافعی ؒ فی قضاء دیونہ، والانفاق علیہ من مالہ وإعارۃ الکتب"**

امام محمدؒ نے امام شافعیؒ کے ساتھ بڑے احسانات کئے ہیں ، اُن کے قرضے ادا کئے، اُن پر مال خرچ کیا، اور اُن کو عاریۃً کتابیں عطا کیں۔**(شذرات الذھب:۱/۳۲۳،۳۲۴)**

جب امام شافعیؒ بغداد میں بعض شر پسندوں کی سازش سے خلیفہ ہارون الرشید کے عتاب میں آگئے تھے، اور قریب تھا کہ خلیفہ اُن کو قتل کروا دیتا، لیکن امام محمدؒ (جو اُس وقت خلیفہ کے انتہائی مقربین میں

---

(امام شافعیؒ نے جیسے امام محمدؒ سے نہیں پڑھا) اسی طرح امام احمد ابن حنبلؒ نے بھی امام شافعیؒ سے نہیں پڑھا، بلکہ صرف ان کے پاس بیٹھے ہیں جیسا کہ امام شافعیؒ، امام محمد بن الحسنؒ کے پاس بیٹھے تھے، اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی سے استفادہ کیا ہے۔

علی زئی صاحب نے حافظ موصوف کی یہ عبارت اس لئے چھوڑ دی ہے کیونکہ اس میں امام شافعیؒ سے امام احمدؒ کے تلمذ کی بھی نفی ہے، جب کہ علی زئی امام شافعیؒ کو امام احمدؒ کے استاذ تسلیم کرتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں: ابو حاتم رازیؒ نے امام احمد کو علم حدیث میں ان کے استاذ امام شافعیؒ پر ترجیح دی ہے۔ **(الحدیث:ش۲۵،ص۳۹)**

یہ ہے علی زئی کا انصاف ! کہ حافظ ابن تیمیہؒ کی آدھی بات ان کے ہاں مقبول ہے ، اور آدھی بات مردود ، گویا

**میٹھا میٹھا ہپ**

**کڑوا کڑوا تھو**

خلاصہ امام محمدؒ سے امام شافعیؒ کے عدم تلمذ پر زبیر علی زئی اور اہل حدیث حضرات کی ہٹ دھرمی باطل اور مردود ہے۔

سے تھے) اللہ کی طرف سے غیبی مدد بن کر اُن کی امداد کے لئے بیچ میں آگئے ، اور خلیفہ کے سامنے ان کی صفائی پیش کرکے اُن کو اپنی ضمانت سے خلیفہ سے چھڑوالیا، اس طرح امام شافعیؒ قتل ہونے سے بچ گئے۔

مؤرخ اسلام علامہ ابن العماد حنبلیؒ (م۱۰۸۹ھ) اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

**"فيجب على كل شافعي الىٰ يوم القيامة ان يعرف هذا المحمد بن الحسن ويدعو له بالمغفرة"**

یومِ قیامت تک آنے والے ہر شافعی المذہب شخص پر واجب ہے کہ وہ امام محمد بن الحسنؒ کے اس احسان کو پہچانے، اور آپ کی مغفرت کے لئے دعا کرے۔**(ایضاً)**

## امام شافعیؒ سے منسوب "رحلة الشافعی" کی حقیقت:

لیکن صد افسوس کہ بعض متعصب لوگوں نے امام محمدؒ کے اس احسان کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے اُلٹا امام شافعیؒ کے نام سے ایک جھوٹا سفر نامہ (رحلۃ الشافعی) گڑھ کر امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ پر یہ جھوٹا الزام لگادیا کہ ان دونوں حضرات نے امام شافعیؒ کے قتل کی سازش کی تھی، اور خلیفہ کو ان کے قتل پر اُبھارا تھا، اس طرح اس فرضی سفرنامے میں انہوں نے اور طرح طرح کے جھوٹ امام شافعیؒ اور امام محمدؒ کی طرف منسوب کئے ہیں۔

علامہ ابن العمادؒ (م۱۰۸۹ھ) بحوالہ محدث ابن الفراتؒ (م۸۰۷ھ) ان لوگوں کی تردید میں لکھتے ہیں:

**"وقد ذكر بعض الشافعية ان محمد بن الحسن وشى بالامام الشافعي الى الخليفة بانه يدعى انه يصلح للخلافة وكذا ابو يوسف رحمهما الله، وهذا بهتان وافتراء عليهما، والعجب منهم كيف نسبوا هذا اليهما مع علمهم بان هذا لا يليق بالعلماء ولا يقبله عقل عاقل"**

بعض شافعیوں نے ذکر کیا ہے کہ امام محمد بن حسنؒ اوراسی طرح امام ابویوسفؒ نے بھی خلیفہ (ہارون الرشید) سے شکایت کی تھی کہ امام شافعیؒ نے دعویٰ کیا ہے کہ میں خلیفہ بننے کا اہل ہوں، حالانکہ یہ ان دونوں اماموں پر محض بہتان اور افتراء ہے، اُن لوگوں پر تعجب ہے کہ انہوں نے کس طرح یہ بات ان کی طرف منسوب کردی ، حالانکہ اُن کو معلوم ہے کہ یہ چیز علماء کے لائق نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی عقل مند اس کو قبول کرسکتاہے۔ **(ایضاً)**

حافظ ابن تیمیہؒ **(م۷۲۸؁ھ)**،حافظ ابن کثیرؒ **(م۷۷۴؁ھ)** اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ **(م۸۵۲؁ھ)** وغیرہ محدثین نے بھی امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ پر اِن الزامات کی پرزور تردید کی ہے، اور امام شافعیؒ کی طرف منسوب اُن سفر ناموں کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیا ہے۔**(مجموع الفتاویٰ:۱۵۰/۲۰، البدایہ والنھایہ:۱۷۳/۷، توالی التاسیس:ص ۱۳۱، ۱۳۲)**

امام محمد زاہد الکوثریؒ (م۱۳۷۱؁ھ) نے بڑی عرق ریزی سے اُن سفرناموں کی ایک ایک جزئی کی خوب نقاب کشائی کی ہے۔(دیکھئے : **بلوغ الامانی:ص۲۸ تا ۳۵)، جزاہ اللہ عنا احسن الجزاء۔**[45]

---

[45] پاک وہند کے بعض غیر مقلدین امام شافعیؒ کی طرف منسوب اِن مَن گھڑت سفرناموں کو شائع کرتے ہیں، اور ان کو امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے درمیان مخالفت اور دشمنی ثابت کرنے کے لئے بطور استدلال پیش کرتے ہیں، یہاں تک کہ غیر مقلدین کے استاذ العلماء مولانا محمد گوندلویؒ غیر مقلد نے ایسے ہی ایک جھوٹے سفر نامے کے چند اقتباسات نقل کرکے امام محمدؒ سے امام شافعیؒ کے تلمذ کو محض افسانہ قرار دے دیا۔**(التحقیق الراسخ:ص۱۸۶)** انا للہ ......

یہ ہے اُن کے استاذ العلماء کا حال تو پھر اندازہ لگا لیں کہ اُن کے جُہلاء کا کیا حال ہوگا؟

**قیاس کن ز گلستان من بہار را**

**(۲) امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ):**

امام احمدؒ حدیث اور فقہ کے ارکان میں شمار ہوتے ہیں اور ائمہ متبوعین میں امام شافعیؒ کے بعد اُن ہی کا مقام و مرتبہ ہے۔

یہ عظیم المرتبت امام بھی امام محمد بن حسنؒ سے استفادہ کرنے والوں میں سے ہیں۔

علامہ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے بہ سند متصل امام احمدؒ کے صاحبزادے امام عبداللہ بن احمدؒ (م ۲۹۰ھ) سے نقل کیا ہے کہ:

**"کتب ابی عن ابی یوسف ومحمد ثلاثہ قماطر، قلت لہ کان ینظر فیھا، قال کان ربما ینظر فیھا"**

میرے والد (امام احمدؒ) نے امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسنؒ سے تین قماطیر (بڑے تھیلے) علم کے لکھے تھے، (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے امام عبداللہ سے پوچھا کہ: کیا آپ کے والد اُن کا مطالعہ بھی کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، بسااوقات اُن کا مطالعہ بھی کیا کرتے تھے۔**(تاریخ بغداد:۲۲۵/۳)**

شیخ عبدالرحمن الیمانی المعلمیؒ غیر مقلد (م ۱۳۸۶ھ) اس قول کے ذیل میں لکھتے ہیں:

**"فالظاھر انہ کتب عنھما مما یرویانہ من الآثار"**

اس قول سے ظاہر یہی ہے کہ امام احمدؒ نے امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ سے ان دونوں کی احادیث لکھی تھیں۔**(التکنیل:ج۱:ص۱۶۵)**

نیز ایک اور روایت میں امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ دقیق مسائل کہاں سے حاصل کئے ہیں؟ تو انہوں فرمایا:

**"من کتب محمد بن الحسن"**

کہ امام محمد بن حسنؒ کی کتابوں سے۔ **(تاریخ بغداد: ج۲: ص۱۷۴، طبع بیروت)**[46]

---

[46] **امام محمدؒ سے امام احمدؒ کے تلمذ پر علی زئی کی نکتہ چینی کی حقیقت:**

**اعتراض:**

علی زئی امام احمدؒ کے مذکورہ بالا قول پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس روایت کے راوی ابو بکر القراطیسی کی توثیق نامعلوم ہے ، اور دوسرے یہ کہ اس کا تعلق روایت حدیث سے نہیں ہے۔**(الحدیث: ش۷، ص۱۸)**

**جواب :**

**اولاً:** یہ روایت **تاریخ بغداد: ج۲: ص۱۷۴،** طبع دار الکتب العلمیة، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف**: ج۲: ص۵۷۳** پر موجود ہے۔ اس کی سند یوں ہے، حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ (م۴۶۳؁ھ) کہتے ہیں کہ:

**حَدَّثَنِي الخلال، قَالَ: حدثنا علي بن عمرو، أن علي بن محمد النخعي حدثهم، قَالَ: حدثنا أبو بكر القراطيسي، قَالَ: حدثنا إبراهيم الحربي، قَالَ: سألت أحمد بن حنبل، قلت: هذه المسائل الدقائق من أين لك، قَالَ: من كتب محمد بن الحسن۔**

اس سند میں امام علی بن محمد ابن کاس النخعیؒ (م۳۲۴؁ھ) کے استاذ ابو بکر القراطیسیؒ پر زبیر علی ئی نے اعتراض کیا ہے کہ ان کی توثیق نامعلوم ہے، لیکن حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸؁ھ) نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔**(مناقب: ص۸۶، دیکھئے ص:۱۵۶)**

اور کسی روایت کی تصحیح وتحسین اس روایت کے ہر ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے۔**(مجلہ الاجماع: ش۴: ص۲)** لہذا اس روایت میں ابو بکر القراطیسیؒ، حافظ ذہبیؒ کے نزدیک صدوق ہیں، نیز پچھلی روایت سے بھی، امام احمد کا امام محمد سے روایت لینا ثابت ہوتا ہے۔

الغرض ہر لحاظ سے علی زئی کا اعتراض باطل ہے۔

**ثانیاً:** اس قول کے صحیح ہونے کے لئے یہی دلیل کافی ہے ہے کہ مؤرخِ اسلام حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تاریخ میں اس قول کو نقل کرکے اس پر کوئی جرح وقدح نہیں کی۔ **(البدایہ والنھایہ:۱۹۷/۷)** اور غیر مقلدین کے امام العصر مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ نے امام ابن کثیرؒ کے بارے میں تصریح کی ہے کہ ان کی عام روش یہی ہے کہ وہ قابلِ جرح روایت پر جرح ظاہر کردیتے ہیں۔ **(سیرت المصطفی ﷺ:۱۸۳)** بنا بریں امام ابن کثیرؒ کا اس قول کو نقل کرنے کے بعد جرح سے سکوت کرنا

اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس قول کی سند صحیح ہے، لہٰذا اس قول کی سند کے راوی **"القراطیسی"** کو مجہول کہنا غلط ہے۔

**ثالثاً:** اگر اس کی توثیق معلوم نہ بھی ہو تو پھر بھی کوئی مضر نہیں کیونکہ علی زئی کے انتہائی ممدوح مولانا محمد گوندویؒ غیر مقلد (جن کو علی زئی نے "شیخ الاسلام، حجۃ الاسلام، شیخ القرآن والحدیث، الامام **التقـــہ**، المتقن الحجہ، المحدث الفقیہ، الاصولی" قرار دیا ہے، **الکوکب الدریۃ:ص۷**) نے ایک راوی جس کی توثیق نامعلوم ہے ، کے بارے میں لکھتے ہیں :

مگر عدم علم سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مجہول ہو۔ **(خیر الکلام:ص۲۴۸)**

نیز وہ لکھتے ہیں علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: صحیحین ( صحیح بخاری صحیح مسلم) کے رُوات (راویوں) میں بہت سے ایسے ہیں جن کی توثیق صراحتاً کسی سے ثابت نہیں ہے۔ **(ایضاً:ص۱۶۹)**

اسی طرح انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ علامہ عراقی فرماتے ہیں جو محدث مجروح نہ ہو وہ آنحضرت ﷺ کے اس قول کہ (اس علم کے اٹھانے والے عادل ہوں گے) عادل ٹھہرے گا۔ **(ایضاً:ص۱۶۸)**

علی زئی کے اس انتہائی ممدوح کے مذکورہ اقتباسات سے واضح ہوگیا کہ کسی راوی کی توثیق معلوم نہ ہونا مضر نہیں ہے ، بشرطیکہ وہ مجروح نہ ہو، اور ابو بکر قراطیسیؒ کا مجروح ہونا ثابت نہیں ہے، ورنہ علی زئی حوالہ پیش کریں، اور پھر اس کی مذکورہ روایت کی تائید پہلی روایت سے بھی ہورہی ہے ، جس میں امام احمدؒ کا امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ سے دو قناطیر علم لکھنے کا ذکر ہے ، اور وہ روایت بالکل صحیح ہے ، لہٰذا متابعت کی صورت میں یہ روایت بھی قابلِ حجت ہے۔

رہا علی زئی کا یہ کہنا کہ اس قول کا روایتِ حدیث سے تعلق نہیں ہے ، تو جواباً عرض ہے کہ اس پر زبیر علی زئی کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

اور اگر اس قول کا تعلق روایتِ حدیث سے نہ بھی ہو بلکہ فقہی مسائل سے ہو تو پھر بھی کوئی حرج نہیں ، کیونکہ امام احمدؒ کے پہلے قول کا تعلق تو ضرور روایت حدیث سے ہے کیونکہ شیخ معلمیؒ غیر مقلد (جن کو علی زئی صاحب: **"ذہبی عصر حقا"** قرار دیتے ہیں۔ **(نور العینین:ص۱۱۹)** کی تصریح گزرچکی ہے کہ امام احمدؒ کے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ سے تین قناطیر لکھنے کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ امام احمدؒ نے ان دونوں سے ان کی مروی احادیث لکھی تھیں، لہٰذا امام احمدؒ کے پہلے قول

اس طرح امام محمدؒ کو یہ مقام و مرتبہ حاصل ہوا کہ ائمہ اربعہ میں سے دو اماموں (ابوحنیفہؒ و مالکؒ) سے آپ نے علم حاصل کیا، جب کہ ان میں سے دو اماموں (شافعیؒ و احمدؒ) نے آپ سے علم حاصل کیا۔

**ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔**

(۳) امام اسد بن فراتؒ (م ۲۱۳ھ) :

امام موصوف ایک بلند پایہ فقیہ، جلیل القدر محدث، عظیم مجاہد، اور فاتح صقلیہ (افریقہ) ہیں، نیز ان کا شمار امام مالکؒ اور صاحبین (امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) کے کبارِ تلامذہ میں ہوتا ہے۔

یہ ۱۴۲ھ میں نجران میں پیدا ہوئے، جب دو سال کے تھے تو ان کے والد ان کو لے کر قیروان آگئے، پھر وہاں سے یہ "تونس" چلے گئے اور وہاں تحصیل علم میں مشغول ہوگئے، مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے انہوں نے مدینہ منورہ، اور عراق (کوفہ وغیرہ) کا سفر کیا، اور امام مالکؒ اور امام محمدؒ وغیرہ مشائخ سے فقہ اور حدیث کا درس لیا۔

حافظ ابن ناصر الدینؒ (م ۸۴۲ھ) ان کے تعارف میں لکھتے ہیں:

---

سے یہ ثابت ہورہا ہے کہ امام محمدؒ اُن کے نزدیک روایتِ حدیث میں بااعتماد تھے، اور دوسرے قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ہاں آپ فقہ میں بھی قابلِ حجت اور قابلِ استدلال تھے، اور امام احمدؒ نے فقہ اور حدیث دونوں علوم میں آپ سے فائدہ اٹھایا ہے۔ **وھذا ھو مطلوبنا۔**

نیز حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ نے تصریح کی ہے کہ امام احمدؒ نے امام محمدؒ سے ان کی کتب سنیں اور ان کو روایت بھی کیا ہے۔ دیکھئے **(ص:۱۳۱)** اور امام محمدؒ کے کتب مثلاً کتاب الآثار، موطا، کتاب الاصل المعروف بالمبسوط، جامع الصغیر وغیرہ میں مرفوع وموقوف اور مقطوع احادیث موجود ہیں۔

لہٰذا ہر لحاظ سے زئی صاحب کا اعتراض باطل و مردود ہے۔

**"اختلف الیٰ علی بن زیاد التونسی بتونس، فلزمہ وتفقہ بہ ثم رحل الی المشرق وسمع من مالک بن انس "مؤطا" وغیرہ، ثم رحل الی العراق، فاخذ عن ابی یوسف ومحمد ابن الحسن وابی بکر بن عیاش وغیرھم"**

امام ابن الفراتؒ تونس میں علی ابن زیاد تونسیؒ کے پاس تشریف لے گئے ، اور ان کی مجلس میں باقاعدگی سے شریک ہوکر ان سے فقہ حاصل کیا، پھر انہوں نے مشرق (مدینہ منورہ) کی طرف سفر کیا، اور امام مالکؒ سے ان کی "مؤطا" اور دیگر احادیث کا سماع کیا، اور پھر یہ عراق (کوفہ) چلے گئے اور امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسنؒ اور امام ابوبکر بن عیاشؒ وغیرہ سے علم حاصل کرنے لگے۔ **(اتحاف السالک: ص۲۶۲)**

جب یہ امام مالکؒ کے پاس مقیم تھے تو دورانِ سبق یہ ان سے فقہ کے متعلق بڑے سوالات کرتے تھے، ایک مرتبہ امام مالکؒ نے تنگ آکر ان سے کہہ دیا:

**"ان احببت الرأی فعلیک بالعراق"**

اگر تو رائے (فقہ) پسند کرتا ہے، تو پھر عراق چلا جا۔

امام ابن الفراتؒ یہ سن کر کوفہ آگئے، اور امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ خصوصاً امام محمد بن حسنؒ سے فقہ حاصل کرنے لگے۔**(معالم الایمان فی تاریخ القیروان:۲/۴-۱۶، بلوغ الامانی:ص۱۴)**

علامہ زاہد الکوثریؒ بحوالہ **"معالم الایمان فی تاریخ القیروان"** لکھتے ہیں:

**"فسمع اسد بن الفرات بالعراق من اصحاب ابی حنیفۃ وتفقہ علیھم: منھم ابویوسف القاضی، واسد بن عمرو البجلی، ومحمد بن الحسن وغیرھم من فقھاء العراق وکان اکثر اختلافہ الیٰ محمد بن الحسن"**

امام اسد بن فراتؒ **(م ۲۱۳ھ)** نے عراق میں امام ابو حنیفہؒ کے جن تلامذہ سے حدیث کا سماع کیا ، اور ان سے فقہ کی تعلیم پائی ان میں امام ابویوسف قاضیؒ، امام اسد ابن عمرو البجلیؒ، اور امام محمد بن حسنؒ وغیرہ شامل ہیں، اور ان کی اکثر آمدورفت امام محمد بن حسنؒ کے پاس رہتی تھی۔**(بلوغ الامانی:ص۱۵)**

امام محمدؒ **(م ۱۸۹ھ)** نے اُن پر خاص توجہ دی اور ان کو حدیث و فقہ کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ مالی طور پر بھی ان کی امداد کرتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے فقہ میں مکمل عبور حاصل کرلیا، پھر یہ مصر چلے گئے اور وہاں اُن کی ملاقات امام مالکؒ کے تلامذہ خصوصاً ان کے شاگرد کبیر امام عبدالرحمن ابن قاسمؒ **(م ۱۹۹ھ)** سے ہوئی ، اور انہوں نے امام محمدؒ سے دورانِ سبق جو فقہ حنفی کی فروعات (جزئیات) لکھی تھیں ان ہی کی طرز پر انہوں امام ابن القاسمؒ سے سوالات کرکے فقہ مالکی کی فروعات لکھیں جو کہ : **"مسائل اسدیہ"** سے مشہور ہوئیں، اور پھر یہی "مسائل اسدیہ" آگے جاکر فقہ مالکی کی تدوین (یعنی فقہ مالکی کی بنیادی کتاب "**المدونة للسحنون**" کی بنیاد بنے۔

مشہور محدث امام ابو زُرعہ رازیؒ **(م ۲۶۴ھ)** سے ان کے شاگرد حافظ ابوعثمان البرزعیؒ **(م ۲۹۲ھ)** نے پوچھا کہ :

یہ مسائل اسدیہ کیا ہیں ؟

انہوں نے جواب دیا:

**کان رجل من اهل المغرب يقال له اسد، رحل الیٰ محمد بن الحسن، فسأله عن هذه المسائل، ثم قدم مصر فاذا عبد الله بن وهب فسأله أن يسأله عن تلك المسائل، فما كان عنده فيها عن مالك اجابه، و ما لم يكن عنده قاس علیٰ مالك فلم يفعل، فأتیٰ عبدالرحمن بن القاسم فتوسع له، فأجابه علی هذا۔**

اہل مغرب میں سے ایک آدمی تھے جن کو اسد (بن فرات) کہا جاتا ہے ، انہوں نے امام محمد بن حسنؒ کے پاس جاکر آپ سے ان مسائل (کے جوابات) پوچھے تھے، پھر یہ مصر آگئے ،اور یہاں انہوں نے امام عبداللہ بن وہبؒ (تلمیذ امام مالکؒ) سے ان مسائل کے متعلق پوچھا، ان کے پاس ان سوالات میں سے جن کے متعلق امام مالکؒ سے کچھ منقول تھا ان کے جوابات امام مالکؒ کے حوالے سے دے دیئے، اور جن سوالات کے متعلق ان کے پاس امام مالکؒ سے کچھ نہیں لکھا ہوا تھا، ان کے جوابات انہوں نے جب امام مالکؒ کے دوسرے اقوال پر قیاس کر کے دیئے تو امام ابن الفراتؒ نے ان کو لکھنے سے انکار کر دیا، اور (امام مالکؒ کے بڑے شاگرد) امام عبدالرحمن بن قاسمؒ کے پاس گئے، وہ ان کے ساتھ بڑی کشادگی سے پیش آئے اور ان کے سب سوالات کے جوابات ان کو امام محمدؒ کی طرز پر دیئے۔ **(سوالات البرزعی لابی زُرعہ الرازی: ص۲۴۹،۲۵۰، اتحاف السالک:ص۲۶۴)**

امام ابو زُرعہؒ **(م۲۶۴؁ھ)** کے مذکورہ قول کو امام ابن ابی حاتمؒ **(م۳۲۷؁ھ)** نے بھی ان سے نقل کیا ہے۔**(الجرح والتعدیل:۵/۲۷۹)**

علامہ زاہد الکوثریؒ **(م۱۳۷۱؁ھ)** نے "**نیل الابتھاج بتطریز الدیباج**" کے حوالے سے یہ بھی تصریح کی ہے کہ:

**"وھذہ اسدیۃ ھی اصل مدونۃ سحنون اصلح ابن القاسم منھا اشیاء علی ید سحنون"**

یہ مسائل اسدیہ ہی امام سحنونؒ کی "مدونہ" کی اصل ہیں، امام ابن القاسمؒ نے ان میں سے بعض مسائل کی اصلاح (اپنے شاگرد) امام سحنونؒ کے ہاتھ سے کروائی تھی۔**(بلوغ الامانی:ص۱)**

حافظ ابن تیمیہؒ **(م۷۲۸؁ھ)** نے بھی **"مدونہ"** کی اصل اہلِ عراق (یعنی امام محمدؒ) کی فروعاتِ مسائل کو قرار دیا ہے۔**(مجموع الفتاویٰ:۲۰/۱۴۹۔۱۵۰)**

واضح رہے کہ فقہ مالکی کی سب سے بنیادی اور بااعتماد کتاب **"المدونہ"** ہی ہے کہ جس کی اصل امام محمدؒ کے وہ مسائل ہیں جن کو آپ سے امام اسد بن فراتؒ نے لکھا تھا۔

گویا فقہ مالکی کے مسائل کی تدوین بھی امام محمدؒ اور آپ کے شاگرد امام ابن الفراتؒ کے مرہونِ منت ہے، امام ابن الفراتؒ کا یہ بھی بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے بیک وقت فقہ حنفی اور فقہ مالکی کو دَیارِ مغرب میں متعارف کروایا، اور آخر عمر میں یہ فقہ حنفی کی ہی صرف نشر واشاعت کرتے رہے، جس سے فقہ حنفی افریقہ ، اور مغرب میں اندلس (اسپین) تک پھیل گیا، اور ۴۰۰ ہجری تک یہاں فقہ حنفی کا غلبہ رہا، اور یہاں کے رہنے والوں کی اکثریت فقہ حنفی سے ہی وابستہ رہی۔(**بلوغ الا مانی:ص ۱۷**، للامام الکوثریؒ، **ابوحنیفہ، حیاتہ وعصرہ، آراؤہ وفقہہ، ص:۴۰۳**، للشیخ ابی زھرہؒ)

## (۴)　امام یحییٰ ابن معینؒ (م **۲۳۳ھ**) :

امام یحییٰ ایک یگانہ روزگار محدث اور فن جرح وتعدیل کے مایہ ناز سپوت ہیں۔ مولانا عبدالرحمن مبارکپوری صاحبؒ غیر مقلد نے لکھا ہے کہ: امام الجرح والتعدیل یحییٰ ابن معینؒ جن کی نسبت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

**"کل حدیث لا یعرفہ یحییٰ فلیس بحدیث"**

یعنی جس حدیث کو یحییٰ بن معینؒ نہ پہچانیں وہ حدیث ہی نہیں ہے۔(**تحقیق الکلام:۲/۸۷**)

آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ حدیث اور فن جرح و تعدیل کے یہ عالی المرتبت امام نہ صرف یہ کہ فقہ حنفی سے وابستہ تھے بلکہ ان کا شمار کٹر حنفیوں میں ہوتا ہے۔

حافظ ذہبیؒ(م **۷۴۸ھ**) ان کے متعلق تصریح کرتے ہیں:

**"ان ابن معین کان من الحنفیۃ الغلاۃ فی مذھبہ وان کا محدثا"**

امام یحییٰ بن معینؒ اُن حنفیوں میں سے ہیں جو اپنے مذہب (فقہ حنفی) میں غالی ہیں، اگرچہ یہ محدث ہیں۔**(الرواۃ الثقاۃ المتکلم فیھم فیما لا یوجب ردھم: ص۷)**

نیز ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) امام موصوف کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

**"قد کان ابو زکریا رحمہ اللہ حنفیاً فی الفروع"**

بے شک امام ابوزکریا (یحییٰ بن معینؒ) فروعی مسائل میں حنفی تھے۔**(سیر اعلام النبلاء: ت:۱۲۲۵)**

موصوف نے فقہ حنفی کی تعلیم امام اعظم ابوحنیفہ کے متعدد تلامذہ سے لی تھی، جن میں سے امام محمد بن حسنؒ بھی ہیں، چنانچہ انہوں نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب **"الجامع الصغیر"** امام محمدؒ سے پڑھی تھی۔

حافظ عبدالقادر قرشیؒ (م۷۷۵ھ) امام محمدؒ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

**"وکتب عنہ یحییٰ بن معین الجامع الصغیر"**

آپ سے امام یحییٰ بن معینؒ نے **"الجامع الصغیر"** لکھی تھی۔**(الجواھر المضیہ: ۲/۴۳)**

نیز علامہ خطیب بغدادیؒ (م۴۶۳ھ) نے بہ سند متصل خود امام ابن معینؒ کا اپنا یہ بیان نقل کیا ہے کہ:

**"کتبت الجامع الصغیر عن محمد بن الحسن"**

میں نے "الجامع الصغیر" خود امام محمد بن حسنؒ سے لکھی تھی۔ **(تاریخ بغداد: ۲/۱۷۳)**[47]

---

[47] **امام محمدؒ سے امام ابن معینؒ (م۲۳۳ھ) کے تلمذ پر علی زئی کے اعتراض کی حقیقت:**

معترض زبیر علی زئی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ مذکورہ قول کی سند امام یحیٰ بن معینؒ تک صحیح ہے۔
**(الحدیث:ش۷،ص۱۴اج۱)** لیکن آگے اپنی عادت کے موافق اس قول پر یہ نکتہ چینی کر دی کہ **"الجامع الصغیر"** لکھنے کے بعد امام یحیٰ بن معینؒ کس نتیجے پر پہنچے اس کا تذکرہ عباس الدوری کی تاریخ میں ہے۔

**قال یحییٰ بن معین: محمد بن الحسن الشیباني لیس بشئی۔ (تاریخ ابن معین روایۃ الدوری:۱۷۷۰)**
یعنی محمد بن الحسن الشیبانیؒ کچھ چیز نہیں ہے۔ **(الحدیث:ش۷، ص۱۴)**

**جواب:** امام ابن معین کے اس قول: **"لیس بشئی"** کا جائزہ تو ہم ان شاء اللہ امام محمدؒ کے خلاف منقول جرح کے جواب میں لیں گے ، کہ یہ کلمہ جرح ہے بھی یا نہیں ،اور اس کا کیا مطلب ہے۔

لیکن حافظ ابن معینؒ **(م۲۳۳ھ)** خود کہتے ہیں کہ:

"**لیس الحافظ عندنا إلا مَن کان في کتابه حَدثنا، فیقول: حَدثنا، فإذا لم یکن في کتابه حَدثنا وقال: حَدثنا، فلیس بشيءٍ**"

ہمارے نزدیک حافظ وہی شخص ہے جس کی کتاب میں "حدثنا" موجود ہے، پھر وہ خود بھی حدثنا کہتا ہے۔ لیکن جب اس کی کتاب میں **"حدثنا"** نہیں اور وہ حدثنا کہتا ہے، تو وہ **لیس بشیءٍ** ہے۔ **(تاریخ یحیی بن معین بروایت ابن محرز: ج۲: ص۵۳)**

معلوم ہوا کہ امام یحیی بن معینؒ اپنی اس شرط کی وجہ سے راوی کے بارے میں **لیس بشیءٍ** کہتے تھے، اور امام محمدؒ کی جامع الصغیر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب میں حدثنا موجود نہیں ہے۔ **دیکھئے (جامع الصغیر: ص۱۷)**، اسی وجہ سے انہوں نے امام محمدؒ کو **لیس بشیءٍ** کہا۔

مگر امام محمدؒ نے صراحت فرمائی کہ " **ما سمعت منها الاجامع الصغیر** " میں نے امام ابو یوسفؒ سے جامع الصغیر سنی ہے۔ **(تاریخ یحیی بن معین بروایت ابن محرز: ج۲: ص۱۵۵)**، یہی وجہ ہے کہ امام یحیی بن معینؒ نے ان سے روایت لی ہے، جیسا کہ اوپر حوالہ نقل کیا گیا، اور کتاب میں **"حدثنا"** نہیں ہونے کی وجہ سے ان کو **لیس بشیءٍ** بھی کہا۔

خلاصہ یہ کہ یہاں اس صورت میں یہ کوئی کلمہ جرح نہیں ہے، بلکہ ابن معینؒ کی خاص اصطلاح، ان کے منہج کی طرف اشارہ ہے۔

**(۵) امام احمد بن حفص بخاری المعروف بہ ابو حفص کبیرؒ (م ۲۱۷ھ) :**

موصوف اپنے نام سے زیادہ اپنی کنیت ''ابو حفص'' سے مشہور ہیں، ان کے صاحبزادے امام محمد بن احمد بن حفصؒ (م ۲۶۴ھ) کی بھی ایک کنیت چونکہ ''ابو حفص'' ہے ، اور وہ بھی اپنی اس کنیت سے زیادہ پہچانے جاتے ہیں، اس لئے ان دونوں میں فرق کرنے کے لئے باپ کو ''ابو حفص کبیر'' اور بیٹے کو '' ابو حفص صغیر'' کہا جاتا ہے۔**(الفوائد البهية: ص ۱۸)**

امام ابو حفص کبیر کئی سال امام محمدؒ کی صحبت میں رہ کر ان سے تفقہ حاصل کرتے رہے، اور ان کا شمار آپ کے کبارِ تلامذہ میں ہوتا ہے۔

حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) ان کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

**''ارتحل وصحب محمد بن الحسن مدّة، وبرع في الرأي، وسمع من وكيع بن الجراح، وابی اسامة، وهذه الطبقة''**

---

لہذا زبیر علی زئی صاحب کا اس جملے کو جرح پر محمول کرنا باطل و مردود ہے۔

نیز یہ بات تو مسلم ہے کہ امام یحیی بن معینؒ نے امام محمدؒ سے **الجامع الصغیر** لکھی، اور الجامع الصغیر میں حدیث رسول اللہ ﷺ اور امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی کئی مقطوع احادیث موجود ہیں۔ دیکھئے **(جامع الصغیر : ص ۷۱، ۹۹، ۱۳۱)**

لہذا ثابت ہوا کہ امام یحیی بن معینؒ نے امام محمدؒ سے احادیث تحریر فرمائیں، اور روایات لکھی ہیں۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) اور حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) وغیرہ محدثین نے تصریح کی ہے کہ امام یحیی بن معینؒ نے امام محمدؒ سے روایات لکھی ہیں۔**(مناقب ابی حنیفه وصاحبه: ص ۵۰، تاج التراجم : ص ۱۵۹)**

امام ابو حفص کبیرؒ نے طلب علم میں رحلت سفر باندھا اور کئی سال امام محمدؒ کی صحبت میں رہ کر رائے (فقہ) میں عبور حاصل کیا،اور وکیع ابن الجراحؒ ، ابواسامہؒ اور اس طبقہ کے دیگر محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔**(سیر اعلام النبلاء:۱۰/۱۵۷)**

نیز ذہبیؒ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القاب سے کیا ہے:

**”احمد بن حفص الفقیہ العلامۃ، شیخ ماوراء النھر، ابو حفص البخاری الحنفی، فقیہ المشرق، ووالد العلامۃ شیخ الحنفیۃ ابی عبداللہ محمد بن احمد بن حفص الفقیہ“۔ (ایضاً)**

اسی طرح حافظ ذہبیؒ نے ان کے صاحبزادے امام ابو حفص صغیرؒ کے ترجمے میں لکھا ہے کہ :

**”وکان ابوہ من کبار تلامذۃ محمد بن الحسن، انتھت الیہ رئاسۃ الاصحاب ببخاری، والی ابنہ ابی عبداللہ ھذا، وتفقہ علیہ ائمۃ“**

ان کے والد (ابو حفص کبیرؒ) امام محمد بن حسنؒ کے کبارِ تلامذہ میں سے تھے ، اور بخارا میں ”اصحاب ابی حنیفہ“ کی ریاست ان پر اور ان کے صاحبزادے ابو عبداللہ (یعنی ابو حفص صغیر) پر ختم تھی، اور امام ابو حفص کبیرؒ کے پاس کئی ائمہ نے فقہ کی تعلیم حاصل کی ہے۔**(ایضاً:۱۲/۶۱۷)**

حافظ ذہبیؒ اور حافظ سخاویؒ نے ”بخارا“ کے تعارف میں یہاں کے جن چند بڑے اور مشہور ائمہ (امام بخاریؒ ، صاحب الصحیح وغیرہ) کا ذکر کیا ہے ، ان میں انہوں نے امام ابو حفص کبیرؒ کو بھی شمار کیا ہے۔ **(الامصار ذوات الآثار للذھبیؒ:**ص۹۰، **اعلان بالتوبیخ للسخاویؒ:**ص۱۴۲ )

مولانا حنیف ندویؒ غیر مقلد لکھتے ہیں : بخارا میں عیسیٰ بن موسیٰ **غنجار**، احمد بن حفص الفقیہ (ابو حفص کبیرؒ) محمد بن سلام الکندی، اور عبدبن محمد السندی، جیسی شخصیتیں کتاب و سنت کے فروغ کا باعث بنیں۔

**(مطالعۃ الحدیث:ص۶۱)**

**"ماروا‌ءالنهر"** کے علاقوں (بخارا وغیرہ) میں ان سے حدیث اور فقہ حنفی کی تعلیم پانے والوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ بخارا وغیرہ کا پورا پورا گاؤں ان کے تلامذہ سے بھرا ہوا تھا۔

حافظ ابو سعد سمعانیؒ **(م۵۶۲ھ)** اور حافظ ابن الاثیرؒ **(م۶۳۰ھ)** "بخارا" کے مضافات میں ایک گاؤں **"خراجر"** کے تعارف میں لکھتے ہیں :

**"کان منها جماعة من الفقهاء، تلمذوا لابی حفص الکبیر"۔**

یہاں فقہاء کی ایک پوری جماعت تھی جو سب کے سب امام ابو حفص کبیرؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔**(کتاب الانساب:۱۳۸/۳، اللباب فی تہذیب الانساب:۲۸۹/۱)**

اسی طرح حافظ سمعانیؒ نے بخارا کے گاؤں **"خیزاخزا"** کے متعلق لکھا ہے کہ :

**"خلقا من اصحاب ابی حفص الکبیر لا یحصون"**

یہاں امام ابو حفص کبیرؒ کے تلامذہ کی اتنی خلقت تھی کہ جن کا شمار نہیں ہوسکتا۔

حافظ عبدالقادر قرشیؒ **(م۷۷۵ھ)** حافظ سمعانیؒ کے مذکورہ قول کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

**"وهذا فی قریة من قری بخارا"**

یہ تو صرف بخارا کے ایک گاؤں کا ذکر ہے۔**(الجواهر المضیة:۳/۱)**

یعنی بخارا کے ایک گاؤں میں ان کے تلامذہ اتنے زیادہ تھے کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا، تو باقی "بخارا" اور " ماوراء النہر" کے دیگر علاقوں میں ان کے تلامذہ کی کثرت کا کیا حال ہوگا؟

در اصل یہ سارا فیض امام محمد بن حسنؒ کا تھا، اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ آپ کا علمی فیض کہاں کہاں اور کس کثرت سے پھیلا ہے؟

امام بخاریؒ **"صاحب الصحیح"** بھی امام ابو حفص کبیرؒ کے تلامذہ میں سے ہیں، اور امام بخاریؒ اور ان کے خاندان کے امام موصف کے ساتھ ذاتی مراسم بھی تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ **(م ۸۵۲ھ)** نے ان کو امام بخاریؒ کے مشائخ میں شمار کیا ہے۔**(ھدی الساری مقدمہ فتح الباری: ص ۶۶۷)**

علامہ خطیب بغدایؒ نے اپنی سند کے ساتھ خود امام بخاریؒ کی زبانی نقل کیا ہے کہ میں ابو حفص کبیرؒ کے پاس "جامع سفیان ثوریؒ" کا سماع اپنے والد کی کتاب میں کر رہا تھا کہ وہ ایک حرف سے گزرے جو میری کتاب میں نہیں تھا، میں نے اس کے متعلق ان سے مراجعت کی پھر انہوں نے وہی پڑھا، میں نے دوبارہ مراجعت کی لیکن پھر بھی انہوں نے وہی پڑھا، میں نے جب تیسری دفعہ مراجعت کی تو وہ کچھ خاموش ہوگئے اور میرے متعلق پوچھنے لگے ،کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ اسمٰعیل بن ابراہیم بن بزدویہ کا بیٹا ہے، فرمانے لگے: اس نے صحیح کہا ہے، اور پھر فرمایا:

**"واحفظوا فان ھذا یوماً یصیر رجلا"**

یاد رکھو ! یہ لڑکا ایک دن مردِ میدان بنے گا۔**(تاریخ بغداد: ۱۱/۳، ترجمہ امام بخاریؒ)**

حافظ ابن حجرؒ نے امام ابو حفصؒ سے امام بخاریؒ کے متعلق یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

**"ھذا یکون لہٗ صیت"**

کہ اس کا شُہرہ ہو گا۔**(ھدی الساری: ص ۶۶۷)**

امام بخاریؒ کے والد اسمٰعیلؒ سے امام ابو حفص کبیرؒ کے بڑے گہرے مراسم تھے، جب اسمٰعیلؒ کی وفات ہورہی تھی، تو امام موصوف اس وقت بھی ان کے پاس موجود تھے، اور اس وقت اسمٰعیلؒ نے ان سے کہا تھا کہ:

**"لا اعلم من مالی درھما من حرام ولا درھما من شبھة"**

میں اپنے مال میں نہ کوئی درہم حرام کا پاتا ہوں اور نہ شبہے کا۔**(ایضا:ص۶۶۷)**

امام اسمٰعیلؒ کی وفات کے بعد بھی ان دونوں خاندانوں کے درمیان یہ مراسم برقرار رہے ، اور امام ابوحفصؒ امام بخاریؒ کے پاس بڑے بڑے تحائف بھیجتے رہتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ **(م۸۵۲؁ھ)** نے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ امام ابوحفص کبیرؒ نے امام بخاریؒ کو اس قدر مالِ تجارت بھیجا کہ جس کو بعض تاجروں نے امام بخاریؒ سے پانچ ہزار درہم نفع سے خریدا، دوسرے بعض تاجروں نے ان سے دس ہزار درہم منافع سے یہ مال خریدنا چاہا لیکن امام بخاریؒ نے ان کی اس پیش کش کو یہ کہہ کر رد فرما دیا کہ کل میں بعض تاجروں پر اس مال کو پانچ ہزار درہم منافع سے بیچنے کی نیت کر چکا ہوں، لہٰذا اب میں اپنی نیت کو بدلنا نہیں چاہتا۔**(ایضاً :ص۶۶۵)**

اسی طرح امام ابو حفص کبیرؒ کے صاحبزادے امام ابوحفص صغیرؒ **(م۲۶۴؁ھ)** امام بخاریؒ کے ساتھ کئی سال طلبِ حدیث میں رفیق اور ہم سفر رہے۔

حافظ ذہبیؒ **(م۷۴۸؁ھ)** ان کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

**"ووافق البخاری فی الطلب مدة"**

یہ طلبِ حدیث میں کئی عرصہ تک امام بخاریؒ کے رفیق رہے ہیں۔ **(سیر اعلام النبلاء:۱۲/۶۱۷)**

امام ابو حفص کبیرؒ اور امام ابو حفص صغیرؒ کے بعد بھی بڑے عرصے تک ان کا خاندان علمی اور دنیاوی ریاست پر متمکن رہا۔

امام حاکم نیشاپوریؒ (م۴۰۵ھ) نے **"تاریخ نیشاپور"** میں امام ابو حفص کے پرپوتے امام محمد بن احمد بن خاقان الرئیس بن ابو حفص کبیرؒ (م۳۷۴ھ) کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

**"وكانت الفتوى والرياسة في بيوتهم من وقت محمد بن الحسن"**

امام محمد بن حسنؒ کے زمانے سے لے کر اب تک فتویٰ اور ریاست (حکومت) امام ابو حفص ہی کے خاندان میں چلے آرہے ہیں۔ **(تاریخ نیشاپور، طبقہ شیوخ الحاکم ص:۳۶۵، الجواهر المضية: ۲۱/۳)**

**(۶) امام خلف بن ایوب بلخیؒ (م۲۱۵ھ):**

امام بلخیؒ ایک جلیل القدر محدث وفقیہ، اور اپنے زمانے کے کبار ومشہور اولیاء اللہ میں سے ہیں، ان کے علمی مرتبے کو جاننے کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اور ابو حاتم رازیؒ وغیرہ جیسے اساطین علم ان کے تلامذہ میں سے ہیں، حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے ان کے ترجمے کا آغاز" **الامام المحدث الفقيه، مفتي المشرق، الحنفي الزاهد، اور "عالم اهل بلخ"** جیسے عظیم القاب سے کیا ہے۔ **(سیر اعلام النبلاء: ص۵۴۱/۹)**

نیز حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) ان کو **"مفتی اهل بلخ"** قرار دیتے ہیں، اور ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

**"وكان زاهد قدوة، روى عنه يحيىٰ بن معين والكبار"**

یہ خود بھی پرہیز گار تھے، اور پرہیز گاروں کے لئے نمونہ بھی تھے، امام یحییٰ بن معینؒ اور دیگر کبارِ محدثین نے ان سے روایت حدیث کی ہے۔ **(العبر: ۲۸۹/۱)**

اسی طرح حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، اور امام حاکم نیشاپوریؒ (م۴۰۵ھ) کا یہ بیان ان کے بارے میں نقل کیا ہے کہ:

**"کان مفتی بلخ وزاهدها، زارہ صاحب بلخ فاعرض عنه"**

یہ بلخ کے مفتی اور زاہد تھے، سلطان بلخ ان کی زیارت کے لئے آیا تو انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا۔ **(الکاشف:۱/۲۳۷)**

امام ابن حبانؒ (م۳۵۴ھ) نے ان کو **"ثقات"** (ثقہ راویوں) میں شمار کیا ہے۔**(تہذیب التہذیب:۳/۹۰)**

امام خلیلیؒ (م۴۴۶ھ) ان کے متعلق تصریح کرتے ہیں کہ:

**"صدوق مشهور، کان یوصف بالستور والصلاح والزهد، وکان فقیها علی رأی الکوفیین"**

یہ حدیث میں نہایت راست باز و مشہور اور پاکدامنی ، نیکی اور زہد وتقویٰ سے موصوف تھے، اوراہلِ کوفہ (احناف) کی رائے پر فقیہ تھے۔**(کتاب الارشاد فی معرفة علماء المحدثین: ص:۴۴۲)**

نیز امام خلیلیؒ ان کو ثقہ اور زاہد قرار دیتے ہیں۔**(ایضا:ص۸۰)**

حافظ عبدالقادر قرشیؒ (م۷۷۵ھ) اور حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م۸۷۹ھ) نے ان کے بارے میں تصریح کی ہے کہ :

**"کان من اصحاب محمد وزفر"**

یہ امام محمد بن حسنؒ اور امام زفر بن ہذیلؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔**(الجواهر المضیة: ۱/۲۳۱، تاج التراجم:ص۲۷)**

اسی طرح حافظ قرشیؒ (م ۷۷۵ھ) نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ:

امام خلفؒ نے حدیث و فقہ کی تعلیم امام ابویوسفؒ امام محمدؒ اور امام زفرؒ وغیرہ اصحاب ابی حنیفہؒ سے حاصل کی تھی، اور زہد امام ابراہیم بن ادہمؒ (تلمیذ امام اعظمؒ) سے سیکھا تھا۔ **(الجواهر المضية: ۱/۲۳۲، ۲۳۱)**

## (۷) امام محمد بن سماعۃ التمیمیؒ (م ۲۳۳ھ):

امام ابن سماعہؒ بھی فقہ و حدیث کے عظیم المرتبت امام ہیں، اور ان کا شمار امام ابویوسفؒ اور امام محمد بن حسنؒ کے ان تلامذہ میں ہوتا ہے، جو ثقہ حفاظ حدیث میں سے ہیں، علامہ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) اپنے استاذ امام ابوعبداللہ صمیریؒ (م ۴۳۶ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

**"ومن اصحاب ابی یوسف و محمد جمیعا ابو عبداللہ محمد بن سماعۃ وهو من الحفاظ الثقات"**

امام ابویوسفؒ اور امام محمد بن حسنؒ کے مشترکہ تلامذہ میں سے ایک ابو عبداللہ محمد بن سماعہؒ بھی ہیں جو کہ حفاظ حدیث اور ثقہ محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ **(تاریخ بغداد: ۲/۴۰۲)**

امام یحیٰی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) فرمایا کرتے تھے:

**"لو كان اصحاب الحديث يصدقون في الحديث كما يصدق محمد بن سماعة في الرأی كانوا اعلى نهاية"**

اگر اصحابِ حدیث (محدثین) حدیث میں اس طرح سچے ہوں جیسے محمد بن سماعہؒ رائے (فقہ) میں سچے ہیں تو وہ (کامیابی کے) انتہائی درجہ کو پالیں۔ **(تاریخ بغداد: ۲/۴۰۳)**

امام ابن سماعہؒ (م ۲۳۳ھ) کا جب انتقال ہوا تو امام ابن معینؒ (م ۲۳۳ھ) نے فرمایا:

**"الیوم مات ریحانۃ العلم من اھل الرأی"**

آج اہلِ رائے (فقہاء) میں سے **"ریحانۃ العلم"** (علم کے پھول) کا انتقال ہوگیا۔ **(الجواھر المضیہ:۲/۵۹)**

حافظ ذہبیؒ **(م۷۴۸ھ)** ان کو **"علامۃ"** اور **"صاحب ابی یوسفؒ و محمدؒ"** قرار دیتے ہیں۔ **(سیر اعلام النبلاء:۱۰/۶۴۶)**

نیز ان کے بارے میں تصریح کرتے ہیں:

**"تفقہ علی ابی یوسف و محمد...... و کان وردہ فی الیوم و اللیلۃ مأتی رکعۃ"**

انہوں نے امام ابویوسفؒ اور امام محمد بن حسنؒ سے فقہ حاصل کیا تھا، ... اور دن رات میں دو سو رکعت (نفل) پڑھنے کا ان کا معمول تھا۔ **(العبر:۱/۲۸۹)**

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ **(م۸۵۲ھ)** نے ان کو روایت حدیث میں "صدوق" قرار دیا ہے۔ **(تقریب التہذیب:۲/۸۲)**

**امام محمدؒ (م۱۸۹ھ) کے دیگر بعض تلامذہ:**

مذکورہ بالا ائمہ کے علاوہ کئی دیگر نامور محدثین اور فقہاء نے بھی آپ سے استفادہ کیا ہے، مثلاً ابوعبید قاسم بن سلامؒ، ہشام بن عبیداللہ رازی، علی بن مسلم بن طوسیؒ، عمرو بن ابی عمروؒ، یحیٰ بن صالح ابو حاطیؒ، معلی بن منصور رازیؒ، علی بن معبدؒ، ابو بکر بن ابی مقاتلؒ محمد بن مقاتل رازیؒ، موسیٰ بن نصر رازیؒ، شداد بن حکیم بلخیؒ، حسین بن حرب رقیؒ، ابن جبلہؒ، ابو العباس حمیدؒ، ابو التوبہ ربیع بن نافعؒ، عبیداللہ بن ابی حنیفہ دبوسیؒ، ابوبرید عمرو بن الجرمیؒ، مصعب بن عبداللہ زبیریؒ، ایوب بن حسن نیساپوریؒ، علی بن صبیحؒ، عقیل بن عنبسہؒ، علی بن مہران، عمرو بن مہیرؒ، یحیٰ بن اکثمؒ، ابو عبدالرحمن مؤدبؒ، علی بن حسن رازیؒ، ابو

جعفر احمد بن محمد بن مہران نسویؒ **(راوی السیر الکبیر عنہ)** ابو بکر ابراہیم بن رستم مروزیؒ **(راوی النوادر عنہ)**، عیسیٰ ابن ابانؒ **(راوی الحجۃ علی اھل المدینۃ وغیرہ)** شعیب بن سلیمان کسانیؒ **(راوی الکیسانیات عنہ)**، ابو زکریا یحییٰ بن صالح وحاظی حمصیؒ وغیرہ۔(دیکھئے: **مناقب ابی حنیفۃ وصاحبہ: ص۵۰، الجواھر المضیۃ: ۴۳/۲، بلوغ الامانی: ص۱۰۹)**

آخر میں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ امام محمدؒ کے کئی تلامذہ ایسے بھی ہیں جو امام بخاریؒ صاحب الصحیح کے کبارِ اساتذہ ومشائخ میں سے ہیں، مثلاً علی بن مسلم طوسیؒ **(م۲۵۳ھ)**،**(تاریخ بغداد: ۱۶۹/۲)**، معلی بن منصورؒ **(م۲۱۱ھ)**،**(تہذیب التہذیب: ۴۹۸/۵)**، امام یحییٰ بن معینؒ **(م۲۳۳ھ)**،**(تاریخ بغداد: ۱۷۳/۳)**،ابو حفص کبیرؒ **(م۲۱۷ھ)**،**(سیر اعلام النبلاء: ۱۵۷/۱۰، ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری: ص۶۶۷)**، علی بن ہاشم بغدادیؒ،**(تہذیب التہذیب: ۲۴۷/۴)**، یحییٰ بن صالح الوحاظیؒ **(م۲۲۲ھ)**،**(ایضا: ۱۴۶/۶، تذکرۃ الحفاظ: ۲۹۹/۱)**، محمد بن سلام سلمیؒ **(م۲۲۵ھ)**،**(الاکمال: ۴۰۵/۴)**، اور محمد بن مقاتل مروزیؒ **(م۲۱۱ھ)** وغیرہ۔ **(تہذیب التہذیب: ۲۹۹/۵)**

## امام محمدؒ کا فقہی مقام:

جس شخص نے امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ، اور امام ابن جُریجؒ وغیرہ جیسے ائمہ کبار اور مجتہدین عظام سے فقہ کا درس لیا ہو، اور خود جس شخص کے درس سے پڑھ کر امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسد بن فراتؒ وغیرہ جیسے ائمہ فقیہ اور مجتہد بنے ہوں، اس شخص کے فقہ میں بلند پایہ اور عظیم الشان ہونے میں کیا شک و شبہ ہوسکتا ہے؟

چنانچہ اسی وجہ سے امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے:

**"ما رأیت... أفقہ... من محمد بن الحسن"**

میں نے امام محمد بن حسنؒ سے زیادہ فقیہ کوئی شخص نہیں دیکھا۔**(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبہ ص:۵۵)**[48]

حافظ سمعانیؒ **(م ۵۶۲ھ)** اور حافظ عبدالکریم قزوینیؒ **(م ۶۲۳ھ)** نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے امام شافعیؒ سے کوئی مسئلہ پوچھا، انہوں نے جب وہ مسئلہ اس کو بتلایا تو وہ ان سے کہنے لگا: آپ نے اس مسئلہ میں فقہاء کی مخالفت کی ہے ، اس پر امام شافعیؒ نے اس کو جواب دیا:

**"وهل رأيت فقيها قط؟ اللهم الا ان يكون رأيت محمد بن الحسن، فانه كا يملأ العين والقلب"**

کیا تو نے کبھی کسی فقیہ کو دیکھا بھی ہے؟ ہاں! اگر تو نے محمد بن حسنؒ کو دیکھا ہو، اس لئے کہ وہ (اپنے فقہی رعب سے) آنکھوں اور دل کو بھر دیتے تھے۔**(کتاب الانساب:۳/۱۶۶، ۱۶۷، التدوین فی اخبار قزوین :۱/۲۵۲)**[49]

---

[48] یہ قول صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔ دیکھئے **ص:۱۲۷** ۔

[49] یہ روایت **تاریخ بغداد: ج ۲: ص ۱۷۳،** طبع دار الکتب العلمیة، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف**: ج ۲: ص ۵۶۶** پر موجود ہے۔ اس کی سند یوں ہے، حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) کہتے ہیں کہ

**أَخْبَرَنَا علي بن أبي علي، قَالَ: أخبرنا طلحة بن محمد بن جعفر، قَالَ: حَدَّثَنِي أبو الحسن محمد بن إبراهيم بن حبيش البغوي، قَالَ: حَدَّثَنِي جعفر بن ياسين، قَالَ: سمعت الربيع بن سليمان يقول وقف رجل على الشافعي فسأله عن مسألة فأجابه، فقال له الرجل: يا أبا عبد الله خالفك الفقهاء، فقال له الشافعي: وهل رأيت فقيها قط؟ اللهم إلا أن تكون رأيت محمد بن الحسن فإنه كان يملأ العين والقلب، وما رأيت مبدنا قط أذكى من محمد بن الحسن، وَقَالَ ابن حبيش: حَدَّثَنِي جعفر بن ياسين، قَالَ: كنت عند المزني فوقف عليه رجل فسأله عن أهل العراق،**

**فقال: له ما تقول في أبي حنيفة؟ قَالَ سيدهم.**

**قَالَ: فأبو يوسف؟ قَالَ: أتبعهم للحديث.**

**قَالَ: فمحمد بن الحسن؟ قَالَ أكثرهم: تفريعا.**

**قَالَ فزفر؟قَالَ: أحدهم قياسا.**

اس کی سند میں علی بن ابی علیؒ (م ۴۷۴ھ) اور طلحہ بن محمد الشاھد (م ۳۸۰ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **(ص:۴۴)**

طلحہ بن محمد بن جعفرؒ (م ۳۸۰ھ) کے شیخ ابو الحسن محمد بن ابراھیم بن حبیش البغویؒ (م ۳۳۸ھ) پر کلام ہے، لیکن ان کو حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ)، ثقہ راوی عبد اللہ بن علی بن حمویہؒ وغیرہ نے معدل قرار دیا ہے۔ **(تاریخ بغداد: ج ۱: ص ۴۲۶، ۴۲۷)**، جو کہ کلمہ توثیق میں سے ہے۔ **(دیکھئے ص: ۴۳)** اور حافظ ذہبیؒ نے ان کی اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ **(مناقب: ص ۸۱، تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۹۵۵)** نیز ان پر جرح " **لم یکن بالقوي** " صرف ان کے اعلی درجہ کی ثقاہت کی نفی، اور راوی کے صدوق ہونے پر دلالت کرتا ہے، جیسا کہ غیر مقلدین کا کہنا ہے۔ **(توضیح الکلام: ص ۱۶۹، انوار البدر: ص ۷۱)** لہذا وہ صدوق ہیں۔

اور چونکہ حافظ ذہبیؒ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، جیسا کہ گزر چکا، اس وجہ سے، جعفر بن یاسینؒ بھی صدوق ہیں، خلاصہ یہ کہ یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم

نیز اس روایت کے کئی معنوی متابعات موجود ہیں۔

**متابع نمبر ۱:**

امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) فرمایا کرتے تھے:

**"ما رأيت... أفقه... من محمد بن الحسن"**

میں نے امام محمد بن حسنؒ سے زیادہ فقیہ کوئی شخص نہیں دیکھا۔ **(مناقب ابی حنیفۃ و صاحبہ ص: ۵۵)**، اس کی سند صحیح ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے **ص: ۱۲۷۔**

ظاہر ہے جب کوئی فقہ میں بے مثال ہوگا، تو اس کو دیکھ کر اور اس کا کلام سن کر آنکھوں کو اطمینان ہوگا اور دل کو خوشی ہوگی۔

**متابع نمبر ۲ :**

امام ابو الحسن الآبریؒ (م ۳۶۳ھ) نے کہا:

**حدثني محمد بن عبد الله بن جعفر بالشام, قال: حدثني أحمد بن علي المدائني بمصر, قال: حدثنا الربيع بن سليمان, قال: سمعت الشافعي يقول: ما تكلم أحد في الرأي إلا وهو عيال على أهل العراق, وما رأيت مثل محمد بن الحسن۔**

جو شخص بھی فقہ سے تعلق رکھتا ہے وہ اہل عراق کا محتاج ہے، اور میں نے محمد بن الحسن جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ **(مناقب الشافعی للآبری: ج۱: ص۷۸)**

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام ابو الحسن محمد بن الحسین الآبریؒ (م۳۶۳ھ) مشہور محدث، امام اور ثبت حافظ الحدیث ہیں۔ **(سیر: ج۱۶: ص۲۹۹، تاریخ الاسلام: ج۸: ص۲۱۸، ۴۹۶، شذرات الذھب: ج۴: ص۳۳۷: ج۲: ص۹۶)**

(۲) ان کے شیخ محمد بن عبد اللہ بن جعفر ابو الحسین الرازیؒ (م۳۴۷ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج۷: ص۸۵۷)**

(۳) احمد بن علی، ابو علی المدائنیؒ (م۳۲۷ھ) بھی صدوق ہیں۔ **(ارشاد القاصی والدانی: ص۱۳۸)**

(۴) الربیع بن سلیمان، ابو محمد المصریؒ (م۲۷۰ھ) سنن ابو داود اور سنن نسائی کے راوی اور ثقہ، فقیہ اور حافظ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۱۸۹۴)**

معلوم ہوا کہ یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

**متابع نمبر ۳:**

امام ابو بکر البیہقیؒ (م۴۵۸ھ) نے کہا:

**أخبرنا أبو جعفر: محمد بن أحمد بن جعفر الخطيب القِرْمِيسيني، قال: حدثنا أبو القاسم: علي بن أحمد بن راشد الدّينَوَرَى، حدثنا عبد الله بن حَمْدَان الحافظ، قال: سمعت الربيع، يقول: سمعت الشافعي، يقول: ما رأت عيناي مثل محمد بن الحسن، ولم تلد النساء في زمانه مثله**

امام شافعیؒ (م۲۰۴ھ) نے فرمایا: میری دونوں انکھوں نے محمد بن الحسنؒ جیسا نہیں دیکھا، اور نہ عورتوں نے ان جیسا ان کے زمانے میں پیدا کیا۔ **(مناقب الشافعی: ج۱: ص۱۶۱)**،

**سند کی تحقیق:**

(۱) ابو بکر البیہقیؒ (م۴۵۸ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج۱۰: ص۹۵)**

(۲)　محمد بن احمد بن جعفر، ابو جعفر القرمیسینیؒ صدوق اور شافعی فقیہ ہیں۔(**السلسبیل النقی: ص ۵۳۵، المتفق والمفترق: ج ۲: ص ۹۲۲**)

(۳)　علی بن احمد بن علی بن راشد العجلی الدینوریؒ کی روایت کو امام ابو بکر البیہقیؒ (**م ۴۵۸ھ**) نے بوجہ احتجاج (استدلال) صحیح قرار دیا ہے۔(**المتفق والمفترق للخطیب: ج ۲: ص ۹۲۲، تاریخ دمشق: ج ۶: ص ۵۵، مناقب الشافعی للبیہقی: ج ۱: ص ۱۶۱، فتاوی نذیریہ: ج ۳: ص ۳۱۶**) اور کسی روایت کی تحسین و تصحیح اس روایت کے ہر ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے، جیسا کہ غیر مقلدین کا اصول ہے۔(**مجلہ الاجماع: ش ۴ : ص ۲**)

لہذا علی بن احمد بن علی بن راشد الدینوریؒ صدوق ہیں۔

(۴)　ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن وھب بن حمدانؒ (**م ۳۰۸ھ**) مشہور حافظ حدیث ہیں، انکے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے بعض نے جرح کی ہے،

امام ابن عدیؒ (**م ۳۶۵ھ**) کہتے ہیں کہ ایک قوم نے ان کو قبول کیا اور ان کو صدوق قرار دیا ہے۔امام ابوزرعہ الرازیؒ (**م ۲۶۴ھ**) ان سے مذاکرہ کرتے کرتے عاجز آجاتے تھے۔امام ابو علی النیساپوریؒ (**م ۳۴۹ھ**) کہتے ہیں کہ وہ صاحب حدیث اور حافظ تھے، امام حاکمؒ (**م ۴۰۵ھ**)، امام خطیب بغدادیؒ (**م ۴۶۳ھ**)، حافظ ضیاء الدین مقدسیؒ (**م ۶۴۳ھ**) وغیرہ نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔(**المستدرک للحاکم: ج ۲: ص ۵۷۱، حدیث نمبر ۳۹۴۰، الفقیہ و المتفقہ للخطیب: ج ۱: ص ۴۴۵، الاحادیث الامختارۃ: ج ۵: ص ۲۰۷**)، امام ابو بکر الاسماعیلیؒ (**م ۳۷۱ھ**) نے بھی ان کو صدوق قرار دیا ہے۔(**لسان المیزان: ج ۴: ص ۵۷۳، تاریخ دمشق: ج ۳۲: ص ۳۷۴**)، اور حافظ ذہبیؒ (**م ۷۴۸ھ**) کہتے ہیں کہ:

**”وَمَا عَرَفْتُ لَهُ مَتْناً أَتَّهِمُهُ بِهِ فَأَذْكُرَهُ، أَمَّا فِي تَرْكِيبِ الإِسْنَادِ، فَلَعَلَّهُ“**

ان سے مروی کوئی بھی ایسا متن تو مجھے نہیں ملا جس کی وجہ سے ان پر تہمت لگائی جائے، تاکہ میں اسے ذکر کروں، لیکن جہاں تک سند کو بدلنے کی بات تو شاید ان ہونے کیا ہوں، [واللہ اعلم]۔(**سیر: ج ۱۴: ص ۴۰۱**)

معلوم ہوا کہ ائمہ کی ایک جماعت کے نزدیک ابن وہب الحافظ صدوق ہیں اور ان پر صرف سند کی ترکیب کا الزام ہے، لیکن چونکہ اس روایت کو انکے علاوہ الربیع بن سلیمانؒ (**م ۲۷۰ھ**) سے ثقہ راوی احمد بن علی، ابو علی المدائنیؒ (**م ۳۲۷ھ**) نے بھی روایت کیا ہے۔(دیکھئے **متابع نمبر ۲**) لہذا اس روایت میں وہ صدوق اور مقبول ہیں۔

(۵) الربیع بن سلیمان، ابو محمد المصریؒ (م ۲۷۰ھ) سنن ابو داود اور سنن نسائی کے راوی اور ثقہ ،فقیہ اور حافظ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۱۸۹۴)**

معلوم ہوا کہ اس کی سند بھی حسن ہے۔

**متابع نمبر ۴ :**

امام ابو الحسن الآبریؒ (م ۳۶۳ھ) نے کہا:

**أخبرني أبو نعيم عبد الملك بن محمد بن عدي بجرجان, ومحمد بن يحيى بن آدم خادم المزني بمصر, عن الربيع بن سليمان, قال: سمعت الشافعي يقول: ما رأيت أحدا يسئل مسألة فيها نظر إلا رأيت الكراهة في وجهه إلا محمد بن الحسن۔**

امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن الحسنؒ کے علاوہ کوئی ایسا فقیہ نہیں دیکھا کہ جس سے کوئی قابل غور (یا) مشکل مسئلہ پوچھا گیا اور اس کا چہرہ متغیر نہ ہوا ہو۔ **(مناقب الشافعی للآبری: ص ۷۸)**

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام ابو الحسن محمد بن الحسین الآبریؒ (م ۳۶۳ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) امام ابو نعیم عبد الملک بن محمد بن عدیؒ (م ۳۲۳ھ) ثقہ، حافظ اور فقیہ ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۶: ص ۴۶۶، ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۰۱)** ان کے متابع میں محمد بن یحیی بن آدم المصری بھی صدوق ہیں۔ **(الکامل لابن عدی: ج ۱: ص ۱۰۰، ج ۱: ص ۷۹**، نیز دیکھئے **انوار البدر: ص ۲۲۵)**

(۳) الربیع بن سلیمان، ابو محمد المصریؒ (م ۲۷۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

معلوم ہوا کہ اس کی سند صحیح ہے۔ واللہ اعلم

**متابع نمبر ۵ :**

امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) نے کہا:

امام احمد بن حنبلؒ کا یہ بیان پہلے گزر چکا ہے کہ میں نے دقیق (باریک) مسائل امام محمدؒ کی کتابوں سے لئے ہیں۔

امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کے شاگرد کبیر امام مزنیؒ (م ۲۶۴ھ) آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

**"اکثرھم تفریعا"**

---

**حدثنا أبو إسحاق النيسابوري المعروف بالبيع قال ثنا محمد بن يعقوب الأصم قال ثنا الربيع بن سليمان قال كتب الشافعي إلى محمد بن الحسن وقد طلب منه كتبه لينسخها فأخرها عنه فكتب إليه قل لمن لم تر عين من رآه مثله۔۔۔۔۔۔**

امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کہتے ہیں: کہدو ان سے جن کو دیکھنے والوں کی آنکھ نے ان جیسا نہیں دیکھا۔ **(اخبار ابی حنیفة و اصحابه: ۱۲۷)**

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) کی توثیق گزر چکی۔ (دیکھئے **ص: ۳۷**)

(۲) ابراھیم بن محمد بن علی، ابو اسحاق النیساپوریؒ بھی صدوق ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۱۶۳، السلسبیل النقی: ص ۱۸۳)**

(۳) محمد بن یعقوب النیساپوری الاصمؒ (م ۳۴۶ھ) ثقہ، حافظ اور اہل مشرق کے امام ہیں۔ **(الروض الباسم: ج ۲: ص ۱۲۸۱)**

(۴) الربیع بن سلیمان، ابو محمد المصریؒ (م ۲۷۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

الغرض اس کی سند بھی حسن ہے۔

خلاصہ یہ کہ دوسری روایات سے ثابت ہے کہ امام محمدؒ اپنے آپ میں بے مثل اور لاجواب امام اور فقیہ تھے، جس کی وجہ سے یہ "**فانه كان يملأ العين و القلب**" والی روایت **متن** کے لحاظ سے بھی صحیح ہے۔

اہل عراق میں سے امام محمدؒ فقہی مسائل کی جزئیات کرنے میں سب سے زیادہ ماہر ہیں۔(**تاریخ بغداد:۱۴/۲۴۹**)[50]

امام یحییٰ بن صالحؒ اور امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ ان دونوں نے فرمایا:

فی نفسہ امام محمدؒ، امام مالکؒ سے بھی زیادہ مضبوط فقیہ ہیں۔(**ایضاً:۲/۱۷۶، شذرات الذھب:۱/۳۲۳**)[51]

---

[50] اس کی تحقیق گزر چکی، دیکھئے **ص:۹۰**۔

[51] امام یحییٰ بن صالح الوحاظیؒ (م **۲۲۲ھ**) کا قول **تاریخ بغداد:ج۲:ص۱۷۳**، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف: **ج۲: ص ۵۶۵** پر موجود ہے، اس کی سند یوں ہے، حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ (م **۴۶۳ھ**) کہتے ہیں کہ:

**كتب إلي أبو محمد عبد الرحمن بن عثمان الدمشقي يذكر: أن خيثمة بن سليمان القرشي أخبرهم، قَالَ: أخبرنا سليمان بن عبد الحميد البهراني، قَالَ: سمعت يحيى بن صالح، يقول: قَالَ لي ابن أكثم: قد رأيت مالكا وسمعت منه ورافقت محمد بن الحسن فأيهما كان أفقه؟ فقلت: محمد بن الحسن فيما يأخذه لنفسه أفقه من مالك۔**

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ (م **۴۶۳ھ**) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) ابو محمد عبد الرحمٰن بن عثمان الدمشقیؒ (م **۴۲۰ھ**) ثقہ، امام ہیں۔(**الدلیل المغنی: ص ۲۲۳**)

(۳) خیثمہ بن سلیمان القرشیؒ (م **۳۴۳ھ**) مشہور ثقہ راوی ہے۔(**تاریخ الاسلام: ج۷: ص۷۷۸**)

(۴) سلیمان بن عبد الحمید البھرانیؒ (م **۲۷۴ھ**) سنن ابو داود کے راوی اور صدوق ہیں۔(**تقریب: رقم ۲۵۸۴**)

(۵) امام یحییٰ بن صالح الوحاظیؒ (م **۲۲۲ھ**)، ثقہ، کبار ائمہ فقہاء اور محدثین میں سے ہے۔امام بخاریؒ (م **۲۵۶ھ**)، امام مسلمؒ (م **۲۶۱ھ**) کے استاذ ہیں، حافظ ذہبیؒ (م **۷۴۸ھ**) ان کو امام، حافظ، فقیہ، عالم، حمص کے محدث اور فقیہ، ثقہ اور حجت قرار دیا ہے۔(**تذکرۃ الحفاظ: ج۱: ص۲۹۹، الرواۃ الثقات للذہبی: ص ۱۹۴، العبر: ج۱: ص ۳۰۳، المغنی: ج۲: ص۷۳۷، سیر: ج۱۰: ص ۴۵۳**) نیز حافظ ذہبیؒ (م **۷۴۸ھ**) نے ان ائمہ جرح و تعدیل میں شمار کیا ہے۔(**ذکر من یعتمد قوله في الجرح والتعدیل: ص ۱۸۳**)

حافظ ابن عبد الہادی حنبلیؒ (م۷۴۴ھ)، حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) اور حافظ ابن ناصر الدینؒ (م۸۴۰ھ) آپ کو **"فقیہ العراق"** قرار دیتے ہیں۔ **(مناقب الائمۃ الاربعۃ: ص۶۰، سیر اعلام النبلاء:۹/۱۳۴، اتحاف السالک:ص۱۸۰)**

نیز حافظ ذہبیؒ آپ کو **"فقیہ العصر"** اور **"رأس فی الفقہ"** (فقہ میں سردار) بھی کہتے ہیں۔ **(العبر:۱/۲۲۴، تذکرۃ الحفاظ:۳/۱۵۷)**

اور آپ کے بارے میں حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

**"وکان من بحور العلم والفقہ"**

امام محمدؒ علم اور فقہ کے سمندر تھے۔ **(لسان المیزان :۵/۱۲۷)**

اسی طرح حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) اور حافظ ابن ناصر الدینؒ (م۸۴۲ھ) نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ:

**"انتهت الیٰ محمد بن الحسن الرئاسۃ فی الفقہ بالعراق بعد موت ابی یوسف"**

عراق میں امام ابویوسفؒ کی وفات کے بعد فقہ کی سربراہی امام محمد بن حسنؒ پر ختم تھی۔

**(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ:ص۵۰، اتحاف السالک:ص۱۷۷)**

نیز ذہبیؒ نے آپ کو مجتہد قرار دیا ہے۔ **(تاریخ الاسلام:۴/۹۵۵)**

امام صلاح الدین صفدیؒ (م۷۶۴ھ) اور ابنِ تغری بردیؒ (م۸۷۴ھ) بھی کھلے لفظوں میں آپ کے مجتہد ہونے کی تصریح کرتے ہیں۔ **(الوافی بالوفیات:۲/۲۴۷، النجوم الزہرۃ:۲/۱۶۴)**

---

لہٰذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

**نوٹ:** امام شافعیؒ کے اس قول کی سند نہیں ملی۔

حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے امام حماد بن ابی سلیمانؒ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ:

**"فافقه اهل الكوفة علي رضي الله عنه، وابن مسعود رضي الله عنه، وافقه اصحابهما علقمة، وافقه اصحابه ابراهيم النخعي، وافقه اصحاب ابراهيم حماد، وافقه اصحاب حماد ابو حنيفة، وافقه اصحابه ابو يوسف، وانتشر اصحاب ابي يوسف في الآفاق، وافقهم محمد بن الحسن"**

اہل کوفہ کے سب سے بڑے فقیہ حضرت علیؓ، اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ہیں، ان دونوں کے تلامذہ میں سب سے بڑے فقیہ حضرت علقمہؒ ہیں، اور ان کے تلامذہ میں سب سے بڑے فقیہ حضرت ابراہیم نخعیؒ ہیں، حضرت ابراہیم نخعیؒ کے تلامذہ میں سب سے بڑے فقیہ امام حمادؒ ہیں، امام حمادؒ کے تلامذہ میں سب سے بڑے فقیہ امام ابوحنیفہؒ ہیں ، اور ان کے تلامذہ میں سب سے بڑے فقیہ امام ابویوسفؒ ہیں، اور امام ابویوسفؒ کے تلامذہ پوری دنیا میں پھیلے ہیں لیکن ان میں سب سے بڑے فقیہ امام محمد بن حسن شیبانیؒ ہیں۔**(سیر اعلام النبلاء:۵/۲۳۶)**

## امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ) کی فقہ کو دنیا میں پھیلانے کا سہرا امام محمدؒ(م۱۸۹ھ) کے سر ہے:

واضح رہے کہ امام موصوف نے اگر چہ تمام مشہور فقہاء سے علمی فیض حاصل کیا، اور تقریباً سب مشہور بلاد اسلامیہ کے فقہاء سے براہِ راست ان کی فقہ حاصل کی ، مثلاً اہلِ عراق کی فقہ کو امام ابوحنیفہؒ ، اور امام ابویوسفؒ وغیرہ سے ، اہلِ مدینہ کی فقہ کو امام مالکؒ وغیرہ سے ، اہلِ مکہ کی فقہ کو امام ابن جُریجؒ وغیرہ سے ، اور اہلِ شام کی فقہ کو امام اوزاعیؒ وغیرہ سے اخذ کرکے ان پر مکمل عبور حاصل کیا تھا، لیکن آپ کی وابستگی جس فقہ سے رہی ، اور آپ نے اپنی پوری زندگی جس فقہ کی نشر واشاعت میں صرف کی وہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی فقہ ہے۔

چنانچہ اسی وجہ سے آپ **"صاحب ابی حنیفة"** اور **"تلو ابی حنیفة" (امام ابوحنیفہؒ کے پیرو وجانشین)** کہلائے، جیسا کہ حافظ سمعانیؒ کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

علامہ ابن خلکانؒ **(م ۶۸۱ھ)** اور حافظ عبدالقادر قرشیؒ **(م ۷۷۵ھ)** آپ کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں:

**"نشر علم ابی حنیفة"**

امام محمدؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے علم کو (دنیا میں) پھیلایا ہے۔**(وفیات الاعیان :۳۲۱/۲،الجواھر المضیة:۴۲/۲)**

علامہ یحییٰ بن ابراہیم سلماسیؒ **(م ۵۵۰ھ)** رقم طراز ہیں:

**"ومحمد بن الحسن ھذا ھو الذی ظھر علی یدیہ مذھب ابی حنیفة بما صنف والف فی ذلک"۔**

امام محمد بن حسنؒ وہ شخص ہین کہ جن کے ہاتھوں سے امام ابوحنیفہؒ کا مذہب (دنیا میں) پھیلا ہے، کیونکہ انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں کتب تصنیف کی ہیں۔ **(منازل الائمہ الاربعة:ص ۷۹)**

علامہ عبدالحئیؒ لکھنویؒ **(م ۱۳۰۴ھ)** رقم طراز ہیں:

**"وھو الذی نشر علم ابی حنیفة، وانما ظھر علم ابی حنیفة بتصانیفه"**

امام محمدؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے علم کو پھیلایا ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کا علم امام محمدؒ کی کتابوں کے ذریعہ سے ظاہر ہوا ہے۔**(الفوائد البھیة:ص ۱۶۳)**

## آپؒ کا محدثانہ مقام:

آپ کی زیادہ شہرت اگر چہ فقیہ اور مجتہد کی حیثیت سے ہوئی، لیکن اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ آپ فقہ کی طرح حدیث میں بھی بلند مرتبت تھے، اور آپ نے دیگر علوم کی طرح علمِ حدیث حاصل کرنے میں بھی خاص توجہ دی تھی اور اس میں مکمل عبور حاصل کیا تھا، چنانچہ ماقبل میں آپ کا اپنا یہ بیان گزر چکا ہے کہ:

میرے والد نے ترکہ میں میرے لئے جو تیس ہزار درہم چھوڑے تھے ان میں سے میں نے پندرہ ہزار درہم فقہ اور حدیث کی تحصیل میں صَرف کئے ، اور باقی پندرہ ہزار درہم نحو اور شعر وشاعری سیکھنے میں لگادیئے۔

امام محمد بن سعدؒ (م ۲۳۰؁ھ) اور محدث ابن الفراتؒ (م ۸۰۷؁ھ) نے آپکے بارے میں تصریح کی ہے کہ

**"وطلب الحديث وسمع سماعاً كثيراً"**

امام محمدؒ نے حدیث حاصل کی، اور کثرت سے احادیث کا سماع کیا۔

**(الطبقات الکبریٰ:۷/۲۴۸، شذرات الذھب:۱/۳۲۲)**

حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ (م ۴۶۳؁ھ) ارقام فرماتے ہیں:

**"كتب عن مالك كثيراً من حديثه وعن الثوری وغيرهما"**

امام محمدؒ نے امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ اور دیگر محدثین سے بکثرت احادیث لکھی تھیں۔

**(الانتقاء:ص ۱۷۴)**

آپ کے **"عہد طلب علمی"** کے تذکرے میں علامہ ابن خلکانؒ (م ۶۸۱ھ) اور علامہ صلاح الدین صفدیؒ (م ۶۴۷ھ) کے حوالے سے گذر چکا ہے کہ آپ نے باقاعدہ علمِ حدیث حاصل کیا تھا، اور طلب حدیث میں کئی ائمہ اعلام سے ملاقاتیں کی تھیں۔[52]

آپ کے محدث ہونے کی اس سے بڑھ کر اور دلیل کیا ہوگی کہ موٴرخِ اسلام، اور محدث ناقد حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے آپ کو محدثین کے طبقے میں شمار کیا ہے۔**(المعین فی طبقات المحدثین:ص ۶۱)**

اورآپ کے بارے میں یہ تصریح بھی کی ہے کہ:

**"وسمع کثیراً"**

کہ آپ کثیر السماع محدث تھے۔ **(مناقب ابی حنیفة وصاحبه: ص۵۰)**

امام ابن تغری بردیؒ (۸۷۴ھ) بھی آپ کے محدث ہونے کی تصریح کرتے ہیں۔ **(النجوم الزاھرۃ:۲/۱۶۴)**

اور پھر آپ نے جیسے خود اپنے مشائخ حدیث سے بکثرت احادیث کا سماع کیا تھا، اسی طرح آپ نے اپنے تلامذہ کو بھی بہت زیادہ احادیث کا سماع کرایا، اور آپ کے تلامذہ نے آپ سے بڑی کثرت سے احادیث سنی ہیں۔مثلاً آپ کے ایک شاگرد اسمٰعیل بن توبہ ثقفیؒ (م ۲۴۷ھ) جو امام ابو حاتم رازیؒ وغیرہ نامور حفاظِ حدیث کے استاذ ہیں ان کے بارے میں امام ابویعلیٰ خلیلیؒ (م ۴۴۶ھ) نے تصریح کی ہے کہ:

**"وسمع الکثیر من محمد بن الحسن الشیبانی صاحب ابی حنیفة"**

انہوں نے امام محمد بن حسنؒ صاحب ابی حنیفہؒ سے بکثرت احادیث کا سماع کیا تھا۔ **(الارشاد فی معرفة علماء الحدیث:ص۲۹۵)**

---

[52] دیکھئے ص:۴۵۔

امام دارِ قطنیؒ (م ۳۸۵؁ھ) اور امام ابن عبدالبرؒ (م ۴۶۳؁ھ) جیسے نامور محدثین آپ کو حافظ الحدیث قرار دیتے ہیں، اور امام عبدالکریم شہرستانیؒ (م ۵۴۸؁ھ) آپ کو ائمہ حدیث میں شمار کرتے ہیں، ان تینوں حضرات کے حوالے ان شاء اللہ تعالیٰ آگے کتاب میں آرہے ہیں۔[53]

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ غیر مقلد (م ۱۳۸۷؁ھ) آپ کو امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ کے ساتھ ذکر کرکے ان سب کے بارے میں تصریح کرتے ہیں:

یہ ائمہ بھی اہل حدیث تھے، ان کے علوم سے اہلِ حدیث کو فائدہ پہنچا۔ **(تحریکِ آزدی فکر: ص ۳۳۴)**

نیز مولانا سلفیؒ آپ کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ وغیرہ جیسے کبارِ محدثین کے زمرہ میں شمار کرتے ہوئے آپ کے ائمہ حدیث میں سے ہونے کی صاف تصریح کرتے ہیں۔ **(ایضا: ص ۴۹۰)**

اسی طرح مولانا عبدالسلام مبارکپوریؒ غیر مقلد (م ۱۳۴۳؁ھ) نے بھی آپ کو، اور امام اعظم ابوحنیفہؒ، وامام ابویوسفؒ کو فقہائے حدیث میں شمار کیا ہے، اور ان لوگوں کی تردید کی ہے، جو ان تینوں حضرات کو فقہائے اہلِ رائے میں ذکر کرتے ہیں۔ **(سیرۃ البخاری: ص: ۳۴۲)**

احناف کے خلاف تعصب و عناد میں سر تا پا غرق غیر مقلد حافظ زبیر علی زئی نے بھی اس سب تعصب وعناد کے باوجود امام محمدؒ کا محدثین اور ائمہ حدیث میں سے ہونا تسلیم کیا ہے۔ **(نورالعینین: ص ۶۳، تعدادِ رکعات قیام رمضان: ص ۱۳، وغیرہ)**

**والفضل ما شهدت به الاعداء**

---

[53] دیکھئے ص: ۱۶-۱۷۔

## دیگر علوم وفنون میں آپ کا مقام:

فقہ وحدیث کے علاوہ دیگر علوم وفنون مثلاً لغت عربیہ، نحو، حساب، اور شعر وشاعری وغیرہ میں بھی آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی۔

علامہ سِبط ابن الجوزیؒ (م ۶۵۴ھ) نے اپنی تاریخ ''مرآۃ الزمان'' میں لکھا ہے کہ:

**''قال علماء السیر: کان محمد بن الحسن اماماً، حجۃ فی جمیع العلوم''۔**

علمائے سیر (مؤرخین) فرماتے ہیں کہ امام محمد بن حسنؒ تمام علوم میں امام اور حجت کا درجہ رکھتے تھے۔ **(بلوغ الامانی:۵۹)**

حافظ عبدالقادر قرشیؒ (م ۷۷۵ھ) آپ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

**''وکان ایضا مقدما فی علم العربیۃ، والنحو، والحساب والفطنۃ''**

امام محمدؒ (حدیث وفقہ کی طرح) علوم عربیہ، نحو، حساب اور فطانت میں بھی فوقیت رکھتے تھے۔ **(الجواہر المضیہ:۲/۴۴)**

حافظ ابوسعد سمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) نے امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) سے نقل کیا ہے کہ:

**''ومحمد ابصر الناس بالعربیۃ''**

امام محمدؒ لغتِ عربیہ میں سب لوگوں سے زیادہ بصیرت رکھتے تھے۔ **(کتاب الانساب:۳/۱۶۷)**

نیز امام سمعانیؒ نے آپ کے شاگرد امام ہشام بن عبداللہ رازیؒ کے ترجمہ میں آپ کو ''صاحب فقہ وادب'' سے ملقب کیا ہے۔ **(ایضا:۳/۷۰)**

حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) ارقام فرماتے ہیں:

**"ومحمد اعلمھم بالعربیۃ والحساب"**

امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ میں امام محمدؒ لغت عربیہ اور فنِ حساب کے سب سے بڑے عالم تھے۔**(مجموع الفتاوی:۲۰/۱۴۹)**

علامہ ابن خلکانؒ (م۶۸۱؁ھ) آپ کے ترجمہ میں تصریح کرتے ہیں کہ:

**"ولہٗ فی مصنفاتہ المسائل المشکلۃ خصوصاً المتعلقۃ بالعربیۃ"**

امام محمدؒ کی کتابوں میں مشکل مسائل ہیں، خصوصاً جو مسائل عربی زبان کے متعلق ہیں۔**(وفیات الاعیان:۲/۳۲۱)**

امام ابوبکر الجصاص رازیؒ (م۳۷۰؁ھ) **"الجامع الکبیر"** کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:

**"کنت اقرأ بعض مسائل من الجامع الکبیر علی بعض المبرزین فی النحو (یعنی اباعلی الفارسی) فکان یتعجب من تغلغل واضع ھذا الکتب فی النحو"**

میں **"الجامع الکبیر"** (تصنیف امام محمد بن حسنؒ) کے بعض مسائل کو علمِ نحو کے ایک بہت بڑے ماہر یعنی ابوعلی الفارسی (جو مشہور امام النحور گزرے ہیں، ناقل) کے پاس پڑھ رہا تھا تو وہ بھی اس کتاب کے مصنف (امام محمدؒ) کی علمِ نحو میں مہارت پر حیران ہوگئے۔**(بلوغ الامانی:ص۶۳)**

اسی طرح امام اخفش نحویؒ(م۲۱۵؁ھ) فرمایا کرتے تھے:

**"وما وضع شئی لشئی قط یوافق ذلک الا کتاب محمد بن الحسن فی الایمان فانہ وافق کلام الناس"**

کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کسی دوسری چیز کے لئے وضع کی گئی ہو، اور وہ اس کے موافق بھی ہو، سوائے امام محمد بن حسنؒ کی تصنیف ''کتاب الایمان'' کے کہ وہ لوگوں کی کلام کے موافق ہے۔**(مناقب ابی حنیفة وصاحبه للذهبی علیہ الرحمۃ:ص ۵۱)**[54]

شیخ عبدالرحمن المعلمیؒ غیر مقلد(م ۱۳۸۶؁ھ) نے بھی امام محمدؒ کو فن حساب اور دقیق مسائل بیان کرنے میں ماہر تسلیم کیا ہے۔**(التنکیل:۱/۱۶۶)**

اور آپ کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

---

[54] حافظ ذہبیؒ(م ۷۴۸؁ھ) نے یہ روایت امام طحاویؒ(م ۳۲۱؁ھ) کی کتاب سے بالسند یوں نقل کی ہے کہ:

**الطحاوي، نا محمد بن شاذان، سمعت الأخفش النحوي، يقول: «ما وضع شيء لشيء قط يوافق ذلك، إلا كتاب محمد بن الحسن في الإيمان، فإنه وافق كلام الناس۔ (مناقب الامام ابو حنیفة للذهبی: ص ۸۲، ۹۱، ۳۷)**

کیونکہ طحاویؒ(م ۳۲۱؁ھ) نے امام ابو حنیفہؒ(م ۱۵۰؁ھ) کے مناقب پر کتاب لکھی ہے۔**(الجواھر والدرر للسخاوی، عقد الجمان: ص ۶۹)**

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام طحاویؒ مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت محدث ہیں۔**(تاریخ الاسلام)**

(۲) محمد بن شاذان الجوھریؒ(م ۲۸۶؁ھ) بھی ثقہ ہیں۔**(تقریب: رقم ۵۹۵۰)**

(۳) سعید بن مسعدة، ابو الحسن بصری، الاخفش الاوسطؒ(م ۲۱۵؁ھ) مشہور امام النحو والعربیۃ اور صدوق ہیں۔**(سیر اعلام النبلاء: ج ۱۰: ص ۲۰۶، دیوان الاسلام: ج ۱: ص ۴۸، شذرات الذھب: ج ۳: ص ۷۳)**

لہذا یہ سند حسن ہے۔

نیز ثقہ، ثبت، امام ابو القاسم ابن ابی العوامؒ(م ۳۳۵؁ھ) نے اپنے شیخ، امام طحاویؒ(م ۳۲۱؁ھ) سے یہی روایت نقل کی ہے۔

**(فضائل أبي حنيفة وأخباره ومناقبه: ص ۳۵۱)**

**"المسائل الحسابية الدقيقة التی ضخم بها محمد كتبه"**

امام محمدؒ نے اپنی کتابوں کو حساب کے دقیق مسائل سے بھر دیا ہے۔ **(ایضا:۱/۱۶۷)**

علاوہ ازیں آپ قرآن کریم کے بھی بہت بڑے عالم تھے، چنانچہ امام ابو عبیدؒ **(م۲۲۴ھ)** جو ایک جلیل القدر امام ہیں، فرماتے تھے:

**"مارأيت اعلم بكتاب الله من محمد بن الحسن"**

میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو امام محمد بن حسنؒ سے بڑھ کر کتاب اللہ (قرآن کریم) کا عالم ہو۔ **(تاریخ بغداد:۲/۱۷۲)**[55]

---

[55] یہ روایت **تاریخ بغداد: ج۲: ص۱۷۲**، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف**: ج۲: ص۵۶۵** پر موجود ہے۔ اس کی سند یوں ہے، حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ **(م۴۶۳ھ)** کہتے ہیں کہ:

**أخبرنا علي بن أبي علي قال أنبأنا طلحة بن محمد: قال حدثني مكرم بن أحمد قال نا أحمد بن عطية قال سمعت أبا عبيد يقول: مارأيت أعلم بكتاب الله من محمد بن الحسن۔**

اس کی سند میں موجود احمد بن محمد بن **المغلس**ؒ **(م۳۰۸ھ)** پر ائمہ نے جرح کیا ہے۔ **(تاریخ الاسلام: ج۷: ص۱۲۹)**

مگر متناً یہ روایت درست معلوم ہوتی ہے، کیونکہ امام، حافظ ابو عبید قاسم بن سلامؒ **(۲۲۴ھ)** نے کئی مقامات پر کتاب و سنت کی تشریح امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ **(م۱۸۹ھ)** سے پوچھی ہے۔ دیکھئے **غریب الحدیث لابی عبید: ت محمد عبد المعید خان: ج۱: ص۳۳۵، ۱۰۲، ۷۹، ۳۱، ج۲: ص۲۳۸، ۱۷۵، ۱۵۴، ۱۴۳، ۷۲، ۲۲، ۲، وغیرہ)**

اور ظاہر سی بات ہے کہ ایک عالم اپنے سے زیادہ جاننے والے سے ہی سوال پوچھتا ہے، امام ابو عیسی الترمذیؒ **(م۲۷۹ھ)** نے اپنی کتاب السنن اور علل میں امام بخاریؒ **(م۲۵۶ھ)** اور امام ابو محمد الدرامیؒ **(م۲۵۵ھ)** سے حدیث کے تعلق سے سوالات اسی وجہ سے کئے ہیں، کیونکہ امام ترمذیؒ کے نزدیک یہ حضرات حدیث کے میدان میں **"اعلم"** تھے۔ امام عباس الدوریؒ **(م۲۷۱ھ)**، امام ابو سعید الدارمیؒ **(م۲۸۰ھ)** وغیرہ ائمہ نے امام یحیی بن معینؒ **(م۲۳۳ھ)** سے رجال اور علل کے تعلق سے اسی وجہ سے سوالات کئے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک امام یحیی بن معینؒ **(م۲۳۳ھ)** **"اعلم"** تھے۔ پس یہی معاملہ امام، حافظ ابو عبید قاسم بن سلامؒ **(۲۲۴ھ)** اور امام محمدؒ **(م۱۸۹ھ)** کا

امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) فرمایا کرتے تھے:

**"ما رأیت اعلم بکتاب اللہ من محمد کأنه علیه نُزل"**

میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو امام محمدؒ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہو، (امام محمدؒ قرآن کا علم اتنا زیادہ رکھتے تھے کہ) گویا قرآن اترا ہی آپ پر ہے۔ **(مناقب ابی حنیفة وصاحبیه للذھبی: ص ۵۱)**[56]

---

بھی ہے۔لہذا اس خارجی قرینہ کی وجہ سے یہ روایت متناً درست ہے۔غالباً یہی وجہ ہے کہ حافظ ذہبیؒ نے یہ روایت کو حسن کہا ہے۔**(تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۹۵۴)** واللہ اعلم

[56] یہ روایت مکمل سند کے ساتھ **فضائل ابی حنیفة اخبارہ و مناقبہ لابن ابی العوام: ص ۳۵۰** پر موجود ہے۔چنانچہ امام، حافظ، قاضی ابو القاسم ابن ابی العوامؒ (م ۳۳۵؁ھ) کہتے ہیں کہ:

**سمعت أحمد بن محمد بن سلامة یقول: سمعت أبي یقول: سمعت إدریس بن یوسف القراطیسي یقول: سمعت الشافعي محمد بن إدریس یقول: ما رأیت أعلم بکتاب اللہ عز وجل من محمد بن الحسن، کأنه علیه نزل۔**

اس سند میں امام احمد بن محمد بن سلامۃ المعروف ابو جعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱؁ھ) کے والد اور ادریس بن یوسف القراطیسیؒ کا ترجمہ اگرچہ نہیں ملا، لیکن حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸؁ھ) نے اپنی کتاب مناقب میں موجود امام محمدؒ کے ترجمہ کو حسن، یعنی ان میں موجود روایات کو حسن کہا ہے۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۹۵۴)** لہذا ابو جعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱؁ھ) کے والد اور ادریس بن یوسف القراطیسیؒ دونوں بھی حافظ ذہبیؒ کے نزدیک صدوق ہیں۔

اور یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم نیز دیکھئے **(اخبار ابی حنیفة و اصحابه: ص ۱۲۸)**

اور اس روایت کے کئی متابعات و شواھد موجود ہیں۔

**متابع نمبر ۱ :**

امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) کہتے ہیں کہ:

**وھل رأیت فقیھا قط؟ اللھم إلا أن تکون رأیت محمد بن الحسن فإنه کان یملأ العین والقلب، وما رأیت مبدنا قط أذکی من محمد بن الحسن**

کیا تو نے کبھی کسی فقیہ کو دیکھا بھی ہے؟ ہاں! اگر تو نے محمد بن حسنؒ کو دیکھا ہو، اس لئے کہ وہ (اپنے فقہی رعب سے) آنکھوں اور دل کو بھر دیتے تھے۔

اگے کہتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی فربہ جسم آدمی کو محمد بن الحسن سے زیادہ ذہین نہیں دیکھا۔ (**تاریخ بغداد: ج ۲: ص ۱۷۳**، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف: **ج ۲: ص ۵۶۶**)

**متابع نمبر ۲:**

امام شافعیؒ (**م ۲۰۴ھ**) فرمایا کرتے تھے:

میں نے کوئی شخص عقلمندی، پرہیزگاری، فقاہت، تقویٰ اور اچھی گفتگو کرنے میں امام محمد بن حسنؒ سے بڑھ نہیں دیکھا۔ (**مناقب ابی حنیفۃ و صاحبہ ص: ۵۵**)

ظاہر ہے جب کوئی بے مثال ہو گا، تو اس کو دیکھ کر اور اس کا کلام سن کر آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو خوشی ہو گی۔

**متابع نمبر ۳:**

امام شافعیؒ (**م ۲۰۴ھ**) کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن الحسن جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ (**مناقب الشافعی للآبری: ج ۱: ص ۷۸**)

**متابع نمبر ۴:**

امام شافعیؒ (**م ۲۰۴ھ**) نے فرمایا: میری آنکھوں نے محمد بن الحسنؒ جیسا نہیں دیکھا، اور عورتوں نے ان جیسا ان کے زمانے میں پیدا نہیں کیا۔ (**مناقب الشافعی للبیہقی: ج ۱: ص ۱۶۱**)،

**متابع نمبر ۵:**

امام شافعیؒ (**م ۲۰۴ھ**) کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن الحسنؒ کے علاوہ کوئی ایسا فقیہ نہیں دیکھا کہ جس سے کوئی قابل غور (یا) مشکل مسئلہ پوچھا گیا اور اس کا چہرہ متغیر نہ ہوا ہو۔ (**مناقب الشافعی للآبری: ص ۷۸**)

**متابع نمبر ۶:**

امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) کہتے ہیں کہ کہدو امام محمد بن حسنؒ سے، جن کو دیکھنے والوں کی آنکھ نے ان جیسا نہیں دیکھا۔ **(اخبار ابی حنیفۃ و اصحابہ: ص۱۲۷)**

یہ تمام سندیں حسن ہیں۔ دیکھئے **ص: ۹۱**

**متابع نمبر ۷ :**

امام ابو الحسن الآبریؒ (م ۳۶۳؁ھ) نے کہا:

**أخبرني محمد بن يحيى المصري خادم المزني، أن الربيع بن سليمان أخبرهم، قال: سمعت الشافعي يقول: حملت عن محمد بن الحسن [حمل] بختي ليس عليه إلا سماعي۔**

امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن الحسنؒ سے ایک بختی اوٹ کے بقدر علم حاصل کیا، جس کو میں نے خود ان سے سنا تھا۔ **(مناقب الشافعی للآبری: ص ۷۸)**

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام ابو الحسن محمد بن الحسین الآبریؒ (م ۳۶۳؁ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) ابو بکر محمد بن یحیی بن آدم المصری بھی صدوق یا ثقہ ہیں۔ دیکھئے **(مناقب الشافعی للآبری: ص ۶۷، الکامل لابن عدی: ج ۱: ص ۷۹، ۱۰۰)**

(۳) الربیع بن سلیمان، ابو محمد المصریؒ (م ۲۷۰؁ھ) کی توثیق بھی گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

**نوٹ:**

یہ روایت صحیح سند کے ساتھ امام ابن ابی حاتمؒ (م ۳۲۹؁ھ) کی کتاب **"آداب الشافعی و مناقبہ"** میں موجود ہے۔ **(دیکھئے ص: ۲۶)** نیز یہ اور اگلی روایت صاف دلالت کرتی ہے کہ امام شافعیؒ نے امام محمد بن الحسنؒ سے روایت لی ہے۔

**متابع نمبر ۸:**

امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶؁ھ) نے کہا:

**أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد ابن داود بن موسى قال سمعت حرملة قال سمعت الشافعي يقول ما رأيت أحدا قط إذا تكلم رأيت القرآن نزل بلغته إلا محمد بن الحسن فأنه كان إذا تكلم رأيت القرآن نزل بلغته ولقد كتبت عنه حمل بعير ذَكَرٍ وإنما قلت ذكر لأنه بلغني أنه يحمل أكثر مما تحمل الأنثى**

میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ جب وہ بات کرے تو مجھے ایسا لگے کہ قرآن اس کی زبان میں نازل ہوا ہے، سوائے محمد بن الحسن کے، اس لئے کہ جب وہ بات کرتے تھے تو مجھے ایسا لگتا کہ قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا ہے، میں نے ان سے ایک نر اونٹ کے وزن اٹھانے کے بقدر علم لکھا ہے، اور میں نے نر اونٹ اس لئے کہا کیوں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ مادہ (اونٹنی) سے زیادہ بوجھ اٹھاتا ہے۔ (**اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ: ص ۱۲۸**، **نیز دیکھئے مناقب الشافعی للآبری: ص ۷۸**، **تاریخ بغداد: ج ۲: ص ۱۷۲**، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف: **ج ۲: ص ۵۶۵**)

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (**م ۴۳۶ھ**)

(۲) امام عمر بن ابراھیم، ابو حفص الکتانیؒ (**م ۳۹۰ھ**)

(۳) مکرم القاضیؒ (**م ۳۴۰ھ**) اور

(۴) امام طحاویؒ (**م ۳۲۱ھ**) کی توثیق گزر چکی۔

(۵) احمد بن داود بن موسی المکیؒ (**م ۲۸۲ھ**) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۳۳۳**)

(۶) حرملہ بن یحیی المصریؒ (**م ۲۴۴ھ**) صحیح مسلم کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۱۷۵**)

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

**نوٹ:**

اس روایت سے **فضائل ابی حنیفۃ اخبارہ و مناقبہ لابن ابی العوام** والی روایت "**ما رأيت أعلم بكتاب الله عز وجل من محمد بن الحسن، كأنه عليه نزل**" کی واضح تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

**متابع نمبر ۹:**

امام ابو الحسن الآبریؒ (م ۳۶۳؁ھ) نے کہا:

**وقرئ على مكحول بساحل الشام بمدينة بيروت وأنا أسمع، أنه سمع إبراهيم بن خرزاذ أخا عثمان بن خرزاذ أظن أنه قال: سمعت حرملة يقول: سمعت الشافعي يقول: ((كتبت عن محمد بن الحسن وقر حمل))**

امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن الحسن سے ایک اوٹ پر لادے جانے کے بقدر (روایات اور علم کی کتابیں) لکھی ہے۔

**(مناقب الشافعی للآبری: ص ۷۶)**

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام ابو الحسن محمد بن الحسین الآبریؒ (م ۳۶۳؁ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) مکحول سے مراد ابو عبد الرحمٰن محمد بن عبد اللہ بن عبد السلام مکحول البیروتیؒ (م ۳۲۱؁ھ) ہیں۔ **(مناقب الشافعی للآبری: ص ۱۰۰)** اور وہ مشہور ثقہ اور مضبوط راوی ہیں۔ **(ارشاد القاصی والدانی: ص ۵۸۱)**

(۳) ابراھیم بن خرزاذ کی روایت کو امام ابو عوانہؒ (م ۳۱۶؁ھ) نے صحیح ابی عوانہ میں نقل کیا ہے۔ **(صحیح ابی عوانہ: ج ۱۰: ص ۳۳۱، ج ۱۳: ص ۳۲۸، ج ۱۸: ص ۴۵۷، ۳۴۷، ۳۲۰، وغیرہ)**

لہذا وہ بھی امام ابو عوانہؒ (م ۳۱۶؁ھ) کے نزدیک کم از کم صدوق ہیں۔

(۴) حرملہ بن یحیی المصریؒ (م ۲۴۴؁ھ) کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔

**متابع نمبر ۱۰:**

امام ابن ابی حاتمؒ (م ۳۲۹؁ھ) نے کہا:

**قال: حدثني أبو بشر بن أحمد بن حماد الدولابي نزيل مصر، ثنا أبو بكر بن إدريس يعني كاتب الحميدي، قال: سمعت عبد الله بن الزبير بن عيسى القرشي الحميدي، قال: قال الشافعي:۔۔۔۔ وكان محمد بن الحسن، جيد المنزلة، فاختلفت إليه، وقلت: هذا أشبه لي من طريق العلم، فلزمته، وكتبت كتبه، وعرفت قولهم، وكان إذا قام ناظرت أصحابه۔**

امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) نے کہا: کہ امام محمد بن الحسنؒ (م ۱۸۹؁ھ) کا علمی مقام بہت خوب تھا، لہذا میں آپ کے پاس جاتا رہا، میں نے کہا: حصول علم کیلئے یہ میرے لئے زیادہ مناسب ہے، پس میں نے آپ کو لازم پکڑا، آپ کی کتابیں لکھ لیں، اور ان کا قول سمجھ لیا، اور جب آپ (مجلس سے) اٹھتے تو آپ کے شاگردوں سے میں مناظرہ کرتا۔ **(آداب الشافعی و مناقبہ لابن ابی حاتم: ۲۶)**

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام ابوعبد الرحمٰن ابن ابی حاتمؒ (م ۳۲۹؁ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ائمہ جرح و تعدیل میں سے ہے۔

(۲) امام، حافظ ابو بشر الدولابیؒ (م ۳۱۰؁ھ) کی توثیق گزر چکی، دیکھئے **(دوماہی مجلہ الاجماع: ش ۴: ص ۲)**

(۳) ابو بکر، محمد بن ادریس بن عمر المکی، وراق الحمیدیؒ بھی صدوق ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۱۶۷)**

(۴) امام عبد اللہ بن زبیر الحمیدیؒ (م ۲۱۹؁ھ) مشہور ثقہ، امام اور حافظ الحدیث ہیں۔ **(تقریب: رقم ۳۳۲۰)**

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

**وضاحت:**

اس روایت میں امام شافعیؒ نے دین میں امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ) کے بلند مقام اور حیثیت کی شہادت دی ہے، جس سے ان کے نزدیک امام محمدؒ کا معتبر ہونا صاف ظاہر ہے۔

**متابع نمبر ۱۱:**

حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳؁ھ) نے کہا:

**أخبرنا رضوان بن محمد الدينوري قال سمعت الحسين بن جعفر العنزي بالري يقول سمعت أبا بكر بن المنذر يقول سمعت المزني يقول سمعت الشافعي يقول: ما رأيت سمينا أخف روحا من محمد بن الحسن، وما رأيت أفصح منه، كنت إذا رأيته يقرأ كأن القرآن نزل بلغته**

میں نے کسی فربہ بدن کو محمد بن الحسن سے زیادہ نرم دل نہیں دیکھا، اور نہ آپ سے زیادہ کسی کو فصیح دیکھا، جب میں آپ کو پڑھتے ہوئے دیکھتا تو (یوں محسوس کرتا) گویا قرآن آپ کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ **(تاریخ بغداد: ج ۲: ص ۱۷۲**، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف: **ج ۲: ص ۵۶۵)**

**سند کی تحقیق:**

(۱) حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) رضوان بن محمد الدینوریؒ (م ۴۲۶ھ) صدوق ہیں۔ (**تاریخ بغداد: ج۹: ص ۴۳۱**، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(۳) الحسین بن جعفر العنزیؒ (م ۳۹۸ھ) ثقہ، امام اور فقیہ ہیں۔ (**الروض الباسم: ج۱: ص ۴۴۲**)

(۴) ابو بکر ابن المنذرؒ (م ۳۱۹ھ) مشہور ثقہ، مجتہد اور حافظ الحدیث ہیں۔ (**لسان المیزان: ج۶: ص ۴۸۲**)

(۵) الربیع بن سلیمان، ابو محمد المصریؒ (م ۲۷۰ھ) کی توثیق بھی گزر چکی۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔

**متابع نمبر ۱۲:**

حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے کہا:

**حدثني الحسن بن محمد بن الحسن الخلال قال أنبأنا علي بن عمرو الحريري أن أبا القاسم علي بن محمد بن كاس النخعي حدثهم قال نبأنا أحمد بن حماد بن سفيان قال سمعت الربيع بن سليمان قال سمعت الشافعي يقول: ما رأيت أعقل من محمد بن الحسن.**

امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ میں امام محمدؒ سے زیادہ عقلمند کسی کو نہیں دیکھا۔ (**تاریخ بغداد: ج۲: ص ۱۷۲**، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف: **ج۲: ص ۵۶۵**)

اس روایت کے تمام روات ثقہ ہیں۔ جس کی تفصیل کتب اسماء الرجال میں موجود ہے۔

اسی سند کے ساتھ، حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) ایک اور قول ذکر کیا ہے کہ "**أمن الناس علي في الفقه محمد بن الحسن**" فقہ (سکھانے) میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان امام محمد بن حسنؒ کا ہے۔ (**تاریخ بغداد: ج۲: ص ۱۷۳**، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف: **ج۲: ص ۵۶۷**)

اسی طرح ایک اور روایت میں امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) **کہتے ہیں کہ** "**لم يزل محمد بن الحسن عندي عظيما جليلا**" امام محمد بن الحسنؒ میرے نزدیک برابر ایک عظیم اور جلیل القدر انسان تھے۔ (**مناقب الشافعی للبیہقی: ج۱: ص ۱۱۷**، نیز دیکھئے **متابع نمبر ۱۰**)

ایک اور جگہ امام محمد بن ادریس ؒ(م ۲۰۴؁ھ) کہتے ہیں کہ "**کنت لا أدري أحداً آنَس به إلا محمد بن الحسن، وكُنتُ أَميلُ إليه، للفقه**" میں کسی کو نہیں جانتا تھا جن سے مجھے انس ہو سوائے امام محمد بن الحسن ؒ کے اور میں فقہ کی وجہ سے آپ کی طرف مائل تھا۔ (**مناقب الشافعی للبیہقی: ج۱: ص۱۱۳**، نیز دیکھئے **ص:۱۰۸**)

ایک جگہ امام شافعیؒ ؒ(م ۲۰۴؁ھ) کا ارشاد ہے کہ "**ما رأيت رجلاً أعلم بالحرام والحلال والعلل والناسخ والمنسوخ من محمد بن الحسن**" کہ میں نے امام محمدؒ سے زیادہ حلال اور حرام، علل اور ناسخ اور منسوخ کو جاننے والا نہیں دیکھا۔ (**اخبار ابی حنیفہ واصحابہ : ص۱۲۸**، نیز دیکھئے **ص:۱۲۷**)

اخیر کی ۳ روایات جو ہم نے اختصار کے ساتھ ذکر کی ہے کہ ان روایات کی سندوں میں ضعف ہے، لیکن متناًوہ روایات صحیح معلوم ہوتی ہیں اس لئے کہ ان کے شواہد موجود ہیں، جن کی طرف اشارہ ہم نے ان روایات کے حوالوں کے ساتھ کر دیا ہے۔

لہذا ان روایات کو غیر ثابت قرار دینا بیکار ہے۔

خلاصہ یہ کہ امام شافعیؒ، امام محمدؒ کے اعلیٰ مقام اور عظمت کے قائل ہیں، اور ان سے روایات بھی لی ہیں، نیز امام محمدؒ ان کے نزدیک صدوق بھی ہیں، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ دیکھئے **ص:۱۲۴**۔

**ایک آخری وضاحت:**

امام محمدؒ کی مدح میں وارد امام شافعیؒ کے بعض اقوال کو ائمہ شافعیہ نے اصحاب الرأی کے درمیان محمول کیا ہے، مثلاً امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) نے کہا: کہ " **ما كلمت أَسْوَدَ الرأس أعقل من محمد بن الحسن**" میں نے کالے سر والوں میں امام محمد بن الحسنؒ سے زیادہ عقلمند سے بات نہیں کی۔ (**مناقب الشافعی للبیہقی: ج۱: ص۱۵۸، واسنادہ صحیح**) ائمہ شافعیہؒ کہتے ہیں کہ یہاں در صل امام شافعیؒ کی مراد یہ ہے کہ میں نے اصحاب الرأی میں امام محمد بن الحسنؒ سے زیادہ عقلمند سے بات نہیں کی۔

اسی طرح اور دوسرے بعض اقوال "**ما رأيت مثل محمد بن الحسن**" اور "**ما رأت عيناي مثل محمد بن الحسن، ولم تلد النساء في زمانه مثله**" میں بھی یہی تاویل کی گئی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام شافعیؒ نے یہ باتیں علی الاطلاق کہی ہیں، کیونکہ ایک روایت دوسری روایت کی وضاحت کرتی ہے۔ (**دین الحق** از ابو صہیب داود ارشد: **ج۱: ص٦٦٩**) اور ان کے دوسرے اقوال صریح طور پر اطلاق پر دلالت کرتے ہیں۔

"**ما رأيت سمينا أخف روحا من محمد بن الحسن، وما رأيت أفصح منه، كنت إذا رأيته يقرأ كأن القرآن نزل بلغته**"

الغرض: امام عالی شان تمام علوم میں ماہر اور باکمال تھے۔

## امام محمدؒ (م ۱۸۹ ھ) کی ذہانت اور فصاحت وبلاغت:

---

"مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، جَيِّدَ الْمَنْزِلَةِ"

"ما رأيت أحدا قط إذا تكلم رأيت القرآن نزل بلغته إلا محمد بن الحسن فأنه كان إذا تكلم رأيت القرآن نزل بلغته ولقد كتبت عنه حمل بعير ذلك وإنما قلت ذكر لأنه بلغني أنه يحمل أكثر مما تحمل الأنثى"

"وهل رأيت فقيها قط؟ اللهم إلا أن تكون رأيت محمد بن الحسن فإنه كان يملأ العين والقلب، وما رأيت مبدنا قط أذكى من محمد بن الحسن"

"ما رأيت أعقل من محمد بن الحسن"

"ما رأيت أعلم بكتاب الله عز وجل من محمد بن الحسن، كأنه عليه نزل"

"قال كتب الشافعي إلى محمد بن الحسن وقد طلب منه كتبه لينسخها فأخرها عنه فكتب إليه قل لمن لم تر عين من رآه مثله"

"ما رأيت أحدا يسئل مسألةً فيها نظر إلا رأيت الكراهة في وجهه إلا محمد بن الحسن"

"ما رأيت اعقل ولا ازهد ولا أفقه ولا اورع ولا احسن نطقا و ايرادا من محمد بن الحسن"

"ما رأيت رجلا أعلم بالحرام والحلال والعلل والناسخ والمنسوخ من محمد بن الحسن"

"امن الناس علی فی الفقه محمد بن الحسن"

لہذا صحیح اور راجح یہی ہے کہ امام شافعیؒ کے یہ اقوال علی الاطلاق ہیں اور ائمہ شافعیہ رحمہم اللہ علیہم کی تاویل بے دلیل ہے۔

واللہ اعلم

امام موصوف تمام علوم میں یکتائے روزگار تھے، اور اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے کم عمری میں ہی یہ تمام علمی کمالات حاصل کر لئے تھے، اس لئے آپ کا شمار ذہین ترین لوگوں میں ہوتا ہے، آپ کے شاگرد رشید امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے:

**"وما رأيت مبدنا قط اذكىٰ من محمد بن الحسن"**

میں نے کوئی بھی جسیم شخص امام محمد بن حسنؒ سے زیادہ ذہین نہیں دیکھا۔**(تاریخ بغداد:۲/۱۷۳)**[57]

حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) اور حافظ ابن ناصرالدینؒ (م۸۴۲ھ) دونوں اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ:

**"وكان من اذكياء العالم"**

امام محمدؒ دنیا کے ذکی ترین لوگوں میں سے تھے۔**(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ:ص۵۰، اتحاف السالک : ص۱۷۸)**

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

**"وكان من افراد الدهر فى الذكاء"**

امام محمدؒ اپنے زمانے کے چند ذہین ترین لوگوں میں سے ایک تھے۔ **(الایثار مع کتاب الآثار :ص۲۳۳)**

علاوہ ازیں اللہ نے آپ کو علم اور ذہانت کے ساتھ ساتھ فصاحت وبلاغت سے بھی خوب نوازا تھا، اور آپ انتہائی فصیح وبلیغ شخص تھے۔

حضرت امام شافعیؒ (م۲۰۴ھ) کا قول ہے کہ:

---

[57] یہ روایت حسن درجہ کی ہے، جس کی تفصیل گزر چکی۔ **دیکھئے ص:۹۰۔**

**"لو اشاء ان اقول ان القرآن نزل بلغۃ محمد بن الحسن لقلتہ لفصاحتہ"**

اگر میں یہ کہنا چاہوں کہ قرآن امام محمد بن حسنؒ کی لغت (زبان) میں اُترا ہے تو آپ کی فصاحت کی وجہ سے میں یہ کہہ سکتا ہوں۔(**تاریخ بغداد:۲/۱۷۲،۱۷۳، نیز دیکھئے اخبار ابی حنیفۃ و اصحابہ للصمیریؒ: ص۱۲۸،۱۲۹**)[58]

نیز فرماتے ہیں:

---

[58] یہ روایت **تاریخ بغداد: ج۲: ص۱۷۲**، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت، اور **تاریخ بغداد** بتحقیق شیخ بشار العواد معروف: **ج۲: ص۵۶۵** پر موجود ہے۔ اس کی سند یوں ہے، حافظ المشرق امام خطیب بغدادیؒ (**م۴۶۳؁ھ**) کہتے ہیں کہ

**حدثنا أبو طالب يحيى بن علي بن الطيب العجلي بحلوان، قال: أخبرنا أبو بكر ابن المقرئ بأصبهان، قال: حدثنا أبو عمارة حمزة بن علي المصري، قال: سمعت الربيع بن سليمان، يقول: سمعت الشافعي، يقول: لو أشاء أن أقول إن القرآن نزل بلغة محمد بن الحسن، لقلته لفصاحته۔**

لیکن حافظ ابو الحسن الآبریؒ (**م۳۶۳؁ھ**) نے اس روایت کو اور بھی مختصر سند سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ

**اخبرني الزبير بن عبد الواحد بحمص، قال: حدثني أبو عمارة بمصر، قال: سمعت الربيع بن سليمان يقول: سمعت الشافعي يقول: لو أشاء أن أقول: نزل القرآن بلغة محمد بن الحسن من فصاحته۔ (مناقب الشافعی للابری: ص۷۸)**

اس سند کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں۔ حافظ ابو الحسن الابریؒ (**م۳۶۳؁ھ**) کی توثیق گزر چکی۔ زبیر بن عبد الواحد الاسدبادیؒ (**م۳۴۷؁ھ**) بھی ثقہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۷: ص۸۵۰**)، ابو عمارۃ علی بن حمزہ مصریؒ (**م۳۰۷؁ھ**) کے حالات **تاریخ مصر لابن یونس: ج۱: ص۱۳۷** پر موجود ہیں۔ اور ان کی روایت کو حافظ ذہبیؒ نے حسن کہا۔ (**مناقب ابو حنیفہ: ص۸۰**) لہذا وہ بھی صدوق ہیں۔

خلاصہ یہ کہ حافظ الآبریؒ کی یہ روایت حسن ہے۔

اسی طرح یہ روایت اخبار ابی حنیفہ **للصیمری** اور تاریخ بغداد للخطیب میں دیگر سندوں کے ساتھ موجود ہے، جس کی تفصیل **ص: ۱۱۰-۱۱۲** پر موجود ہے۔

**"کان محمد بن الحسن الشیبانی اذا اخذ فی المسألة کأنه قرآن ینزل علیه لا یقدم حرفا ولا یؤخر"**

امام محمد بن حسن شیبانیؒ جب کوئی مسئلہ بیان کرتے (تو اس کو اس خوبصورتی سے پیش کرتے کہ) گویا قرآن اُن پر اُتر رہا ہے، آپ نہ کوئی حرف آگے کرتے اور نہ کسی حرف کو پیچھے کرتے۔**(ایضاً)**

امام شافعیؒ **(م ۲۰۴ھ)** یہ بھی فرماتے تھے:

**"ما رأیت سمینا اخف روحا من محمد بن الحسن، وما رأیت افصح منه، کنت اذا رأیته یقرأ کأن القرآن نزل بلغته"**

میں نے کوئی جسیم شخص امام محمد بن حسنؒ سے زیادہ نرم مزاج نہیں دیکھا، اور نہ ہی آپ سے زیادہ فصیح کوئی شخص دیکھا ہے، میں جب آپ کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھتا تو مجھے یوں محسوس ہوتا کہ گویا قرآن آپ کی لغت میں اُترا ہے۔**(ایضاً)** [59]

---

[59] یہ روایت حسن ہے، دیکھئے **ص:۱۱۲**۔

**امام محمدؒ کی فصاحت پر علی زئی کے اعتراض کی حقیقت:**

امام شافعیؒ سے امام محمدؒ کی فصاحت کے متعلق متعدد روایات منقول ہیں، صرف علامہ خطیب بغدادیؒ کی تاریخ میں تین مختلف اسناد کے ساتھ ان سے امام محمدؒ کا فصیح ہونا منقول ہے، ان تینوں اسناد کے متون ہم نے اوپر درج کر دیئے ہیں، اسی طرح علامہ خطیب بغدادیؒ کے استاذ امام صیمریؒ کی کتاب **"اخبار ابی حنیفة واصحابه"** میں بھی امام شافعیؒ سے دو مختلف اسناد کے ساتھ امام محمدؒ کی فصاحت کی تعریف مروی ہے، اسی طرح دیگر کتب میں بھی مختلف اسناد کے ساتھ امام شافعیؒ سے یہ روایت کیا گیا ہے ، اور پھر دیگر اہلِ علم نے بھی امام محمدؒ کا فصیح ہونا تسلیم کیاہے، لیکن اس سب کے باوجود زبیر علی زئی کا تجاہلِ عارفانہ ملاحظہ کریں کہ وہ دانستہ اس قول کی ان سب اسناد سے صَرفِ نظر کرتے ہوئے **"تاریخ بغداد"** سے اس کی محض ایک سند کو لے کر اس قول کو مشکوک ثابت کرنے کی سعیٔ نامراد کر رہے ہیں۔ (**دیکھئے: الحدیث:ش۷،ص۱۳، حاشیہ :۳**)

مؤرخ اسلام علامہ ابن خلکانؒ **(م ۶۸۱؁ھ)** اور نامور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان **(م ۱۳۰۷؁ھ)** آپ کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

**"وکان افصح الناس، وکان اذا تکلم خیل لسامعہ ان القرآن نزل بلغتہ"**

آپ لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح تھے، آپ جب بات کرتے تو سامع (سننے والے) کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ قرآن کریم آپ کی لغت میں اُترا ہے۔ **(وفیات الاعیان: ۳۲۱/۲، التاج المکلل: ص ۸۰)**

علامہ ابن العماد حنبلیؒ **(م ۱۰۸۹؁ھ)** آپ کے متعلق ارقام فرماتے ہیں:

**"فکان فصیحا بلیغا"**

امام محمدؒ فصیح اور بلیغ شخص تھے۔ **(شذرات الذھب: ۳۲۱/۱)**

## آپؒ کی عبادت اور کثرت تلاوت:

آدمی کے لئے علم اسی وقت نفع مند ہے، جب آدمی عملی کی زندگی اس کے علم کے مطابق ہو، امام محمد بن حسنؒ کا شمار بھی ان ہی اہلِ علم میں ہوتا ہے، جو اپنے علم پر پوری طرح عمل پیرا تھے، چنانچہ آپ اعلیٰ درجہ کے عبادت گزار تھے، اور آپ کی عبادت کا حسن ہر طرف مشہور تھا، اور پھر آپ کا یہ حسن

---

**ایں چہ بوالعجبی است**

اور پھر لکھتے ہیں کہ اگر یہ روایت صحیح بھی ثابت ہوجائے تو اس کا تعلق نہ جرح سے اور نہ تعدیل سے، فصاحت اور چیز ہے، اور عدالت وثقاہت اور چیز ہے۔ **(ایضاً)**، لیکن سوال یہ ہے کہ کس نے اس قول کو بطورِ توثیق پیش کیا ہے؟ کہ جناب کو اس صحیح السند قول کو مشکوک ثابت کرنے کی زحمت اٹھانا پڑی، اور اس کی وجہ سے آپ اس قدر آگ بگولہ ہورہے ہیں؟ علی زئی صاحب جیسے لوگ (جو علم اور فصاحت دونوں سے عاری ہیں) ایسی باتوں کو کیا سمجھ سکتے ہیں کہ جب کسی شخص کو علم کے ساتھ فصاحت سے بھی نوازا جائے تو وہ اس کے لئے بہت بڑا اعزاز اور کمال ہوتا ہے؟

عبادت آپ کے تلامذہ میں بھی منتقل ہوا، مثلاً آپ کے تلامذہ امام محمد بن سماعہؒ (م ۲۳۳ھ) اور امام عیسیٰ بن ابانؒ (م ۳۲۱) وغیرہ کی نماز کا حسن بہت مشہور ہے، انہوں نے اپنی نماز میں یہ حسن اپنے استاذ مکرم امام محمدؒ سے ہی اخذ کیا ہے۔

چنانچہ امام ابو عبداللہ الصمیریؒ (م ۴۳۶ھ) نے بہ سند متصل امام بکر العمیؒ سے نقل کیا ہے کہ:

**"انما اخذ محمد بن سماعة وعیسیٰ بن ابان حسن الصلاة من محمد بن الحسن رضی اللہ عنہ"**

امام محمد بن سماعہؒ اور امام عیسیٰ بن ابانؒ نے اپنی نماز کا حسن امام محمد بن حسنؒ سے سیکھا تھا۔ **(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ: ص ۱۳۳)**[60]

---

[60] یہ روایت **اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ: ص ۱۳۳** پر موجود ہے۔ چنانچہ امام ابو عبد اللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) کہتے ہیں کہ

**أخبرنا عبد الله بن محمد الحلواني قال ثنا مكرم قال ثنا محمد بن عبد السلام عن أبي خازم القاضي قال سمعت بكرا العمي يقول إنما أخذ محمد بن سماعة وعيسى بن أبان حسن الصلاة من محمد بن الحسن رضي الله عنه**

اس کی سند کے تمام روات کی توثیق گزر چکی۔ دیکھئے (ص: ۴۳)، لیکن عبد اللہ بن محمد، ابو القاسم الشاہدؒ (م ۳۸۷ھ) پر کلام ہے، لیکن ان پر اس روایت میں کلام باطل و مردود ہے۔ کیونکہ ان سے پہلے ثقہ، ثبت، حافظ ابو القاسم ابن ابی العوامؒ (م ۳۳۵ھ) نے یہ روایت صحیح سند کے ساتھ بیان کر دی تھی، چنانچہ فضائل ابی حنیفہ میں ہے کہ

**قال ابن ابی العوام قال أبو جعفر: وسمعت أبا خازم القاضي يقول: سمعت بكراً العمي يقول: إنما أخذ ابن سماعة وعيسى بن أبان حسن الصلاة من محمد بن الحسن۔ (ص: ۳۷۰)**

اس روایت میں امام ابو جعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) نے محمد بن عبد السلام الدمشقیؒ (م ۳۱۷ھ) کی متابعات کر دی ہے۔ روات کی تفصیل کے لئے دیکھئے **ص: ۳۹**، لہذا یہ روایت صحیح ہے۔

نیز آپ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود تلاوتِ قرآن کے ساتھ بھی انتہائی شغف رکھتے تھے، امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) نے آپ کے بعض تلامذہ سے روایت کیا ہے کہ:

**"ان محمدا کان حزبۂ فی کل یوم ولیلۃ ثلث القرآن"**

امام محمدؒ کا دن رات میں ثلث قرآن (دس پارے) پڑھنے کا معمول تھا۔ **(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبہ: ص۵۹)**[61]

## آپؒ کا حسن وجمال:

آپ جیسے باطنی خوبیوں اور کمالات (علم، ذہانت وغیرہ) میں یگانہ روزگار تھے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری حسن وجمال سے بھی خوب نوازا تھا۔

علامہ ابن العماد حنبلیؒ (م ۱۰۸۹ھ) نے بحوالہ علامہ ابن الفراتؒ (م ۸۰۷ھ) لکھا ہے:

**"وکان من اجمل الناس واحسنھم، قال ابو حنیفۃ لوالدہ حین حملہ احلق شعر ولدک والبسہ الخلقان من الثیاب لا یفتنن بہ من رآہ، قال محمد: فحلق والدی شعری،**

---

[61] حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے یہ روایت امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) کی کتاب سے بالسند یوں نقل کی ہے کہ

**قال الطحاوي: سمعت أحمد بن أبي عمران يحكي، عن بعض أصحاب محمد بن الحسن، أن محمدا کان حزبه في کل یوم ولیلة ثلث القرآن۔ (مناقب الامام ابو حنیفۃ للذھبی: ص ۹۴، ۱۰۹، ۳۷)**

**روات کی تفصیل:**

امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) کی توثیق گزر چکی۔ احمد بن ابی عمران الفقیہؒ (م ۲۸۸ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۱۱۲)**، امام ابن ابی عمران کے وہ شیوخ، جو امام محمدؒ کے تلامذہ ہیں، ان میں کوئی بھی راوی ضعیف نہیں ملا ہے۔ شاید اسی وجہ سے حافظ ذہبیؒ نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ **(مناقب: ص ۹۴)** واللہ اعلم

اس روایت کو امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) کی سند سے، حافظ ابو القاسم ابن ابی العوامؒ (م ۳۳۵ھ) نے بھی روایت کیا ہے۔ **(فضائل ابی حنیفہ: ص ۳۶۸)**

**والبسنی الخلقان فزدت عند الحلق جمالا ، وقال الشافعی علیہ السلام: اول ما رأیت محمداً وقد اجتمع الناس علیه نظرت الیه فکان من احسن الناس وجها ، ثم نظرت الیٰ جبینه فکأنه عاج ، ثم نظرت الیٰ لباسه فکان من احسن الناس لباسا ، ثم سألته عن مسئلة فیها خلاف فقوی مذهبه ومر فیه کالسّهم"**

امام محمدؒ لوگوں میں انتہائی جمیل او سب سے زیادہ خوبصورت تھے، آپ کے والد جب آپ کو پہلی دفعہ امام ابوحنیفہؒ کے پاس تحصیلِ علم کے لئے لے گئے تو امام صاحبؒ نے ان سے فرمایا کہ آپ اپنے بیٹے کے بال منڈوا دیں، اور اس کو دو پرانے کپڑے پہنادیں تاکہ اس کو دیکھنے والا کہیں کسی فتنے میں مبتلا نہ ہوجائیں۔امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اس پر میرے بال منڈوا دیئے، اور مجھے دو پرانے کپڑے پہنا دیئے، لیکن سر منڈانے سے میرا حُسن پہلے سے دو بالا ہوگیا، امام شافعیؒ کا قول ہے کہ امام محمدؒ سے جب میری پہلی دفعہ ملاقات ہوئی تو اس وقت لوگ آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے، میں نے جب آپ کی طرف دیکھا تو آپ کا چہرہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا، پھر میں نے آپ کی پیشانی کی طرف دیکھا تو وہ انتہائی روشن اور چمک دار تھی، پھر میں نے آپ کے لباس کی طرف دیکھا تو آپ کا لباس سب لوگوں سے زیادہ اچھا تھا، اور پھر میں نے آپ سے ایک اختلافی مسئلہ پوچھا تو آپ نے (اس مسئلہ کے متعلق) اپنے مذہب کو (دلائل سے) مضبوط کیا، اور اس میں تیر کی طرح نکل گئے۔ **(شذرات الذھب:۱/۳۲۲)**

## محدثین سے امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) کی توثیق:

ماقبل محدثین کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ فقہ حنفی جو شروع سے لے کر اب تک اُمت مسلمہ کی اکثریت کا دستور عمل (Personal Law) رہا ہے، اس کا مدار امام محمدؒ کی کتابوں پر ہے، اور آپ ہی نے امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کو قید تحریر میں لاکر اس کو پوری دنیا میں پھیلایا، اور پھر امت کی طرف سے اس کو تلقّی بالقبول حاصل ہوا، جو کہ امت مسلمہ کا آپ کی نقل وروایت پر اعتماد کی بیّن دلیل ہے، لہٰذا جس شخص کی نقل اور روایت پر امت کا اس قدر اعتماد ہو اس کی ثقاہت و عدالت پر کسی کی گواہی نقل کرنے کی

ضرورت ہی نہیں ہے، لیکن افسوس ! اس کے باوجود بعض عاقبت نااندیش اُن اسلاف امت پر تنقید کر کے اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں، اس لئے ہم امام موصوف کے ناقدین کی تسلی کے لئے محدثین سے آپ کی توثیق پیش کرتے ہیں۔

## آپ کی توثیق سے متعلق محدثین کے اقوال:

محدثین کی ایک بڑی تعداد نے آپ کی توثیق کی ہے، ہم یہاں بطور ''گلے از گلزارے'' ان میں سے بعض نامور محدثین کے آپ کی توثیق سے متعلق اقوال ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں؛

### (۱) امام محمد بن ادریس الشافعیؒ (م ۲۰۴؁) :

امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁) جو بیک وقت محدثین اور فقہاء دونوں طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں، اور ان کو امام محمدؒ سے شرف تلمذ بھی حاصل ہے، جس کی وجہ سے ان کو امام موصوف کی شخصیت کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے، لہٰذا آپ کے بارے میں ان کی گواہی دیگر محدثین پر مقدم ہے۔

پہلے تفصیل سے گزر چکا ہے کہ امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁) نے امام محمدؒ (م ۱۸۹؁) سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے، اور انہوں نے آپ سے تفقہ حاصل کرنے کے علاوہ آپ سے احادیث بھی روایت کی ہیں، اور ان میں سے آپ کی بعض احادیث امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁) کی ''**مسند**'' میں بھی موجود ہیں۔

امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁) نے نہ صرف یہ کہ آپ سے احادیث روایت کی ہیں، بلکہ آپ کی احادیث کو قابلِ حُجّت بھی سمجھا ہے، چنانچہ محدثِ ناقدحافظ شمس الدین ذہبیؒ (م ۱۸۹؁) نے تصریح کی ہے کہ:

**''واما الشافعی رحمہ اللہ فاحتج بمحمد بن الحسن فی الحدیث''**

امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁) نے حدیث میں امام محمد بن حسنؒ سے حجت پکڑی ہے۔(**مناقب ابی حنیفة وصاحبہ: ص ۵۵، تاریخ الاسلام: ۹۵۶/۴**)

اسی طرح امام شافعیؒ **(م۲۰۴ھ)** نے صراحتاً بھی آپ کو روایتِ حدیث میں صدوق قرار دیا ہے، چنانچہ وہ ایک روایت سے استدلال کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

**"اخبرنا محمد بن الحسن أو غیرہ من اھل الصدق فی الحدیث، أو ھما۔۔۔"**

ہم سے حدیث میں **صدوق** محمد بن حسنؒ یا کسی اور صدوق شخص نے یا دونوں نے حدیث بیان کی ہے ......۔ **(کتاب الأم:۳/۲۰۳،باب الخلاف فی الحجر، مسند الامام الشافعیؒ:ص۳۸۲)**

امام شافعیؒ نے آپ کی احادیث سے احتجاج کرنے ، اور آپ کو **"صدوق فی الحدیث"** قرار دینے کے علاوہ آپ کی بڑی تعریف بھی کی ہے، اور ان سے آپ کی تعریف و توثیق میں اتنے زیادہ اقوال منقول ہیں کہ اہلِ علم نے ان کو متواتر (جو روایت کی سب سے اعلیٰ قسم ہے) کا درجہ دیا ہے۔

امام ابن الفراتؒ **(م۸۰۷ھ)** اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

**"وکان الشافعی ؒ یثنی علی محمد بن الحسن، ویفضلہ، وقد تواتر عنہ بالفاظ مختلفة"**

امام شافعیؒ نے امام محمد بن حسنؒ کی تعریف کی ہے، اور آپ کی فضیلت کو تسلیم کیا ہے، امام شافعیؒ سے بالتواتر آپ کی تعریف اور فضیلت میں مختلف الفاظ منقول ہیں۔**(بحوالہ شذرات الذھب:۱/۳۲۳)**

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانیؒ **(م۸۵۲ھ)** آپ کے تذکرے میں ارقام فرماتے ہیں:

**"وکان الشافعی یعظمہ فی العلم"**

امام شافعیؒ نے علم (حدیث وغیرہ) میں امام محمدؒ کی عظمتِ شان کو تسلیم کیا ہے۔ **(تعجیل المنفعة:ص۴۰۹)**

شیخ الاسلام ، حافظ المغرب ابن عبدالبر المالکیؒ **(م۴۶۳ھ)** نے بھی یہ تصریح کی ہے کہ :

**"وکان الشافعي يثني على محمد بن الحسن ويفضله، ويقول: ما رأيت قط سمينا اعقل منه، قال وكان افصح الناس، كان اذا تكلم خيل الىٰ سامعه ان القرآن نزل بلغته، وقال الشافعي: كتبت عن محمد بن الحسن وقر بعير"**

امام شافعیؒ نے امام محمد بن حسنؒ کی تعریف کی ہے، اور آپ کی فضیلت کو بیان کیا ہے ، امام شافعیؒ فرماتے تھے میں نے کبھی بھی کوئی جسیم شخص امام محمدؒ سے زیادہ عقل مند نہیں دیکھا، اور فرمایا کہ امام محمدؒ لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح تھے، جب آپ بات کرتے تو سننے والے کو یوں محسوس ہوتا کہ قرآن آپ ہی کی زبان میں اترا ہے، امام شافعیؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں نے امام محمد بن حسنؒ سے ایک بارِ شُتر کے برابر علم لکھا تھا۔ **(الانتقاء: ص:۱۷۴، ۱۷۵)**

نیز امام ابن عبدالبرؒ (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

**"وللشافعي في اول قدمة قدمها عليه كتب بها اليه"**

| | | |
|---|---|---|
| **قل لمن لم ترعين من رآه مثله** | ★ | **ان لم يكن قد رآه قد رأى من قبله** |
| **العلم يأبى اهله ان يمنعوه أهله** | ★ | **لعله يبذله لاهله لعله** |

امام شافعیؒ کی جب پہلی دفعہ امام محمدؒ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ کی طرف یہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

**(ترجمہ اشعار)**: اس شخص کو کہہ دو کہ جس کو دیکھنے والوں کی آنکھ نے اس کا مثل نہیں دیکھا، اور جس نے اس کو دیکھ لیا اس نے اس سے پہلے لوگوں کو بھی دیکھ لیا۔(یعنی امام محمدؒ فقید المثال اور اپنے اکابر کے نمونہ ہیں) علم اہلِ علم کو اس سے روکتا ہے کہ وہ علم کو اس کے مستحقین تک پہنچنے سے روکے ، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ مستحقِ علم بھی آگے دیگر مستحقِ علم تک اس علم کو پہنچا دے۔(ایضاً: نیز دیکھئے **اخبار ابی حنیفة واصحابه للامام الصمیری : ص۱۲۷، ۱۲۸)**

**نیز** حافظ ابن تیمیہؒ (**م۷۲۸ھ**)، حافظ ذہبیؒ (**م۷۴۸ھ**)، حافظ ابن عبد الہادیؒ (**م۷۴۴ھ**)، حافظ عبد القادر القرشیؒ (**م۷۷۵ھ**)، حافظ ابن کثیرؒ (**م۷۷۴ھ**)، حافظ ابن عبد البرؒ (**م۴۶۳ھ**)، حافظ خطیب بغدادیؒ (**م۴۶۳ھ**)، امام ابو سعد سمعانیؒ (**م۵۶۲ھ**)، حافظ ابن الجوزیؒ (**م۵۹۷ھ**)، حافظ ابو القاسم عبد لکریم الرافعیؒ (**م۶۲۳ھ**)، امام ابن خلکانؒ (**م۶۸۱ھ**)، حافظ ابن الاثیرؒ (**م۶۳۰ھ**)، محدث ابن الفراتؒ (**م۸۰۷ھ**) اور امام ابن العماد حنبلیؒ (**م۱۰۸۹ھ**) وغیرہ نے بھی تصریح کی ہے کہ امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے اخذِ علم کیا تھا، اور انہوں نے آپ سے فقہ اور حدیث کی روایت کی ہے اور امام محمدؒ (**م۱۸۹ھ**) کی بعض احادیث امام شافعیؒ (**م۲۰۴ھ**) کی "**مسند**" میں بھی موجود ہیں۔(دیکھئے **ص:۶۳**)

اور امام ابو عبد اللہ الشافعیؒ (**م۲۰۴ھ**) صرف ثقہ سے ہی روایت کرتے ہیں، جیسا کہ غیر مقلدین کا مذہب ہے۔ **(الاتحاف النبیل:ج۲:ص۱۱۱)**

معلوم ہوا کہ امام محمدؒ (**م۱۸۹ھ**) امام شافعیؒ (**م۲۰۴ھ**) کے نزدیک ثقہ ہیں۔

امام ابن عبد البرؒ نے امام شافعیؒ سے امام محمدؒ کی توصیف میں جو بعض اقوال نقل کئے ہیں ان کے علاوہ بھی امام شافعیؒ سے بکثرت اقوال منقول ہیں۔

مثلاً علامہ خطیب بغدادیؒ نے بہ سند متصل امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

**"امن الناس علي فی الفقه محمد بن الحسن"**

فقہ (سکھانے) میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان امام محمد بن حسنؒ کا ہے۔**(تاریخ بغداد:۲/۱۷۳)**[62]

امام ابو القاسم علی بن محمد بن کاس نخعیؒ (**م۳۲۴ھ**) امام شافعیؒ سے ناقل ہیں کہ :

---

[62] اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ اور سند صحیح ہے۔(دیکھئے **ص:۱۳۳**)

**”مارأیت اعقل ولا ازھد ولا أفقہ ولا اورع ولا احسن نطقا وایرادأ من محمد بن الحسن“**

میں نے کوئی شخص عقل مندی ، پرہیز گاری، فقاہت، تقویٰ اور اچھی گفتگو کرنے میں امام محمد بن حسنؒ سے بڑھ نہیں دیکھا۔ **(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ للذھبیؒ: ص۵۵)**[63]

---

[63] حافظ ذہبیؒ اس قول کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ : یہ قول منکر (انوکھا) ہے۔علامہ زاہد الکوثریؒ اس پر نقد کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

**”لا وجہ لقول الذھبی ھذا، لأن ابن کاس ثقۃ، واحمد بن حماد بن سفیان وثقۂ الخطیب۔ (۱۲۴/۴) علی تعنتہ، وقال الدار قطنی: لا بأس بہ، ولم یقل فیہ جرح وللخبر شواھد عدیدۃ فلا یکون کلام الذھبی متمشیا مع قواعد النقد“**

حافظ ذہبیؒ کے اس قول کی کوئی وجہ نہیں بنتی ، کیونکہ امام ابن کاس (جو اس قول کے ناقل ہیں) ثقہ ہیں، (اسی طرح ان کے استاذ) احمد بن حماد بن سفیان کو علامہ خطیب بغدادیؒ نے باوجود اپنے تعنت (مخالفین کے بارے میں تشدد) کے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، اور امام دار قطنیؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی خرابی نہیں ہے، نیز ان کے متعلق کوئی جرح منقول نہیں ہے، اور اس خبر کے متعدد شواہد بھی ہیں، لہٰذا حافظ ذہبیؒ کا یہ کلام جرح کے قواعد کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں رکھتا۔ **(حاشیۃ مناقب ابی حنیفۃ وصاحبہ: ص۵۵)**

**تنبیہ:**

زبیر علی زئی نے علامہ کوثریؒ کے اس مذکورہ جواب کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

یہ روایت دو وجہ سے مردود ہے:

(۱)　ابن کاس النخعی تک سند نامعلوم ہے۔

(۲)　حافظ ذہبیؒ نے اس قول کو منکر قرار دیا ہے۔

---

اور یہ ظاہر ہے کہ راوی اپنی روایت کو دوسروں کے بہ نسبت زیادہ جانتا ہے، لہٰذا کوثری کا ذہبیؒ پر ردّ مردود ہے۔ **(الحدیث: ش ۵۵: ص ۳۲)**

**جواب:**

علامہ خطیب بغدادیؒ وغیرہ محدثین نے ان سے امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے تلامذہ کے فضائل سے متعلق متعدد اقوال بہ سندِ متصل نقل کئے ہیں، مثلاً امام شافعیؒ کے مذکورہ قول کے شروع کے الفاظ **"مارأیت اعقل من محمد بن الحسن"** کو علامہ خطیبؒ نے امام ابن کاسؒ سے بہ متصل نقل کیا ہے، **(تاریخ بغداد: ۲/۱۷۲)**،ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے تاریخ بغداد میں خطیب بغدادی نے جن جن کتب سے اقوال نقل کیا ہے۔ ان سب کو اپنی کتاب **"موارد الخطیب فی تاریخ بغداد"** میں جمع کیا ہے۔

موصوف اسی کتاب کے **ص ۱۸۳** پر لکھتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ خطیبؒ نے ۶۰ مقامات پر ابن کاس النخعیؒ سے روایات نقل کی ہیں جو کہ (عامۃً) امام ابو حنیفہؒ کے مناقب کے تعلق سے ہیں اور اخیر میں کہتے ہیں کہ شاید ابن کاس النخعیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے مناقب پر کتاب لکھی ہے، جہاں سے خطیب نے ان روایات کو نقل کیا ہے۔

لیکن حافظ محمد بن یوسف الصالحیؒ **(م ۹۴۲ھ)** نے واضح کیا کہ امام ابن کاسؒ **(م ۳۲۴ھ)** نے امام ابو حنیفہؒ کے مناقب میں **"تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان"** کے نام سے بہترین کتاب لکھی ہے۔ **(الجواھر الدرر للسخاوی: ج ۳: ص ۱۲۵۵، عقود الجمان، ص ۴۹، کشف الظنون: ج ۲: ص ۱۸۳۸ وغیرہ)** لہٰذا حافظ ذہبیؒ نے امام شافعیؒ کا مذکورہ قول امام ابن کاسؒ کی کتاب سے نقل ہے۔

اس پر مزید دلائل یہ ہیں کہ امام ذہبیؒ نے ثقہ، امام، قاضی ابو بکر ابن ابی العوامؒ **(م ۳۳۵ھ)** کی حوالے سے روایت ذکر کی ہے۔ تو صراحت فرمائی کہ یہ روایت ان کی کتاب میں موجود ہے۔ **(مناقب: ص ۱۶)**، اسی طرح محمد بن حماد بن المبارک المصیصیؒ مولی بنی ھاشم سے روایات ذکر کی، تو صراحت فرمائی کہ یہ روایات ان کی کتاب سیرۃ ابی حنیفہ سے ذکر کی گئی ہے۔ **(مناقب: ص ۲۳)** اور حافظ ذہبیؒ نے امام طحاویؒ **(م ۳۲۱ھ)** کی کتاب سے بھی امام صاحبؒ اور صاحبین کے مناقب ذکر کئے ہیں، چنانچہ ایک مقام پر امام طحاویؒ کی کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، حافظ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ "**روی نحوھا الطحاوي بإسناد آخر إلی اللیث**"۔ **(مناقب: ص ۳۷، نیز دیکھئے ص: ۱۹)** پس اسی منہج سے واضح ہوتا ہے کہ ابن کاس سے روایات ذہبیؒ نے ان کی کتاب لی ہے۔ واللہ اعلم،

خود زبیر علی زئی نے بھی علامہ عبدالحق اشبیلیؒ کے امام ابن مغیثؒ سے نقل کردہ قول کے بارے میں لکھا ہے کہ:

ظن غالب یہی ہے کہ یہ قول ان (ابن مغیث) کی کتاب **"المجتہدین"** میں مذکور ہو گا۔**(امین اکاڑوی کا تعاقب:ص۳۴)**

کاش یہاں ابن کاس کی روایت میں بھی زبیر علی زئی صاحب ایسے ہی فیصلے کر دیتے، تو مسلک پرستی کا عدم ثبوت مل جاتا، ویسے زبیر علی زئی کی تسلی کیلئے یہ بھی عرض ہے کہ حافظ ذہبیؒ کی امام ابن کاسؒ تک سند متصل ہے، اور انہوں نے کئی جگہوں پر امام ابن کاسؒ کے اقوال کو اپنی سند سے نقل کیا ہے، مثلاً امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ترجمہ میں وہ امام ابن کاسؒ سے ایک قول کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**"اخبرنا ابن علان کتابة، انبانا الکندی، انبانا القزاز، انبانا الخطیب، انبانا الخلال، انبانا علی بن عمرو الحریری، حدثنا علی بن محمد بن کاس النخعی..."** (سیر اعلام النبلاء:۶/۳۹۱، ۳۹۲)

اس سند میں مذکور یہ سب مشہور راوی ہیں۔(دیکھئے **بالترتیب: معجم شیوخ الذھبی: ص۶۱۷، سیر اعلام النبلاء:۲۲/۳۴، کتاب الانساب:۴/۴۹، سیر اعلام النبلاء:۱۸/۲۷۰، تاریخ بغداد:۷/۴۳۳، ایضاً، ۱۲/۲۸)**

لہٰذا علی زئی کا اس قول کی سند پر اعتراض فضول ہے۔

رہا حافظ ذہبیؒ کا اس قول کو منکر کہنا، تو ان کی پوری عبارت اس طرح ہے:

**قلت: لم یرو هذا عن الربیع، إلا أحمد بن حماد، وهو قول منکر**

میں کہتا ہو کہ اس قول کو ربیعؒ سے احمد بن حماد بن سفیان نے ہی نقل کیا ہے اور یہ قول منکر ہے۔**(مناقب:ص۸۷)** اس سے معلوم ہوا کہ چونکہ اس قول کو ربیع سے روایت کرنے والے صرف احمد بن حماد بن سفیان ہی ہیں۔اس لئے حافظ ذہبیؒ نے اس قول کو منکر قرار دیا ہے۔یعنی یہاں پر منکر بمعنی تفرد ہے۔اور امام ابن کاس النخعیؒ(م۳۲۴ھ) ثقہ، فقیہ اور امام ہیں۔**(ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۳۹)**، احمد بن محمد بن سفیان الکوفیؒ(م۲۹۷ھ) بھی ثقہ راوی ہیں۔**(کتاب الثقات للقاسم: ج۱: ص۳۲۶)**، اور الربیع بن سلیمان، ابو محمد المصریؒ(م۲۷۴ھ) سنن ابوداود اور سنن نسائی کے راوی اور ثقہ، فقیہ اور حافظ ہیں۔**(تقریب: رقم ۱۸۹۴)**، کیا ثقہ کا تفرد بھی اہل حدیث حضرات کے نزدیک ضعیف و مردود ہے؟؟

امام ابو عبداللہ الصمیریؒ (م۴۳۶ھ) امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ:

**"مارأیت رجلا اعلم بالحلال والحرام والناسخ والمنسوخ من محمد بن الحسن"**

میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو حلال وحرام اور (احادیث میں) ناسخ ومنسوخ کو امام محمد بن حسنؒ سے زیادہ جانتا تھا۔**(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ؛ص۱۲۸)**

محدث ابن الفراتؒ (م۸۰۷ھ) نے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ:

**"ولولاہ ما انفتق لی من العلم ما انتفتق"**

اگر امام محمدؒ نہ ہوتے تو علم میں میری اتنی رسائی نہ ہوتی جتنی (آپ کی وجہ سے) ہوئی ہے۔**(شذرات الذھب:۱/۳۲۳)**

---

جبکہ خود اہل حدیث کے نزدیک ثقہ کا تفرد روایت کے صحت کے منافی نہیں ہے۔**(مسنون رکعات تراویح از کفایت اللہ سنابلی: ص ۲۱-۲۳، توضیح الکلام: ص ۴۵۴، ۱۷۱، ۱۷۰)**

اور زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ اگر زیادت بیان کرنے والا ثقہ ہو تو قول راجح میں یہ زیادت مقبول ہوتی ہے۔ بشرطیکہ اس میں ثقہ راویوں یا اوثق کی ایسی مخالفت نہ ہو جس میں تطبیق نہ ہو۔ آگے موصوف کہتے ہیں کہ یہ بات ہمارے علم میں ہے کہ بعض محدثینِ کرام اور اکابر علماء ثقہ راوی کی زیادت کو مخالفت قرار دیتے تھے، مگر راجح یہی ہے کہ اسے مخالفت قرار دینا مرجوح ہے اور ثقہ راوی کی زیادت اگر ثقات واوثق کے مخالف ومنافی نہ ہو تو مطلقاً مقبول ہے، چاہے سند میں ہو یا متن میں۔**(الاعتصام: ش۴۶: ص۲۱، ۲۳ تا ۲۷ نومبر ۲۰۰۸)** نیز ایک اور مقام پر مسند احمد میں موجود اپنی سینے پر ہاتھ باندھنے والی روایت کے بارے میں زبیر صاحب لکھتے ہیں کہ اس روایت میں علی صدرہ کا اضافہ صرف مسند احمد میں ہے اور دوسری کتابوں مثلاً سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ اور سنن دار قطنی وغیرہ میں یہ اضافہ نہیں ہے تو کیا اس زیادت کو رد کر دیا جائے گا؟؟**(الاعتصام: ش۴۷: ص۲۸، ۱۲ نومبر تا ۴ دسمبر ۲۰۰۸)**

خلاصہ یہ اعتراض باطل ومردود ہے۔

## (۲)　امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۱؁ھ) :

امام شافعیؒ (م۲۰۴؁ھ) کے بعد جس شخص کا علمی مقام ہے وہ امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۱؁ھ) ہیں، اور علم حدیث میں ان کا جو پایہ ہے وہ تو کسی تعارف کا محتاج ہی نہیں، بلکہ بعض اہلِ علم نے تو علمِ حدیث میں ان کو امام شافعیؒ (م۲۰۴؁ھ) پر بھی فوقیت دی ہے۔ واللہ اعلم۔

امام موصوف کے مختصر ترجمہ میں گزر چکا ہے کہ یہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں، جو امام محمدؒ (م۱۸۹؁ھ) کے علمی خوشہ چین ہیں، اور وہاں یہ بھی گزرا ہے کہ انہوں نے دقیق مسائل امام محمدؒ (م۱۸۹؁ھ) کی کتابوں سے لئے تھے، نیز انہوں نے آپؒ سے اور امام ابویوسفؒ (م۱۸۳؁ھ) سے تین صندوق علم کے بھی لکھے تھے، اور اس قول کے ذیل میں ہم شیخ عبدالرحمن المعلمیؒ غیر مقلد کا حوالہ نقل کر چکے ہیں کہ اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام احمدؒ نے ان دونوں سے ان کی احادیث لکھی تھیں۔ (دیکھئے **ص:۷۰**)

اس لحاظ سے امام محمدؒ (م۱۸۹؁ھ) بھی امام احمدؒ کے فقہ اور حدیث میں استاذ بنتے ہیں، اور حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد نے بحوالہ امام ہیثمیؒ اور امام ابو العربؒ لکھا ہے کہ:

امام احمدؒ کے تمام اساتذہ ثقہ ہیں، اور وہ صرف ثقہ سے ہی روایت کرتے ہیں۔ (**الحدیث: ش۲۱: ص۲۲، بحوالہ مجمع الزوائد: ۱/۸۰، تہذیب التہذیب: ۹/۱۱۴**)

معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۱؁ھ)، امام محمدؒ (م۱۸۹؁ھ) ثقہ ہیں۔

حافظ الحدیث، امام قاسم بن قطلوبغاؒ (م۸۷۹؁ھ) نے کہا:

**"وروى أحمد بن حنبل رحمه الله تعالىٰ عن محمد بن الحسن رحمه الله تعالىٰ كتبه المشهورة وشاركه في سماعها أبو سليمان الجوزجاني رحمه الله تعالىٰ، والمعلى بن منصور رحمه الله تعالىٰ مع جماعة من العلماء الأعيان ما لا يحصون عدّا"**

امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱؁ھ)، امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ) سے ان کی مشہور کتابیں لکھی، اور امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ) سے سماع کرنے میں امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱؁ھ) کے ساتھ ابو سلیمان الجوز جانیؒ، معلی بن منصورؒ (م ۲۱۱؁ھ) اور کبار علماء کی لاتعداد جماعت شریک تھی۔ **(کتاب مناقب الامام اعظم و اصحابہ للقاسم، مخطوطہ (ترکی): ص ۵۲)**

بنا بریں امام احمدؒ نے آپ کی بڑی تعریف کی ہے، اور آپ کی علمی عظمتِ شان کو خوب سراہا ہے، چنانچہ امام ابو سعد سمعانیؒ (م ۵۶۲؁ھ) نے ان سے نقل کیا ہے کہ:

**"اذا كان في المسئلة قول ثلاثة لم تسع مخالفتهم فقلت من هم؟ قال ابو حنيفة وابو يوسف ومحمد بن الحسن"**

جب کسی مسئلہ میں تین حضرات کا قول مل جائے تو پھر ان کی مخالفت جائز نہیں ہے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا وہ تین حضرات کون ہیں؟ فرمایا: امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، اور امام محمد بن حسنؒ۔ **(کتاب الانساب: ۱۶۷/۳)**

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲؁ھ) امام محمدؒ کے تذکرے میں رقم طراز ہیں:

**"وعظمه احمد والشافعي"**

امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱؁ھ) اور امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) آپ کی تعظیم کرتے تھے۔ **(الایثار مع کتاب الآثار: ص ۲۳۳)**

نیز ایک اور کتاب میں حافظؒ لکھتے ہیں:

**"وكان الشافعي يعظمه في العلم وكذالك احمد"**

امام شافعیؒ اور اسی طرح امام احمدؒ بھی امام محمدؒ کا علم (حدیث وغیرہ) میں عظیم الشان ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ **(تعجیل المنفعۃ: ص ۴۰۹)**

### (۳) امام یحییٰ بن معینؒ (م ۲۳۳؁ھ) :

امام الجرح والتعدیل اور علم حدیث کے مایہ ناز سپوت امام یحییٰ بن معینؒ (م ۲۳۳؁ھ) نے بھی امام محمدؒ کی توثیق کی ہے، چنانچہ امام محمدؒ کے تلامذہ کے تعارف میں امام ابن معینؒ کا اپنا بیان گزرا ہے کہ میں نے خود امام محمدؒ سے آپ کی تصنیف **"الجامع الصغیر"** لکھی تھی۔[64]

اسی طرح محدثین میں سے حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸؁ھ) اور حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹؁ھ) کے حوالے سے یہ بھی گذر چکا ہے کہ امام ابن معینؒ نے امام محمدؒ سے روایت حدیث بھی کی ہے۔**(دیکھئے ص:۸۰)**

لہٰذا امام ابن معینؒ کا آپ سے **"الجامع الصغیر"** لکھنا اور آپ سے حدیث کی روایت کرنا ہی سب سے بڑی دلیل ہے کہ آپ ان کے نزدیک ثقہ ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲؁ھ) **"سعدان بن سعد اللیثی"** کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

**"روى عنه يحيىٰ بن معين، قلت: ويكفيه رواية ابن معين عنه"**

امام یحییٰ بن معینؒ نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے، میں (حافظ ابن حجرؒ) کہتاہوں کہ ان کے (ثقہ ہونے) کے لئے امام ابن معینؒ کا ان سے روایت کرنا ہی کافی ہے۔**(لسان المیزان:۱۹/۳)**

بنا بریں امام محمدؒ کے ثقہ ہونے کے لئے بھی اتنا کافی ہے کہ امام ابن معینؒ نے ان سے روایت کی ہے۔

---

[64] اس قول پر زبیر علی زئی کے اعتراض کی حقیقت کے لئے دیکھئے **ص:۷۸**۔

## (۴)　امام علی بن المدینیؒ (م ۲۳۴؁ھ) :

امام موصوف بھی امام ابن معینؒ کی طرح حدیث اور فن جرح وتعدیل کے ارکان میں شمار ہوتے ہیں، نیز وہ امام بخاریؒ کے کبارِ اساتذہ میں سے ہیں۔

امام بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سوائے امام ابن المدینیؒ کے اپنے آپ کو کسی کے سامنے کمتر نہیں سمجھا۔ **(تذکرۃ الحفاظ:۲/۱۴)**

یہ عظیم المرتبت امام بھی امام محمدؒ کی توثیق کرنے والوں میں شامل ہیں، چنانچہ علامہ خطیب بغدادیؒ وغیرہ محدثین نے بہ سند اُن کے صاحبزادے عبداللہ بن علی بن المدینیؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے امام محمدؒ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

**"محمد بن الحسن صدوق"**

امام محمد بن حسنؒ صدوق ہیں۔**(تاریخ بغداد:۲/۱۷۸)**[65]

---

[65] **امام علی بن مدینیؒ کی توثیق پر علی زئی کے اعتراض کی حقیقت:**

زبیر علی زئی غیر مقلد نے امام علی بن مدینی کے اس قول کی سند پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کے راوی عبداللہ بن علی بن المدینیؒ کی توثیق نامعلوم ہے۔**(الحدیث:ش۷،ص۱۶، حاشیہ:۷)** جس کا جواب **مجلہ الاجماع: ش۶:ص۶۱** میں دیا جاچکا ہے۔

لہذا اس شکل میں عبداللہ بن علی بن المدینیؒ مقبول ہے اور زبیر علی زئی صاحب کا اعتراض مردود ہے۔

**کس کا یقین کیجئے کس کا یقین نہ کیجئے**

**لائے ہیں لوگ بزم یار سے خبر الگ الگ**

## (۵) امام احمد بن کامل القاضیؒ (م ۳۵۰ھ) :

یہ امام محمد بن جریر طبریؒ کے اصحاب میں سے ہیں، جبکہ ان کے تلامذہ میں امام دار قطنیؒ ، اور امام حاکمؒ وغیرہ جیسے نامور محدثین بھی ہیں، علامہ خطیب بغدادیؒ نے ان کو احکام شرعیہ، علوم قرآن ، نحو، شعر، تاریخ، اور تاریخ محدثین کے علماء میں سے قرار دیا ہے، اور ان کے بارے میں اپنے استاذ علامہ ابو الحسن بن زرقویہؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

**"لم تری عینای مثله"**

میری آنکھوں نے ان جیسا شخص نہیں دیکھا۔**(تاریخ بغداد:۵/۱۲۰)**

حافظ ذہبیؒ ان کو **"من بحور العلم"** (علم کے سمندر) کہتے ہیں، اور ان کے ترجمے کا آغاز: **الشیخ، الامام، العلامة** اور **الحافظ** جیسے القاب سے کرتے ہیں۔**(سیر اعلام النبلاء:۱۵/۵۴۴)**

امام موصوف نے امام محمدؒ کی شخصیت اور آپ کے فضل وکمال کی بڑی تعریف کی ہے، چنانچہ امام ابو عبد اللہ الصمیریؒ **(م ۴۳۶ھ)** نے اپنے استاذ امام محمد بن عمران المرزبانیؒ سے نقل کیاہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے امام احمد بن کامل القاضیؒ بیان کیا کہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن حسنؒ **صاحب ابی حنیفة (م ۱۸۹ھ)** بنو شیبان قبیلہ کے مولیٰ تھے، آپ فضل وکمال کے ساتھ موصوف تھے، اور آپ حدیث اور فقہ کو کثرت سے روایت کرنے ، اور حلال و حرام کے علوم میں مختلف کتابیں تصنیف کرنے میں بہت بڑا مقام رکھتے تھے، اور آپ کے تلامذہ (امام شافعیؒ ، امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ) آپ کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔**(اخبار ابی حنیفة واصحابه:ص۱۲۵)**

اس بیان میں امام احمد بن کاملؒ **(م۳۵۰ھ)** نے امام محمدؒ کی بڑی تعریف کی ہے، او ر اس میں انہوں نے آپ کی شخصیت ، آپ کے محدثانہ و فقہی مقام، اورآپ کی تصانیف کی اس اعلیٰ پیرائے میں تعریف کی ہے کہ اتنے مختصر الفاظ میں اس سے بہتر اور جامع تعریف تقریباً محال ہے۔[66]

---

[66] **احمد بن کاملؒ (م۳۵۰ھ) کی توثیق پر علی زئی کے اعتراض کی حقیقت:**

علی زئی نے اس قول کی سند پر اعتراض کرتے ہوئے لکھاہے کہ : اس کا راوی ابو عبید اللہ محمد بن عمران المرزبانی ہے ، جس کے بارے میں عتیقیؒ نے کہا: وہ ثقہ تھا، ازہری نے کہا: وہ ثقہ نہیں تھا، اور کہا: ہمارے نزدیک کذب بیانی نہیں کرتا تھا، ابو عبیداللہ بن الکاتب نے کہا: میں نے اس کا ایک معاملہ دیکھا ہے جس سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ کذاب تھا، محمد بن ابی الفوارس نے کہا: اس میں اعتزال اور تشیع تھا۔(دیکھئے: **تاریخ بغداد: ۱۳۵/۳**) جمہور کی جرح سے معلوم ہوا کہ مرزبانی مذکور ضعیف راوی ہے۔**(الحدیث:ش۵۵:ص۳۳)**

**جواب :**

علی زئی کا یہ دعویٰ کہ مرزبانیؒ پر جمہور نے جرح کی ہے، یہ سفید جھوٹ ہے، اس لئے کہ علی زئی نے اس کے خلاف جن تین حضرات سے جرح نقل کی ہے ، ان میں سے محمد بن ابی الفوارس کی جرح مرزبانی کے عقیدہ سے متعلق ہے، اور خود علی زئی نے تسلیم کیا کہ ایسی جرح راوی کی صحتِ روایت کے خلاف نہیں ہے۔**(نور العینین : ص ۶۳)** جبکہ ان کے بالمقابل کئی محدثین نے مرزبانی کی توثیق کی ہے۔

(۱) امام ابوالحسن **العتیقی**ؒ **(م۴۴۱ھ)** نے مرزبانی کو ثقہ قرار دیا ہے جیسا کہ خود علی زئی نے بحوالہ تاریخِ بغداد نقل کیا ہے۔

(۲) علامہ خطیبؒ **(م۴۶۳ھ)** نے ابو عبیداللہ بن الکاتب سے منسوب جرح کے رد میں لکھا ہے

**"قلت لیس حال ابی عبیداللہ عندنا الکذب"**

میں (علامہ خطیبؒ) کہتاہوں ابوعبیداللہ (محمد بن عمران مرزبانی) ہمارے نزدیک جھوٹے نہیں ہیں۔**(تاریخ بغداد:۳/۳۵۳)**

(۳) امام ابن خلکانؒ (م ۶۸۱؁ھ) نے مرزبانیؒ کے ترجمہ میں تصریح کی ہے کہ **"وکان ثقۃ فی الحدیث"** کہ مرزبانی حدیث میں ثقہ تھے۔ **(وفیات الاعیان:۲/۳۹۷)**

(۴) امام ذہبیؒ (م ۷۴۸؁ھ) نے مرزبانیؒ کو **"صدوق"** قرار دیا ہے۔ **(المغنی فی الضعفاء:۲/۳۵۶)**

(۵) امام ابن الاھدلؒ (م ۱۰۳۵؁ھ) بھی اپنی "تاریخ" میں مرزبانیؒ کو **"ثقۃ فی الروایۃ"** قرار دیتے ہیں۔ **(شذرات الذھب:ج۴:ص ۴۴۵، ج۲:ص ۱۱۳)**

(۶) امام ابن الجوزیؒ مرزبانیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ **"لم یکن من الکذابین"** یہ جھوٹے لوگوں میں سے نہیں ہے۔ **(البدایہ والنھایۃ:۱۸/۷)**

(۷) امام صلاح الدین الصفدیؒ (م ۷۶۴؁ھ) بھی مرزبانیؒ کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔ **(الوافی بالوفیات: ج۴: ص ۱۶۶)**

(۸). حافظ سبط ابن الجوزیؒ (م ۶۵۴؁ھ) کہتے ہیں کہ "**اتّفقوا علی أنّہ لم یکن کذّابا**" محدثین اس پر متفق ہے کہ وہ کذاب نہیں ہیں۔ **(مراۃ الزمان: ج۱۸: ص ۷۹)**

(۹) امام ابو محمد الیافعیؒ (م ۷۶۸؁ھ) نے بھی ثقہ کہا ہے۔ **(مراۃ الجنان: ج۲: ص ۳۱۴)**

(۱۰) امام ابو عبد اللہ، یاقوت الحمویؒ (م ۶۲۶؁ھ) نے بھی ان کو ثقہ کہا ہیں۔ **(معجم الادباء: ج۶: ص ۲۵۸۲)**

(۱۱) امام **مجیر الدین العلیمي**ؒ (م ۹۲۸؁ھ) نے ثقہ کہا۔ **(التاریخ المعتبر: ج۳: ص ۱۷۷)**

(۱۲) نواب صدیق حسن خانؒ (م ۱۳۰۷؁ھ) غیر مقلد نے بھی ان کو ثقہ کہا۔ **(التاج المکلل: ص ۱۱۳)**

(۱۳) امام ابو محمد الھجرانیؒ (م ۹۴۷؁ھ) نے ثقہ کہا۔ **(قلادۃ النحر: ج۳: ص ۲۵۵)**

اسی طرح امام ابو علی الفارسیؒ (م ۳۷۷؁ھ)، حافظ ابن الاثیرؒ (م ۶۳۰؁ھ)، حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸؁ھ)، امام ابو الحسن القفطیؒ (م ۶۴۶؁ھ)، ابو المعالی ابن الغزیؒ (م ۱۱۶۷؁ھ) وغیرہ نے بھی آپؒ کی ثناء و تعریف فرمائی ہے۔ **(الکامل فی التاریخ: ج۷: ص ۴۶۶، سیر: ج۱۶: ص ۴۴۷، انباہ الرواۃ: ج۳: ص ۱۸۰، دیوان الاسلام: ج۴: ص ۲۲۱)**

## (۶)　امام ابوالحسن الدار قطنیؒ (۳۸۵ھ):

امام دار قطنیؒ (م ۳۸۵ھ) جو بقول حافظ ذہبیؒ: الامام ، شیخ الاسلام، حافظ الزمان، اور الحافظ الشہیر تھے۔ **(تذکرۃ الحفاظ:۳/۱۳۲)**

امام موصوف باوجود علم حدیث میں بلند پایہ مقام رکھنے کے امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کے بارے میں متعنت ہیں،لیکن اس سب کے باوجود انہوں نے امام محمدؒ کی بڑی توثیق و تعریف کی ہے، چنانچہ ان کے شاگرد امام ابو بکر برقانیؒ (م ۴۲۵ھ) نے ان سے نقل کی ہے کہ انہوں نے امام محمدؒ کے بارے میں فرمایا:

**"وعندی لایستحق الترک"**

امام محمدؒ میرے نزدیک (روایت حدیث میں ) ترک کر دینے کے مستحق نہیں ہیں، یعنی آپ مقبول الروایت ہیں۔**(سوالات البرقانی للدارقطنی:ص۱۳۱، تاریخ بغداد:۲/۱۷۷)**[67]

---

لہذا زبیر علی زئی کا یہ دعوی کرنا کہ مرزبانی پر جمہور نے جرح کی ہے۔یہ ان کے دیگر اکاذیب کی طرح ایک صریح کذب ہے۔

[67] **امام دار قطنیؒ کی توثیق پر علی زئی کے اعتراض کی حقیقت:**

علی زئی جیسے متعصب غیر مقلدین یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی محدث ائمہ احناف میں سے کسی امام کی توثیق کرے، اور اگر کسی محدث سے کسی حنفی امام کی توثیق ثابت ہوجائے تو پھر یہ لوگ اس توثیق کو رکیک تاویلوں سے ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں، چنانچہ علی زئی نے امام دار قطنیؒ سے مذکورہ توثیقی قول کی سند کو صحیح تسلیم کر لینے کے باوجود اس کو یہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی ہے کہ:

امام دار قطنیؒ کے نزدیک کسی شخص کا متروک نہ ہونا اس کی دلیل نہیں ہے کہ وہ دوسرے محدثین کے نزدیک بھی متروک نہیں ہے۔　**(الحدیث:ش۷،ص۱۶،حاشیہ:۶)**یہ ہے علی زئی کا انصاف ! کہ اگر امام دارقطنیؒ کا کوئی حوالہ احناف

نیز امام دار قطنیؒ (م۳۸۵ھ) نے اپنی کتاب "غرائب حدیث مالک" میں آپ کو ثقہ حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، چنانچہ محدث جلیل امام زیلعیؒ (م۷۶۲ھ) نے امام موصوف کی مذکورہ کتاب سے ایک حدیث کے متعلق ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

**"حدیث بہ عشرون نفرا من الثقات الحفاظ منھم محمد بن الحسن الشیبانی، ویحییٰ بن سعید القطان، وعبداللہ بن المبارک، وعبدالرحمن بن مھدی وابن وھب وغیرھم"**

---

کے خلاف آئے تو پھر وہ جلیل القدر معتدل امام ہیں ،اور اگر ان کا کوئی حوالہ احناف کے حق میں ہو تو پھر وہ محدثین کی صف سے ہی خارج ہوجاتے ہیں، اور ان کی توثیق کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔ انا للہ ......

**خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد**

**جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے**

اور پھر امام دار قطنیؒ اپنی اس توثیق میں منفرد نہیں ہیں، بلکہ کئی محدثین نے بھی امام محمدؒ کی توثیق کی ہے، ان میں سے بعض کے توثیقی اقوال گزر چکے ہیں، اور بعض کے آگے آرہے ہیں ، لہٰذا علی زئی کی مذکورہ تاویل باطل ہے۔

اور بالفرض اگر امام دار قطنیؒ امام محمدؒ کی توثیق کرنے میں منفرد بھی ہوں تو کم از کم علی زئی کو یہ تو کھلے دل سے تسلیم کر لینا چاہے کہ امام محمدؒ امام دار قطنیؒ کے نزدیک ثقہ اور مقبول روایت ہیں، لیکن علی زئی اس بات کو بھی تسلیم کر لینے کے لئے تیار نہیں ہیں، چنانچہ ایک دوسری جگہ ہے امام محمدؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس کی توثیق کسی معتبر محدث سے ثابت نہیں ہے۔ **(حاشیہ :جزء رفع الیدین:ص۲۴)** گویا علی زئی کی نظر میں امام دار قطنیؒ معتبر محدث نہیں ہیں۔

**بریں عقل و دانش بباید گریست**

اس حدیث کو (امام مالک سے) بیس عدد ثقہ حفاظ حدیث نے بیان کیا ہے جن میں سے امام محمد بن حسن شیبانیؒ، امام یحیٰی بن سعید القطانؒ، امام عبداللہ بن مبارکؒ، امام عبدالرحمن بن مہدیؒ، اور امام ابن وہبؒ وغیرہ شامل ہیں۔**(نصب الرایۃ:ص۱/۴۰۸،۴۰۹)**[68]

---

[68] **امام زیلعیؒ کے امام دار قطنیؒ سے نقل کردہ قول پر علی زئی کی بے چینی :**

زبیر علی زئی نے یہاں بھی اپنی عادت کے موافق امام دارقطنیؒ کے اس ایک مستند اور مضبوط حوالے کو قبول کرنے کے بجائے، الٹا امام زیلعیؒ جیسے محدث جلیل پر یہ بے بنیاد الزام لگادیا کہ انہوں نے امام دار قطنیؒ کے اس قول کو اپنی کتاب "نصب الرایہ" میں کانٹ چھانٹ کر کے نقل کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"نصب الرایہ للزیلعی" میں امام دار قطنی کی کتاب "غرائب مالک" سے ایک قول کانٹ چھانٹ کر کے نقل کیا گیا ہے، جب تک اصل کتاب "غرائب مالک" یا اس سے منقول پوری عبارت نہ دیکھی جائے، اس متبور (ادھ کٹے) قول سے استدلال صحیح نہیں ہے، زاہد الکوثری صاحب وغیرہ، اس متبور و مقطوع قول پر بغلیں بجا بجا کر خوشی کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ **(الحدیث:ش۷:ص۱۹)**

**نیز** ایک جگہ کہتے ہیں: اصل کتاب غرائب مالک موجود نہیں ہے، تاکہ زیلعی کے دعوی کی تصدیق کی جاسکے۔**(مقالات:ج۲: ص۳۵۵)**

**جواب:**

**اولاً** حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الزیلعیؒ(**م۷۶۲ھ**) کی مختصر توثیق وثناء درج ذیل ہیں:

(۱) امام جمال الدین، یوسف بن تغری ؒ(**م۸۷۴ھ**) نے کہا:

**"الشیخ الإمام البارع المحدّث العلامة--------وکان-رحمه الله-فاضلا بارعا في الفقه والأصول والحدیث والنحو والعربیة وغیر ذلك"**۔**(النجوم الزاهرة:ج۱۱:ص۱۰)**

(۲) امام زین الدین **الملطی**ؒ(**م۹۲۰ھ**) نے کہا:

" **وكان عالما محدّثا فاضلا** "۔ **(نیل الامل: ج۱: ص۳۲۴)**

(۳) حافظ ابن فہد المکیؒ (م۸۷۱ھ) نے کہا:

" **الفقيه الإمام الحافظ۔۔۔۔ تفقه وبرع وأدام النظر والاشتغال وطلب الحديث واعتنى به فانتقى وخرج وألف وجمع** "۔ **(لحظ الالحاظ: ص۸۸)**

(۴) حافظ سیوطیؒ (م۹۱۱ھ) نے کہا:

" **الإِمَام الْفَاضِل الْمُحدث الْمُفِيد** "۔ **(ذیل طبقات الحفاظ للسیوطی: ص۵۳۵)**

(۵) ابو المعالی ابن الغزیؒ (م۱۱۶۷ھ) نے کہا:

" **الإمام الحبر الفقيه** "۔ **(دیوان الاسلام: ج۲: ص۳۸۷)**

خلاصہ یہ کہ حافظ زیلعیؒ (م۷۶۲ھ) مشہور حافظ الحدیث اور صدوق محدث ہیں۔ **(اضواء المصابیح: ۲۵۱)**، لہذا ان کی نقل، صحیحین کے رواۃ کی طرح صحیح و قابل اعتماد ہیں اور علی زئی کا اعتراض کہ "اصل کتاب غرائب مالک موجود نہیں ہے تاکہ زیلعی کے دعوی کی تصدیق کی جاسکے " باطل و مردود ہے۔

اور تمام متاخرین محدثین (حافظ ابن حجرؒ وغیرہ) کی تحقیقات کا یہ ایک بڑا ماخذ ہے، اسی طرح غیر مقلدین کی شروحات حدیث بھی اس کتاب کے مستدلات سے بھری ہوئی ہیں، مثلاً مشہور غیر مقلد عالم مولانا شمس الحق ڈیانویؒ کی **"التعلیق المغنی علیٰ متن الدارقطنی"** زیادہ تر اسی " نصب الرایہ" سے ماخوذ ہے، جس کا اقرار مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد نے بھی کیا ہے، چنانچہ موصوف لکھتے ہیں: اہلِ علم جانتے ہیں کہ محدث ڈیانویؒ **"التعلیق المغنی"** میں اکثر و بیشتر "نصب الرایہ" سے نقل کرتے ہیں۔ **(تنقیح الکلام: ص۲۳۷)** خود علی زئی نے امام زیلعیؒ کے علمی مقام اور ان کی اس کتاب کی شہرت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ابو محمد عبداللہ بن یوسف الحنفی الزیلعیؒ مشہور حنفی عالم ہیں، ان کی کتاب "نصب الرایہ لاحادیث الھدایہ" کا نام زبان زد عام ہے۔ **(نور العینین: ص۵۱)**

**دوم** امام زیلعیؒ نے امام دار قطنیؒ کی **"غرائب مالک"** سے ان کا مذکورہ قول نقل کیا جو کہ بالکل صاف ہے،اور اس میں ادنیٰ سا بھی کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ اس میں کوئی قطع وبُرید ہوئی ہے، لیکن علی زئی کی ہٹ دھرمی ملاحظہ کریں کہ انہوں نے امام دار قطنیؒ کی **"غرائب مالک"** دیکھی تک نہیں ہے، لیکن پھر بھی امام زیلعیؒ پر بلاثبوت یہ تہمت لگا رہے ہیں کہ انہوں اس قول میں کانٹ چھانٹ کی ہے۔**فیاللعجب**

**یہ اندازِ جنوں اچھا نکالا**

**لیا پہچان گو دیکھا نہ بھالا**

**سوم** پھر علی زئی کے دوغلا پن کی حد ہے کہ یہاں امام زیلعیؒ نے امام دار قطنیؒ کی "غرائب مالک" سے جو حوالہ نقل کیا ہے ، وہ تو علی زئی کی نظر میں غیر معتبر ہے ، کیونکہ وہ ان کے موقف کے خلاف ہے ، لیکن جب امام زیلعیؒ کا اسی **"غرائب مالک"** سے نقل کردہ حوالہ علی زئی کے حق میں ہو تو پھر وہ آنکھیں بند کرکے اس کو قبول کر لیتے ہیں۔

چنانچہ ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: شیخ الاسلام امام دارقطنیؒ نے ایک کتاب **" غرائب مالک"** لکھی ہے، اس کتاب میں انہوں نے ہر قسم کی ( موضوع و باطل وغیرہ بھی) روایات اکٹھی کی ہیں، مگر وہ(یعنی خلافیات للبیہقی کی ترک رفع کی ابن عمر کی مرفوع روایت)اس کتاب میں مغلطائی کنجری کی روایات نہیں لائے، ملاحظہ ہو **"نصب الرایہ للزیلعی: ج۱، ص۴۰۴"** ۔۔ **(نورالعینین:ص۵۱)**

اسی طرح کی دوغلی پالیسی کی حرکت موصوف علی زئی نے ایک اور جگہ بھی کی ہے۔**(مجلہ الاجماع:ش۳:ص۱۳۳)**

قارئین:آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ علی زئی صاحب کیسی دوغلی پالیسی پر گامزن ہیں کہ امام زیلعیؒ کی نقل میں جب اپنا کوئی فائدہ نظر آئے تو فوراً اس کو قبول کر لیتے ہیں، اور جب ان کی نقل سے ان کے موقف پر زد پڑتی ہو تو پھر لچر قسم کے بہانوں سے اس کو رد کر دیتے ہیں، اور نام ہے اہلِ حدیث۔

پھر یہ لوگ اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی بجائے علامہ زاہد الکوثریؒ وغیرہ جیسے اہل علم پر طنز کرتے ہیں کہ " وہ اس متبور قول پر بغلیں بجا بجا کو خوشی کا اظہار کرتے رہے ہیں"، لیکن ان کو یہ سمجھنے کی توفیق نہیں ملتی کہ علامہ زاہد

اندازہ کریں کہ امام دار قطنیؒ **(م۳۸۵ھ)** جیسے محدث امام محمدؒ کو کس پایہ کے ثقہ حفاظ حدیث (امام عبداللہ بن مبارکؒ ، امام یحیٰی قطانؒ، اور امام ابن مہدیؒ وغیرہ) کے زُمرے میں شمار کر رہے ہیں اور پھر ان میں سے بھی آپ کو انہوں نے سرِ فہرست ذکر کر کے گویا یوں کہہ دیا ہے:

**میری انتہائی نگارش یہی ہے**

**تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں**

## (۷)　امام ابو عبداللہ الحاکم نیشاپوریؒ(م۴۰۵ھ) :

امام حاکمؒ جو بقول حافظ ذہبیؒ: الحافظ الکبیر، اور امام المحدثین تھے۔ **(تذکرۃ الحفاظ:۱۶۲/۳)**، انہوں نے اپنی مشہور تصنیف حدیث ''المستدرک '' میں امام محمدؒ کی احادیث کی تخریج کی ہے، اور آپ سے حجت پکڑی ہے۔

نیز امام موصوف نے آپ کی سند حدیث کو '' صحیح الاسناد'' سے تعبیر کیا ہے ، چنانچہ وہ ایک حدیث جس کو انہوں امام ربیع سے ، انہوں نے امام شافعیؒ سے، انہوں نے امام محمدؒ سے ، انہوں نے امام ابویوسفؒ ، انہوں نے عبداللہ بن دینارؒ سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے ، کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

**''ھذاحدیث صحیح الاسناد''۔(المستدرک علی الصحیحین :۳۷۹/۴،ح۷۹۹۰)**

---

الکوثریؒ وغیرہ تو ایک حقیقت کا اظہار کر کے خوش ہو رہے ہیں جو کہ بجا ہے، لیکن آپ لوگ تو اس حقیقت سے انکار کر کے اپنی جہالت اور ہٹ دھرمی کا ماتم کر رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ امام محمدؒ سمیت اس روایت کے سارے راوی امام حاکمؒ کے نزدیک "صحیح الاسناد" اور ثقہ ہیں۔[69]

---

[69] اور امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) مقدمہ **المستدرک علی الصحیحین** میں کہتے ہیں کہ:

**أنا أستعين الله على إخراج أحاديث رواتها ثقات۔**

میں اللہ سے مدد چاہتا ہو، ثقہ روات کی احادیث کے اخراج کے سلسلے میں۔ **(المستدرک: ج۱: ص ۴۲)**،

معلوم ہوا کہ امام حاکمؒ **(م ۴۰۵ھ)** نے ثقات کی روایت اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔لہذا امام محمدؒ **(م ۱۸۹ھ)** بھی امام حاکمؒ **(م ۴۰۵ھ)** کے نزدیک ثقہ ہیں۔

نیز امام حاکمؒ نے امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) کو " **فهذه صفة أتباع التابعين إذ جعلهم النبي صلى الله عليه وسلم خير الناس بعد الصحابة والتابعين المنتخبين، وهم الطبقة الثالثة بعد النبي صلى الله عليه وسلم، وفيهم جماعة من أئمة المسلمين، وفقهاء الأمصار** " میں شمار کیا ہے۔ **(معرفة علوم الحديث للحاكم: ص ۴۶)**

لہذا امام محمدؒ **(م ۱۸۹ھ)** امام حاکمؒ کے نزدیک ثقہ، فقیہ، اور ائمہ المسلمین ہیں۔

**امام حاکمؒ کی توثیق پر علی زئی کے اعتراض کی حقیقت :**

زبیر علی زئی نے اپنی عادت سے مجبور ہوکر امام حاکمؒ کی توثیق پر اعتراض کر دیا کہ حافظ ذہبیؒ نے "تلخیص المستدرک" میں امام حاکمؒ کا ( امام محمدؒ کی روایت کی سند کو صحیح الاسناد کہنے پر) رد کرتے ہوئے کہا: قلت بالدبوس، میں نے کہا: ڈنڈے کے زد پر۔ معلوم ہوا کہ یہ تصحیح ذہبیؒ کے نزدیک مردود ہے۔ **(الحدیث: ۵۴/۱۲، ۳۴/۵۵)**

**جواب:**

علی زئی کا یہ اعتراض کئی وجوہ سے باطل ہے:

(۱) حافظ ذہبیؒ کا امام حاکمؒ کی تصحیح کو رد کرنا امام حاکمؒ کی تصحیح پر نظرانداز نہیں ہوتا، اس لئے کہ امام حاکمؒ، حافظ ذہبیؒ سے مقدم بھی ہیں، اور خود زبیر علی زئی نے دار قطنیؒ اور خطیب بغدادیؒ کے اقوال میں موازنہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

ان دونوں (خطیب، دار قطنی) کے اقوال میں متقدم واوثق ہونے کی وجہ سے دار قطنی کے قول کو ہی ترجیح حاصل ہے۔ **(الحدیث:۱۹/۱۷)**

نیز علی زئی نے لکھا ہے: متاخرین کا متقدمین کے مقابلے میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔ **(القول المتین:ص۲۳)** ان تصریحات کے باوجود علی زئی کا امام حاکمؒ کی تصحیح کو حافظ ذہبیؒ کے قول کی وجہ سے رد کردینا انصاف و دیانت کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

(۲) حافظ ذہبیؒ نے اپنی کتاب "تلخیص المستدرک" میں مذکورہ حدیث کے تمام راویوں کی دیگر احادیث کو صحیح قرار دیا ہے، مثلاً "الربیع عن الشافعی" کی سند سے مروی کم از کم دو احادیث کو انہوں نے صحیح کہا ہے۔(دیکھئے **رقم الحدیث: ۲۸۱۴، ۳۲۵۴**) امام محمد بن حسنؒ کی ایک روایت پر بھی انہوں نے تلخیص میں سکوت کیا ہے۔ **(رقم الحدیث:۵۹۷۸)** جو کہ باقرار غیر مقلدین حافظ ذہبیؒ کے نزدیک اس حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔**(فتاویٰ اہل حدیث:۱/۶۳۵)** امام ابویوسفؒ کی کم از کم چار روایات کو انہوں نے صحیح کہا۔ **(رقم الحدیث:۲۱۸۴،۳۶۸۹،۳۹۱۸،۷۷۸۳)** اسی طرح عبداللہ بن دینارؒ کی کم از کم ایک حدیث کی انہوں نے تصحیح کی۔**(رقم الحدیث:۱۷۹۳)**

نیز حافظ ذہبیؒ نے اپنی کتب( سیر اعلام النبلاء وغیرہ) میں ان سب حضرات کی توثیق و توصیف کی ہے، اور خود معترض زبیر علی زئی ایک روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام بخاریؒ، امام ابو حاتمؒ اور امام ذہبیؒ نے اس روایت کو غیر محفوظ وغیرہ قرار دیا ہے، تو عرض ہے کہ یہ جرح غیر مفسر ہے، جبکہ اس حدیث کے تمام راوی امام بخاریؒ، امام ابوحاتمؒ، اور امام بیہقیؒ کے نزدیک ثقہ ہیں، تو اسے کس دلیل کی بنیاد پر غیر محفوظ قرار دیا جاسکتا ہے۔**(مسئلہ فاتحہ خلف الامام:۲۲)**

بنا بریں جب مذکورہ حدیث جس کی تصحیح کو امام ذہبیؒ نے رد کیا ہے، کے تمام راوی امام ذہبیؒ کے نزدیک صحیح الحدیث اور ثقہ ہیں، تو پھر کس دلیل کی بنیاد پر اس حدیث کی تصحیح کو رد کیا جاسکتا ہے؟

واضح رہے کہ اس حدیث کی سند پر جو اعتراض کیا گیا ہے، اس کی وجہ اس سند کے راویوں کا ضعیف ہونا نہیں ہے، بلکہ اعتراض کی وجہ یہ ہے کہ اس کی سند میں امام ابویوسفؒ اور عبداللہ بن دینارؒ کے درمیان عبیداللہ بن عمر کا واسطہ گر گیاہے، امام بیہقیؒ جو ایک کٹّر اور متعصب شافعی محدث ہیں، انہوں نے بھی یہ اقرار کیا ہے کہ یہ واسطہ امام شافعیؒ سے

## (۸) امام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ):

امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) جو کہ مشہور صاحب التصانیف محدث ہیں، حافظ ذہبیؒ ان کے ترجمے کا آغاز: الامام، الحافظ ، العلامہ، شیخ اور صاحب التصانیف کے القاب سے کرتے ہیں۔ **(تذکرۃ الحفاظ: ۴/۲۱۹)**

امام موصوف نے اپنی کتب حدیث میں امام محمدؒ سے کئی احادیث روایت کی ہیں، چنانچہ آپ کی ایک حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

**"وانما يصح عن الشعبي والرواية فيه عن ابن عباس على ما حكى محمد بن الحسن"**

اس مسئلہ میں امام شعبیؒ، اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت صحیح ہے، جیسا کہ امام محمد بن حسنؒ نے بیان کیاہے۔ **(السنن الکبری: ۸/۱۰۴)**

---

گراہے، کیونکہ انہوں نے جب اس حدیث کو زبانی بیان کیاتو وہ سند میں عبیداللہ بن عمر کا نام لینا بھول گئے، اور اس کی حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے دلیل یہ بیان کی ہے کہ امام ابن حبانؒ نے اپنی "صحیح" میں امام بشر بن ولیدؒ کے واسطے سے امام ابویوسفؒ سے یہ حدیث نقل کی ہے، اور اس میں یہ واسطہ موجود ہے، اسی طرح محمد بن حسنؒ نے بھی اپنی کتاب **"کتاب الولاء"** میں اس حدیث کی سند میں امام ابو یوسفؒ اور عبداللہ بن دینارؒ کے درمیان عبیداللہ بن عمرؒ کانام لیاہے، اس سے معلوم ہوا کہ امام شافعیؒ سے یہ واسطہ ذکر کرتے ہوئے چوک ہوئی ہے۔ (دیکھئے: **تلخیص الحبیر للحافظ ابن حجرؒ**: ۴/۲۱۴،)

لہٰذا اگر اس سند میں غلطی ہے تو اس کے ذمہ دار اما شافعیؒ ہیں نہ کہ امام محمدؒ وامام ابویوسفؒ لہٰذا علی زئی کا امام محمدؒ پر اعتراض فضول ہے۔

(۳) امام حاکم کی تصحیح، ذہبیؒ کے موقف کے خلاف ہو یا جمہور کے جیساکہ علی زئی کا دعویٰ ہے ،لیکن یہ بات تو حتمی ہے کہ کم از کم امام حاکمؒ کے نزدیک امام محمدؒ ثقہ ہیں، لہٰذا اس سے علی زئی کا یہ دعویٰ تو باطل ہوجاتا ہے کہ امام محمدؒ کی توثیق کسی محدث سے ثابت نہیں ہے۔

اس بیان میں امام بیہقیؒ نے امام محمدؒ کی روایت کو صراحتاً صحیح کہا ہے۔

اور حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ:

کسی سند کو صحیح کہنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس سند کا ہر راوی صحیح کہنے والے کے نزدیک ثقہ یاصدوق ہے۔**(القول المتین:ص۲۱)**

نیز انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ :

محدثین کا حدیث کو حسن یا صحیح قرار دینا، ان کی طرف سے اس حدیث کے ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے۔**(نصر الباری:ص۱۸)**

لہٰذا امام بیہقیؒ جیسے محدث کا امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی روایت کو صحیح کہنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپؒ ان کے نزدیک ثقہ یا صدوق ہیں۔[70]

## (۹) امام یوسف بن عبداللہ المعروف بہ ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ) :

امام ابن عبد البرؒ کی علمی شخصیت سے کون شخص ناواقف ہوگا؟ حافظ ذہبیؒ جیسے محدث ناقد ان کو شیخ الاسلام اور حافظ المغرب کے القاب سے یاد کرتے ہیں، اور ان کے بارے میں تصریح کرتے ہیں کہ:

یہ حدیث کے حفظ اور اس کی پختگی میں اپنے تمام اہلِ زمانہ کے سردار تھے۔(تذکرۃ الحفاظ :۳/۲۱۷)

---

[70] نیز امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے ان کو "**أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ**" اور "**من أكابر فقهاء الأمصار**" میں شمار کیا ہے۔**(کتاب الاسماء والصفات: ص۶۱۰، ۵۸۵، المدخل للبیہقی: ج۲: ص۵۸۹، ت عوامہ)**

لہٰذا امام ابو بکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کے نزدیک بھی امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) صدوق، فقیہ ہیں۔

موصوف نے اپنی مایہ ناز تصنیف **"الانتقاء فی فضائل الثلاثہ الائمۃ الفقھاء"** جس میں انہوں نے امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور ان تینوں ائمہ کے مشہور تلامذہ کے فضائل ومناقب لکھے ہیں، اس میں انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے تلامذہ کے تعارف میں امام محمدؒ کا بھی بڑا شاندار ترجمہ لکھا ہے، اور اس ترجمہ میں انہوں نے امام شافعیؒ وغیرہ سے آپ کی توثیق نقل کرنے کے علاوہ خود بھی آپ کی ان الفاظ میں توثیق کی ہے :

**"کان فقیھا عالما کتب عن مالک کثیرا من حدیثه وعن الثوری وغیرھما"**

امام محمدؒ فقیہ، اور (حدیث وغیرہ) کے عالم تھے، اور آپ نے امام مالکؒ اور امام سفیان ثوریؒ اور دیگر محدثین سے بکثرت احادیث لکھی تھیں۔**(الانتقاء:ص۱۷۴)**

اسی طرح موصوف نے امام شافعیؒ کے ترجمے میں آپ کو ان کے مشائخ میں شمار کرتے ہوئے بڑے عمدہ الفاظ میں آپ کا تعارف کرایا ہے۔**(ایضاً ص:٦٩)**

نیز امام موصوف نے امام محمدؒ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، چنانچہ انہوں نے رفعِ یدین سے متعلق امام مالکؒ کی ایک حدیث کی بابت ان کے تلامذہ میں پائے جانے والے اختلاف کو ذکر کیا، اور ان دونوں قسم کے تلامذہ کے ناموں کو بھی گنایا، جن میں انہوں نے امام محمدؒ کے نام کو بھی ذکر کیا، اورآخر میں ان سب کے متعلق تصریح کی ہے کہ:

**"لان جماعة حفاظا رووا عنه الوجھین جمیعاً"**

کہ (امام محمدؒ سمیت) حفاظ کی جماعت نے امام مالکؒ سے دونوں طرح سے یہ حدیث روایت کی ہے۔**(التمھید:۴/۱۴۰،۱۴۱)**

## (۱۰) امام یحییٰ بن ابراہیم السلماسیؒ (م ۵۵۰ھ) :

امام سلماسیؒ جو ایک جلیل القدر محدث اور امام ابن عساکرؒ اور امام ابن الجوزیؒ وغیرہ جیسے مشہور محدثین کے استاذ ہیں، انہوں نے ائمہ اربعہ کے مناقب میں ایک کتاب "منازل الائمۃ الاربعۃ" کے نام سے لکھی ہے ، اس میں وہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے تذکرہ میں امام محمدؒ کو آپ کے تلامذہ میں شمار کرنے کے بعد ان کے تعارف میں لکھتے ہیں:

**"وکتب الحدیث، وکان فقیھا عالما شھما نبیلا"**

امام محمدؒ نے حدیث لکھی،اور آپ فقیہ،عالم سمجھدار،اور معزز شخص تھے۔**(منازل الائمۃ الاربعۃ: ص ۸۸)**[71]

## (۱۱) امام عبدالکریم شہرستانیؒ (م ۵۴۸ھ) :

یہ علمِ کلام کے مشہور و معروف امام ہیں، علامہ ابن خلکانؒ (م ۶۸۱)، ان کو : امام، مبرز، فقیہ، متکلم اور واعظ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ **(شذرات الذھب:۴/۱۴۹)**

---

[71] امام یحییٰ بن ابراہیم السلماسیؒ **(م ۵۵۰ھ)** کی کتاب کے بارے میں حافظ ابن عساکرؒ **(م ۵۷۱ھ)** کہتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **(تاریخ ابن عساکر: ج ۶۴: ص ۴۵)**، یعنی اس کتاب میں امام یحییٰ بن ابراہیم السلماسیؒ **(م ۵۵۰ھ)** نے جو کچھ باتیں اور روایت لکھی ہے، اس میں اور اس کے روات میں، حافظ ابن عساکرؒ **(م ۵۷۱ھ)** کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حافظ ابن عساکرؒ **(م ۵۷۱ھ)** کے نزدیک اس کتاب کے ارشادات ،روایات اور ائمہ ثلاثہ کے ساتھ ساتھ، امام ابوحنیفہؒ، امام یوسف اور امام محمدؒ میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اس کتاب میں امام ابوحنیفہؒ، امام یوسف اور امام محمدؒ وغیرہ سے روایات موجود ہیں۔ **(منازل: ص ۱۷۹، ۱۶۵، ۱۷۰)**

نیز ابن عساکرؒ نے امام محمدؒ کو (ضابطون) ضبط کرنے والوں میں بھی شمار کیا ہے۔ (بحوالہ **اتحاف السالک لابن ناصر الدین: ص ۶۴، ت نشات بن کمال المصری)**

مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ ، اور مولانا اسمعیل سلفیؒ وغیرہ غیر مقلدین نے بھی ان کی بڑی تعریف کی ہے۔**(تاریخ اہلِ حدیث:ص۸۷، تحریکِ آزادی فکر:ص۱۴۱)**

امام موصوف نے امام محمدؒ اور آپ کے اساتذہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ وغیرہ کو ان ائمہ اہل سنت میں شمار کیا ہے کہ جن پر لوگوں نے عقیدہ ارجاء کا بے بنیاد الزام لگایا ہے ، اور پھر انہوں نے اس الزام کی حقیقت کو اچھی طرح سے طشت ازبام کیا ہے، اور ان کے بارے میں یہ بھی تصریح کی ہے کہ:

**"وھولاء کلھم ائمۃ الحدیث"۔**

یہ سب کے سب حدیث کے امام ہیں۔**(الملل والنحل:۱/۱۱۶)**

## (۱۲) امام ابوسعد عبدالکریم السمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) :

امام سمعانیؒ حدیث، تاریخ،اور انساب وغیرہ علوم کے اجلہ ائمہ میں سے ہیں، حافظ ذہبیؒ نے ان کو : **الحافظ، البارع، العلامۃ، تاج الاسلام،** اور **صاحب التصانیف** قرار دیا ہے۔**(تذکرۃ :۴/۱۷۸۵)**

موصوف نے اپنی مشہور کتاب "کتاب الانساب" میں مادہ **"الشیبانی"** کے ذیل میں امام محمدؒ کا شاندار اور مبسوط ترجمہ لکھاہے، اس ترجمہ میں انہوں نے خود بھی آپ کی تعریف کی ہے، اور دیگر متعدد ائمہ سے بھی آپ کے بارے میں توثیقی و توصیفی اقوال نقل کئے ہیں۔

اسی طرح انہوں نے مادہ **"الشھید"** کے ذیل میں امام ابوالفضل الحاکم الحنفیؒ کے ترجمہ میں آپ کو **"الامام الربانی"** قرار دیا ہے، چنانچہ امام حاکمؒ کی کتاب "مختصر الکافی" کے تعارف میں لکھتے ہیں:

**اختصر کتاب "الکافی" الذی صنفہ الامام الربانی محمد بن الحسن الشیبانی۔**

انہوں نے ''کتاب الکافی'' کا اختصار کیا، جس کو امام ربانی محمد بن حسن الشیبانیؒ نے تصنیف کیا تھا۔ **(کتاب الانساب:۳/۱۶۶،۱۶۷)**

**''ربانی''** محدثین کے ہاں اُس شخص کو کہا جاتا ہے،جو وسیع العلم ،اور دیانت دار ہو، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ **(م ۸۵۲ھ)** **''الربانی''** کی تعریف میں لکھتے ہیں:

**''وينسب هذه النسبة من يوصف بسعة العلم والديانة''**

اس نسبت کے ساتھ وہ آدمی منسوب ہوتا ہے جو وسعت علم اور دیانت داری کے ساتھ موصوف ہو۔ **(تبصير المنتبه:۲/۶۲۲)**

اس سے واضح ہوگیا کہ امام سمعانیؒ کے نزدیک امام محمدؒ وسعت علم اور دیانت داری کے امام ہیں، اور یہ اعلیٰ درجہ کی توثیق ہے۔

## (۱۳) امام علی بن انجب المعروف بہ ''ابن الساعی''(م ۶۷۴ھ) :

امام ابن الساعیؒ جو کہ بقول حافظ ذہبیؒ : الشیخ، الامام، العلامۃ، الاخباری اور مؤرخ الزمان تھے، **(سیر اعلام النبلاء: ۲۴/۲۹۳)** نے بھی امام محمدؒ کی توثیق کی ہے، چنانچہ وہ آپ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: **امام عالم ، کبیر القدر، شائع الذکر**۔ (**الدر الثمین فی اسماء المصنفین**:ص۱۵۹)

## (۱۴) امام محمد بن احمد بن عبدالھادی المقدسیؒ(م ۷۴۴ھ) :

یہ امام ابن عبدالھادی سے مشہور ہیں،اور ان کا شمار حدیث اور فن جرح و تعدیل کے جلیل القدر ائمہ میں ہوتا ہے ، حافظ ابن کثیرؒ نے ان کا تعارف : **''الشیخ، الامام، العالم، العلامة، الناقد، اور البارع''** جیسے عظیم القاب سے کرایا ہے۔(**البدایہ والنہایہ:۹/۴۶۵**)

انہوں نے ائمہ اربعہ (امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمدؒ) کے مناقب میں ایک شاندار کتاب **"مناقب الائمۃ الاربعۃ"** کے نام سے لکھی ہے، اس کتاب میں انہوں نے امام اعظمؒ کے تلامذہ کے بیان میں امام محمدؒ کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے:

**"والقاضی الامام العلامۃ فقیہ العراق ابو عبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی احد شیوخ الامام الشافعی"۔ (مناقب الائمۃ الاربعۃ: ص ۶۰)**

زبیر علی زئی غیر مقلد ایک راوی کے متعلق حافظ ذہبیؒ سے **"الامام الفقیہ"** کے الفاظ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اس کا مقام صدوق کا مقام ہے۔ **(الحدیث: ش۷، ص۱۳)**

اب جس راوی کے متعلق صرف **"الامام"** اور **"الفقیہ"** کہا جائے، اس کا مقام بقول علی زئی صدوق ہے، تو پھر امام محمدؒ کا مقام صدوق سے بھی بڑھ کر (یعنی آپ کو ثقہ) ہونا چاہئے، کیونکہ آپ کو امام ابن عبدالہادیؒ (م ۷۴۴ھ) نے **"الامام"** اور **"فقیہ العراق"** کہنے کے ساتھ ساتھ **"العلامہ"** بھی کہا ہے۔

## (۱۵) امام جمال الدین عبداللہ بن یوسف زیلعیؒ (م ۷۶۲ھ):

امام زیلعیؒ ایک متبحر اور بالاتفاق ثقہ محدث ہیں، انہوں نے کتاب الآثار بروایت امام محمد بن حسنؒ کے ایک اثر کے بارے میں لکھا ہے:

**"اثر جید"**

کہ اس اثر کی سند جید ہے۔ **(نصب الرایہ: ۳/۲۴۰)**

جب کہ خود علی زئی کے نزدیک جس راوی کی سند کو جید کہا جائے وہ اس کے ثقہ ہونے کی دلیل ہے۔ **(الحدیث: ۴۷/۱۹)**

## (۱۶) امام ابن حزم ظاہریؒ (م ۴۵۶ھ) :

امام ابن حزمؒ فقہ ظاہری کے امام اور مشہور عالم ہیں، غیر مقلدین کے ہاں یہ بڑے مستند سمجھے جاتے ہیں، اور وہ امام محمدؒ کی روایت پر اعتماد کرتے ہیں، چنانچہ ایک مسئلہ کی تحقیق میں انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

**"والمحفوظ عن ابی حنیفة هو ما ذکره محمد بن الحسن فی الجامع الصغیر"**

امام ابوحنیفہؒ سے محفوظ روایت وہ ہے جو امام محمدؒ نے "الجامع الصغیر" میں آپ سے نقل کی ہے۔ **(المحلیٰ: ص ۸/۱۲۴)**

اور خود زبیر علی زئی نے تصریح کی ہے کہ محدثین کا کسی راوی کی روایت کو محفوظ قرار دینا ان کی طرف سے اس راوی کی توثیق کی دلیل ہے۔ **(القول المتین : ص ۲۶)**

## (۱۷) امام شمس الدین محمد بن احمد الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) :

امام ذہبیؒ تمام علوم حدیث خصوصاً فن جرح وتعدیل کے بلند مرتبت سپوت ہیں، مولانا عبد الرحمن مبارکپوریؒ **(م ۱۳۵۲ھ)** غیر مقلد نے امام موصوف کا تعارف کراتے ہوئے کہا ہے کہ :

**"هو من استقراء التام فی نقد الرجال"**

یعنی حافظ ذہبیؒ ان لوگوں میں سے ہیں جو رجال (راویان حدیث) کے پرکھنے میں کامل استقراء والے ہیں۔ **(تحقیق الکلام: ۲/۱۴۳)**

امام موصوف نے اپنی کتب رجال میں مختلف الفاظ میں امام محمدؒ کے فقہی اور محدثانہ مقام کی زبردست تعریف کی ہے، چنانچہ ماقبل گزر چکا ہے کہ امام ذہبیؒ نے آپ کو فقیہ العصر ، فقیہ العراق، رأس فی

الفقہ، (فقہ میں سردار )اور امام ابویوسفؒ کے بعد عراق کے سب سے بڑے فقیہ قرار دیا ہے۔**(دیکھئے ص:۴۹،۹۷)**

نیز یہ بھی گذرا کہ انہوں نے آپ کو دنیا کے ذہین ترین لوگوں میں شمار کیا ہے، اور آپ کا محدث ہونا تسلیم کرتے ہوئے آپ کو محدثین کے طبقات پر مشتمل اپنی کتاب **"المعین فی طبقات المحدثین"** میں ذکر کیا ہے۔ **(دیکھئے ص:۱۰۱ )**

اور دوسری جگہ آپ کے بارے میں یہ تصریح کہ ہے کہ آپ نے بکثر احادیث سن رکھی تھی۔ **(دیکھئے ص:۱۰۱)**

اسی طرح امام ذہبیؒ نے امام ابویوسفؒ کے مناقب میں جہاں ان کے تلامذہ میں امام یحیٰ بن معینؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام علی بن الجعدؒ وغیرہ جیسے یگانہ روزگار محدثین کو شمار کیا ہے، وہاں آپ کو بھی ان کے تلامذہ میں شمار کرتے ہوئے آپ کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں کہ:

**"واجل اصحابہ محمد بن الحسن"**

امام ابویوسفؒ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ جلیل القدر امام محمد بن حسنؒ ہیں۔**(دیکھئے ص:۴۹ )**

یہ سب امام ذہبیؒ کی وہ تصریحات ہیں ، جن کو ہم مختلف عنوانات کے ذیل میں ذکر کر آئے ہیں، ان تصریحات کے علاوہ بھی امام ذہبیؒ نے اپنے متعدد الفاظ میں امام محمدؒ کی توثیق و توصیف کی ہے۔

مثلاً لکھتے ہیں:

**محمد بن الحسن بن فرقد، العلامة، فقیه العراق۔(سیر اعلام النبلاء:۹/۱۳۴)**

اسی طرح انہوں نے آپ کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

**"وكان مع تبحره في الفقه يضرب بذكائه المثل"**

آپ فقہ میں تبحر رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی ذکاوت (ذہانت) میں بھی ضرب المثل تھے۔**(ایضاً)**

نیز ذہبیؒ ارقام فرماتے ہیں:

**" ونال من الجاه والحشمة مالا مزيد عليه "**

امام محمدؒ نے وہ عزت اور شان وشوکت پائی ہے کہ اس سے زیادہ ناممکن ہے۔**(مناقب:ص۸۰)**

ذہبیؒ نے آپ کے بارے میں یہ تصریح بھی کی ہے کہ آپ : الفقیہ، العلامہ، مفتی العرقیین،اور احد الاعلام تھے۔**(تاریخ الاسلام: ۴/۹۵۴،۹۵۵)**

اسی طرح انہوں نے آپ کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ : امام اور مجتہد تھے، اور آپ کا شمار انتہائی ذہین اور فصیح لوگوں میں ہوتا ہے۔(ایضاً)، اور وہ آپ کے متعلق یہ بھی لکھتے ہیں کہ :

**"وكان رحمه الله آية في الذكاء، ذا عقل تام، وسودد، وكثرة تلاوة القرآن"**

امام محمدؒ، دانائی میں ایک نشانی تھے، اور آپ انتہائی عقل مند، سردار، قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرنے والے تھے۔**(ایضاً)**

امام موصوف نے آپ کے بارے میں یہ بھی تصریح کی ہے کہ :

**"يروى عن مالك بن انس وغيره، وكان من بحور العلم والفقه قويا في مالك"**

امام محمدؒ نے امام مالک بن انسؒ اور دیگر محدثین سے روایت حدیث کی ہے، اور آپ علم (حدیث وغیرہ) اور فقہ کے سمندر تھے، اور امام مالکؒ سے روایت کرنے میں قوی (مضبوط) تھے۔**(لسان المیزان:۵/۱۲۷،۱۲۸)**

امام ذہبیؒ نے اپنے اس بیان میں امام محمدؒ کو علم (جس میں علمِ حدیث بھی شامل ہے) اور فقہ (یعنی فقاہت حدیث) کے سمندر قرار دے رہے ہیں، جو کہ آپ کی ایک بہت بڑی توثیق ہے، اس کے ساتھ امام موصوف نے یہ بھی تصریح کردی ہے کہ آپ نے امام مالکؒ سے جو احادیث روایت کی ہیں اس میں آپ قوی ہیں، اب جب کہ امام محمدؒ، امام مالکؒ سے روایت کرنے میں قوی ہیں کہ جن کے ساتھ آپ کا تعلق صرف تلمذ کا ہی رہا ہے ، تو اس سے آپ کا امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ سے روایت کرنے میں قوی ہونا بطریقِ اولیٰ ثابت ہوگیا، کیونکہ ان دونوں سے آپ کا تعلق تلمذ ہی کا نہیں تھا، بلکہ آپ نے ان دونوں کے علوم کی نشرو اشاعت میں اپنی پوری زندگی صرف کی ہے۔[72]

---

[72] **حافظ ذہبیؒ کی توثیق پر زبیر علی زئی کے اعتراض کی حقیقت :**

زبیر علی زئی امام ذہبیؒ کے مذکورہ بالابیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

حافظ ذہبیؒ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ (امام محمد بن حسنؒ) شیبانی مذکور اگر امام مالکؒ کے علاوہ دوسرے لوگوں (مثلاً:امام ابوحنیفہ) سے روایت کرے تو وہ (ذہبی کے نزدیک بھی) غیر قوی یعنی ضعیف ہے۔**(الحدیث:ش۱۷،ص۱۱)**

**الجواب:**

زبیر علی زئی صاحب کا یہ تبصرہ باطل و مردود ہے۔ کیونکہ حافظ ذہبیؒ(م۷۴۸؁ھ) نے محمد بن الحسن کی غیر مالک والی روایت کو حسن کہاہے۔ چنانچہ حافظ ذہبیؒ(م۷۴۸؁ھ) کہتے ہیں کہ:

**أخبرنا علي بن أحمد الحافظ وغيره، قالوا: أنا الحسين بن أبي بكر الحنبلي ح وأنا أحمد بن عبد المنعم القزويني، أنا محمد بن سعيد الصوفي، أنا طاهر بن محمد المقدسي، أنا مكي بن منصور، أنا أحمد بن الحسن القاضي، ثنا محمد بن يعقوب، أنا الربيع بن سليمان، أنا محمد بن إدريس الشافعي، أنا محمد بن الحسن، أنا قيس بن الربيع، عن أبان بن تغلب، عن الحسن بن ميمون، عن عبد الله بن عبد الله مولى بني هاشم، عن أبي الجنوب الأسدي، قال: قال علي رضي الله عنه: «من كان له ذمتنا فدمه كدمنا، وديته كديتنا»،**

**ویحکی عن محمد بن الحسن ذکاء مفرط، وعقل تام، وسودد، وکثرۃ تلاوۃ۔ (مناقب للذہبی ص:۹۳-۹۴)**

اس روایت میں محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م۱۸۹؁ھ) نے قیس بن الربیعؒ (م۱٦۷؁ھ) سے روایت کیا ہے، اور خود حافظ ذہبیؒ نے اپنے اس ترجمہ کے بارے میں کہا کہ " **وقد أفردت له ترجمة حسنة في جزء** "۔ **(تاریخ الاسلام: ج۴: ص۹۵۵)** یعنی اس ترجمہ کی تمام روایات اور ارشادات حافظؒ کے نزدیک حسن ہیں۔

لہذا یہ روایت کو بھی حافظ ذہبی نے حسن کہا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک محمد بن الحسن کی غیر مالک والی روایت میں قوی اور صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

نیز اس روایت میں امام شافعیؒ (م۲۰۴؁ھ) کہتے ہیں کہ "**محمد بن الحسن ذکاء مفرط، وعقل تام، وسودد، وکثرۃ تلاوۃ**" امام محمدؒ کے بارے میں انتہائی ذکاوت، اعلیٰ درجہ کی عقلمندی، (علمی) سیادت، اور کثرت تلاوت بیان کرتے۔

مزید حافظ ذہبیؒ نے **"تلخیص المستدرک"** میں امام محمدؒ کی ایک روایت جو امام مالکؒ کے بجائے **ابو محنف** سے ہے، پر سکوت کیا ہے، جو کہ باقرارِ غیر مقلدین اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت امام ذہبیؒ کے نزدیک صحیح ہے۔ (دیکھئے ص:)

یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ حافظ ذہبیؒ کے ہاں امام محمدؒ غیر مالک میں بھی **ثقہ** ہیں۔

نیز حافظ ذہبیؒ نے امام صاحبؒ کو "**الأئمة المهديين**" میں بھی شمار کیا ہے۔ **(العرش للذہبی: ج۲: ص۲۴۹، ۲)**

اور پھر علی زئی کا دہرا معیار ملاحظہ کریں کہ وہ یہاں تو امام محمدؒ کے خلاف اس کلام کا یہ مطلب بیان کر رہے ہیں، لیکن دوسری جگہ اپنے ایک پسندیدہ راوی کے بارے میں انہوں نے اس طرح کے کلام کا مطلب اس کے برعکس بیان کیا ہے،

چنانچہ ایک راوی یحییٰ بن سلیم کے بارے میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں: **"ماحدث الحمیدی عن یحییٰ بن سلیم فھو صحیح"** اس کلام کا مطلب علی زئی کے اصول (جو کہ انہوں نے امام محمدؒ کے خلاف اختراع کیا ہے) یہی بنتا ہے کہ اگر یحییٰ بن سلیم سے امام حمیدیؒ کے علاوہ کوئی اور شخص روایت کرے تو پھر اس کی حدیث ضعیف ہے، شیخ البانی غیر مقلد نے اس کا یہی مطلب بیان کیا ہے،

علاوہ ازیں حافظ ذہبیؒ نے آپ کے مناقب وفضائل میں مستقل ایک جزء لکھا ہے، اس میں انہوں نے بسط کے ساتھ آپ کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں، اسی طرح امام ذہبیؒ نے امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے مناقب میں بھی علیحدہ علیحدہ جزء لکھے ہیں، اور یہ تینوں اجزاء **"مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ ابی یوسف و محمد بن الحسن"** کے نام سے مستقل ایک رسالہ کی صورت میں یکجا ہیں، یہ رسالہ حضرت مولانا ابوالوفاء افغانیؒ کے زیر اہتمام اور محقق العصر امام محمد زاہد الکوثریؒ کے تحقیقی حاشیے کے ساتھ مطبوعہ ہے، اور قابلِ دید ہے۔[73]

---

لیکن علی زئیؒ اس پر ان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اور اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب وہ استنباط ہے، جو شیخ البانیؒ نے امام بخاریؒ کے قول: **"ماحدیث الحمیدی عن یحییٰ بن سلیم فھو صحیح"** سے نکالا ہے کہ اگر غیر حمیدی اس (یحییٰ بن سلیم) سے روایت کرے تو وہ (امام بخاری کے نزدیک) ضعیف ہے، اسے مفہوم مخالف کہتے ہیں، دلیل صریح کے مقابلے میں مفہومِ مخالف و مبہم وغیر واضح دلائل سب مردود ہوتے ہیں۔ **(الحدیث: ش۱۶، ص۲۳)**

اب امام ذہبیؒ کا امام محمدؒ کے بارے میں کلام اور امام بخاریؒ کا یحییٰ بن سلیم کے بارے میں کلام کے الفاظ اور ان دونوں کے مفہوم تقریباً ایک جیسے ہیں، لیکن علی زئی کے دوغلے پن کی انتہاء ہے کہ یحییٰ بن سلیم کے حق میں جس اصول کو وہ مفہومِ مخالف اور مبہم کہہ کر رد کر رہے ہیں، اسی اصول کے بل بوتے وہ امام محمدؒ کو (غیر مالک میں) ضعیف ثابت کر رہے ہیں۔

**تیری زلف میں ٹھہری تو حسن کہلائی**

**وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی**

[73] **امام ذہبیؒ کی تصنیف مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ پر علی زئی کی بے چینی:**

## (۱۸) امام جمال الدین ابن تغری بردیؒ (م ۸۷۴ھ) :

---

حافظ ذہبیؒ نے امام محمدؒ کے مناقب میں جو مستقل ایک جزء لکھا ہے ، اس سے چونکہ آپ کی بڑی فضیلت اور منقبت ظاہر ہورہی ہے ، جو کہ حافظ زبیر علی زئی جیسے متعصب غیر مقلد کے لئے انتہائی تکلیف کا باعث ہے ، اس لئے انہوں نے اس جزء پر طعنہ زنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حافظ ذہبیؒ نے (محمد بن حسنؒ) الشیبانی پر ایک جزء لکھا ہے مگر، "تذکرۃ الحفاظ" میں اس (محمد بن حسنؒ) کا بطور ترجمہ ذکر نہیں کیا، جبکہ **"دیوان الضعفاء (۳٦۵٦)"** اور **"المغنی فی الضعفاء (۵۴۰٦)"** میں اس کا ذکر ضرور کیا ہے۔ **(الحدیث: ش۷ ص۱٦، حاشیہ:۱)**

علی زئی کے طنز کا جواب یہ ہے کہ صرف راوی پر کلام یا ائمہ کا راوی کو ضعفاء میں شمار کرنے کی وجہ سے بھی، ذہبیؒ المغنی فی الضعفاء میں راوی کا ذکر کرتے ہے۔ جیسا کہ ان کی عبارت سے واضح ہے۔

چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ " **وَقد جمعت فِي كتابي هَذَا أمما لَا يُحصونَ فَهُوَ مغن عَن مطالعة كتب كَثِيرَة فِي الضُّعَفَاء فإنّي أدخلت فِيهِ إِلَّا من ذهلت عَنهُ الضُّعَفَاء لِابْنِ معِين وللبخاري وَأبي زرْعَة وَأبي حَاتِم وَالنَّسَائِيّ وَابْن خُزَيْمَة والعقيلي وَابْن عدي وَابْن حبَان وَالدَّارَقُطْنِيّ والدولابي والحاكمين والخطيب وَابْن الْجَوْزِيّ وزدت على هَؤُلَاءِ ملتقطات من أَمَاكِن متفرقات" ۔(المغنی: ص ۴-۵)**

یہی وجہ ہے کہ حافظ ذہبیؒ نے اس کتاب میں کئی ثقہ روات مثلاً مکحولؒ، **فلیح** بن سلیمانؒ وغیرہ کو بھی ذکر کیا ہے۔

اور دیوان الضعفاء دراصل ابن جوزیؒ کی کتاب کا اختصار ہے جس کی وجہ سے اس میں امام محمدؒ کا نام آیا ہے۔ **(مجلہ الاجماع: ش۲: ص۸۷)**

لہذا ان وجوہات کی وجہ سے ان کتابوں میں امام محمدؒ کا ذکر آنے سے، ان کا حافظ ذہبیؒ کے نزدیک ضعیف ہونا لازم نہیں ہوتا، بلکہ وہ حافظ ذہبیؒ کے نزدیک صدوق، امام، فقیہ ہیں، جیسا کہ ان کی توثیق و ثناء سے ظاہر ہے۔ واللہ اعلم

امام موصوف ایک جلیل المرتبت مؤرخ اور **"النجوم الزاھرۃ"** وغیرہ بلند پایہ کتب کے مصنف ہیں۔ (ان کے حالات کیلئے دیکھئے: شذرات الذھب:۷/۳۱۷) انہوں نے بھی امام محمدؒ کی بڑے عمدہ الفاظ میں توثیق کی ہے، چنانچہ موصوف نے آپ کے بارے میں : **الفقیہ، العلامہ، شیخ الاسلام، احدالعلماء الاعلام، اور مفتی العراقیین**، کہہ کر آپ کے ترجمہ کا آغاز کیاہے، نیز انہوں نے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

**"وکان اماما فقیھا محدثا مجتھدا ذکیا، انتھت الیہ ریاسۃ العلم فی زمانہ بعد موت ابی یوسف"**

امام محمدؒ، امام ، فقیہ، محدث، مجتہد اور ذکی تھے، امام ابویوسفؒ کی وفات کے بعد اس زمانے میں علم کی ریاست امام محمدؒ پر ختم تھی۔(**النجوم الزاھرۃ: ۲/۱٦۴**)

### (۱۹) امام نورالدین ہیثمیؒ (م۸۰۷؁ھ) :

امام ہیثمیؒ (م۸۰۷؁ھ) ایک بلند پایہ محدث اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ جیسے نامور حفاظ حدیث کے استاذ ہیں۔

حافظ ہیثمیؒ (م۸۰۷؁ھ) امام محمدؒ کی ایک روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

**"رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر، واسناد الکبیر حسن"**

اس حدیث کو طبرانی نے "المعجم الاوسط" اور "المعجم الکبیر" میں روایت کیا ہے،اور المعجم الکبیر کی سند حسن ہے۔(**مجمع الزوائد:٦/۱۴۲**)

امام ہیثمیؒ **"المعجم الکبیر"** کی جس حدیث کی سند کو حسن قرار دے رہے ہیں، اس سند کے ایک راوی امام محمد بن حسنؒ بھی ہیں۔(**المعجم الکبیر:۷/۱۰۱**)

معلوم ہوا کہ امام ہیثمیؒ کے نزدیک امام محمدؒ حسن الحدیث اور صدوق ہیں۔[74]

---

[74] **امام ہیثمیؒ کی توثیق پر علی زئی کے اعتراض کی حقیقت:**

زبیر علی زئی سے جب امام ہیثمیؒ کا امام محمدؒ کی توثیق کرنا برداشت نہ ہوسکا تو انہوں نے امام موصوف کی توثیق کے خلاف یہ شوشہ چھوڑ دیا کہ عرض ہے کہ اسی صفحے پر ہیثمیؒ نے محمد بن اسحٰق کی روایت بیان کرکے "ورجالہ ثقات" کہہ کر انہیں ثقہ قرار دیا ہے، آپ لوگوں کو اس سے کیوں چڑ ہے؟

دوم یہ کہ حافظ ہیثمیؒ متاخرین میں سے ہیں، اور ان کی یہ تحسین جمہور محدثین اور اکابر علماء کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ **(الحدیث:۲۶/۵۵)**

**جواب:** علی زئی کے اس اعتراض کی دونوں شقیں باطل اور ان کی جہالت اور عصبیت پر دال ہیں۔

(۱) حافظ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد (۱۴۲/۶) میں محمد بن اسحق کی جس روایت کے راویوں کو ثقہ کہا ہے، وہ تاریخ اور مغازی سے متعلق ہے ، اور تاریخ اور مغازی میں تو محمد بن اسحق ثقہ اور حجت بلکہ امام ہیں، لیکن احکام اور حلال وحرام کی احادیث میں وہ ضعیف ہے، چنانچہ خود علی زئی نے امام احمد بن حنبلؒ سے نقل کیا ہے کہ محمد بن اسحق کی مغازی وغیرہ سے متعلق احادیث لکھنی چاہیے، لیکن حلال وحرام کا مسئلہ ہوتو پھر نہیں۔ **(دیکھئے : الحدیث:۵/۴، حاشیہ)**

لہٰذا علی زئی کا یہاں امام محمدؒ کی توثیق کے ساتھ محمد بن اسحق کی توثیق کا موازنہ کرنا خود ان کے اپنے طے شدہ اصول کی روشنی میں بھی باطل ہے۔

نیز خود علی زئی کے ایک ممدوح شیخ عمرو بن عبدالمنعم نے محمد بن اسحق کی ایک روایت کو اس کے تفرد کی وجہ سے منکر کہا ہے، علی زئی نے شیخ موصوف سے اس پر کوئی اختلاف نہیں کیا، بلکہ شیخ کی اس عبارت پر حاشیہ میں ان کے موقف کی تائید کی ہے۔**(حاشیہ عبادات میں بدعات:ص۱۳۶)**

اب علی زئی کو کیا چڑ ہے کہ وہ محمد بن اسحق کی حدیث کو منکر قرار دے رہے ہیں؟

## (۲۰) امام صلاح الدین صفدیؒ (م ۷۶۴ھ):

امام صفدیؒ ایک نامور محدث ہیں، حافظ ذہبیؒ جو اُن کے استاذ ہیں، وہ بھی ان کے محدثانہ مقام کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔(دیکھئے: **معجم محدثی الذھبی**: ص۶۷)

امام موصوف نے اپنی تاریخ میں امام محمدؒ کا بڑا شاندار ترجمہ لکھا ہے ، جس میں انہوں نے آپ کے علمی مقام اور آپ کی کتب کی بڑی تعریف کی ہے، مثلاً وہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

**"و کان اماما مجتهدا من الاذكياء الفصحاء"**

---

اور پھر علی زئی کا احناف پر یہ طنز کرنا بھی غلط ہے کہ وہ امام ہیثمیؒ کی امام محمدؒ کے حق میں تو تسلیم کرتے ہیں ،اور ابن اسحق کے حق میں نہیں، اس لئے کہ خود علی زئی نے اپنے اسی مضمون میں یہ لکھا ہے کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں کہ ہر محدث کی ہر بات ضرور بالضرور واجب القبول ہوتی ہے۔ **(الحدیث:۵۵/۲۵)**

**دروغ گو راحافظہ نباشد**

(۲) علی زئی کاامام ہیثمیؒ کو متاخرین میں سے قرار دے کر ان کی توثیق کو رد کرنا بھی خود ان کی اپنی تصریح سے متصادم ہے، چنانچہ انہوں نے اپنے اسی مضمون میں یہ تصریح کی ہے کہ : جارح (جرح کرنے والے) یا معدل (تعدیل کرنے والے) اور مجروح یا موثّق کے درمیان اتحادِ زمانہ یا معاصرت نہیں بلکہ کوئی بھی ثقہ وعارف الاسباب امام جرح وتعدیل کر سکتا ہے، اگر چہ وہ مجروح و موثق کی وفات سے بہت بعد میں پیداہوا ہو،اس جرح وتعدیل کی بنیاد راوی کی روایات اور محدثین کرام کی گواہیاں ہیں، نہ کہ اس سے ملاقات ضروری ہے۔**(الحدیث:۵۵/۲۷)**

**دروغ گو را حافظ نباشد**

اور پھر علی زئی کا امام ہیثمیؒ کی توثیق کو جمہور محدثین کے بالمقابل قرار دینا بھی غلط ہے، اس لئے کہ انہوں نے امام محمدؒ کے خلاف دس علماء سے جرح (جس کی حقیقت ہم آگے واضح کررہے ہیں) نقل کی ہے، جب کہ ہم نے الحمد للہ امام محمدؒ کے حق میں ۲۰ سے زائد محدثین سے توثیق نقل کی ہے۔

امام محمدؒ، امام اور **مجتہد** تھے،اور آپ کا شمار ذہین اور فصیح لوگوں میں ہوتا ہے۔(**الوافی بالوفیات : ۲/۲۴۷**)

### (۲۱) امام محي الدين عبدالقادر القرشيؒ(م ۷۷۵؁ھ) :

امام قرشیؒ ایک پختہ کار حافظ الحدیث اور نامور حنفی فقیہ ہیں، ان کے علمی فخر کے لئے یہی کافی ہے کہ حافظ زین الدین عراقیؒ (استاذ کبیر، حافظ ابن حجرؒ) وغیرہ جیسے کبارِ حفاظ حدیث ان کے تلامذہ حدیث میں سے ہیں۔

حافظ ابو الفضل ابن فہد مکیؒ ان کو حفاظ حدیث میں شمار کرتے ہوئے ان کا تعارف: **الامام، العلامة،** اور **الحافظ** کے القاب سے شروع کرتے ہیں، اور ان کے بارے میں تصریح کرتے ہیں:

**"وسمع منه الحفاظ والفضلاء"۔**

امام قرشیؒ سے حفاظِ حدیث اور فضلاء محدثین نے سماعِ حدیث کیا ہے۔(**ذیول تذکرۃ الحفاظ: ۵/۱۰۵**)

امام موصوف نے **"طبقاتِ حنیفہ"** میں امام محمدؒ کا مبسوط و شاندار ترجمہ لکھا ہے، جس کا آغاز ان لفظوں میں ہے: الامام صاحب الامام......۔

پھر اس کے ذیل میں متعدد ائمہ اجلہ سے آپ کی توثیق و توصیف نقل کی ہے، اورخود بھی آپ کے علم کی بڑی تعریف کی ہے۔(**دیکھئے :الجواهر المضیة:۲/۴۲،۴۴**)

## (۲۲) امام شمس الدین محمد بن عبدالرحیم مصری المعروف بہ "ابن الفرات" (م ۸۰۷؁ھ):

امام ابن الفراتؒ ایک بلند پایہ محدث اور جلیل القدر مؤرخ ہیں، علامہ ابن العماد حنبلیؒ (م ۱۰۸۹؁ھ) نے ان کی بڑی تعریف کی ہے، اور ان کی تصنیف کردہ تاریخ کو کثیر الفائدہ قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اپنی تاریخ **"انباءالعمر"** میں زیادہ تر مواد امام ابن الفرات کی تاریخ سے ہی لیا ہے، اور حافظ موصوف نے تصریح کی ہے کہ یہ ایک بہت بڑی تاریخ ہے۔**(کشف الظنون:۱/۲۷۹)**

یہ عظیم الصفات بزرگ بھی امام محمد بن حسنؒ کی زبردست توثیق کرتے ہیں، چنانچہ انہوں نے اپنی تاریخ میں امام عالی شان کا مبسوط اور شاندار ترجمہ لکھا ہے، جس کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے:

**"محمد بن الحسن بن فرقد الشيباني الامام الرباني صاحب ابی حنيفة..."**

اور آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

**"وطلب الحديث وسمع سماعا كثيرا وجالس اباحنيفة وسمع منه ونظر في الرأی وغلب عليه وعرف به..."**

آپ نے حدیث حاصل کی، اور کثرت سے اس کا سماع کیا، نیز آپ ابوحنیفہؒ کی مجلس علمی میں بیٹھے اور ان سے حدیث کی سماعت کی اور رائے (فقہ) میں مہارت حاصل کی، اور یہ فقاہت آپ پر غالب آئی، اور آپ اسی کے ساتھ مشہور ہوئے۔

پھر انہوں نے تفصیل کے ساتھ امام شافعیؒ اور امام ابوعبیدؒ وغیرہ ائمہ سے آپ کی توثیق وتوصیف نقل کی ہے، جس کا خلاصہ علامہ ابن العمادؒ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔**(شذرات الذھب: ۱/۳۲۲/۳۲۳)**

### (۲۳) امام محمد بن ابو بکر المعروف بابن ناصر الدینؒ (م ۸۴۰ھ) :

امام ابن ناصر الدینؒ دمشق کے ایک جلیل القدر محدث ، اور بلند مرتبت حافظ الحدیث ہیں، علامہ ابن العماد حنبلیؒ (م ۱۰۸۹ھ) نے ان کو **"حافظ الشام بلا منازع"** قرار دیا ہے۔**(شذرات الذهب:۷/۲۴۴)**

موصوف کثیر التصانیف ہیں، اور ان کی ایک مشہور کتاب **"اتحاف السالک برواۃ المؤطا عن الامام مالک"** ہے، جس میں انہوں نے مؤطا کے مشہور راویوں کے حالات لکھے ہیں۔

اس کتاب میں انہوں نے امام محمد بن حسنؒ (جو کہ مؤطا کے ایک راوی ہیں) کا بھی ترجمہ لکھا ہے، جس میں انہوں نے آپ کے علم ، آپ کی فقاہت اور ذکاوت ، اور آپ کی تصانیف کی بڑی تعریف کی ہے، اور آپ کی تعریف میں دیگر اہلِ علم کے اقوال بھی نقل کئے ہیں۔**(اتحاف السالک:ص ۱۷۶ تا ۱۸۰)**

### (۲۴) امام ابن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) :

امام ابن حجرؒ جو علم حدیث اور فن اسماء الرجال کی انتہائی مشہور شخصیت ہیں، حافظ سیوطیؒ نے ان کا تذکرہ : شیخ الاسلام، امام الحفاظ فی زمانہ، حافظ الدیار المصریہ، اور حافظ الدنیا کے القاب سے شروع کیا ہے۔ **(طبقات الحفاظ: ص ۵۵۲)**

امام موصوف کے ہاں امام محمدؒ کے محدثانہ مقام کی عظمت اور رفعت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ انہوں نے امام محمدؒ کے روایت کر دہ نسخہ "کتاب الآثار" (تصنیف امام اعظم ابو حنیفہؒ) کے رُوات پر مستقل ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام "الایثار بمعرفۃ رُواۃ الآثار" ہے، یہ کتاب علیحدہ بھی دستیاب ہے، اور کتاب الآثار کے ساتھ بھی چھپ چکی ہے۔

امام موصوف نے اپنی اس کتاب کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**فان بعض الاخوان التمس منی الکلام علیٰ رواۃ "کتاب الآثار" للامام ابی عبداللہ محمدبن الحسن الشیبانیِ التی رواھا عن الامام ابی حنیفۃ......**

بعض بھائیوں نے مجھ سے التماس کیا کہ میں "کتاب الآثار" جس کو امام ابوعبداللہ محمد بن حسنؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا ہے، کے رُوات پر کلام کروں...**(الاثیار بمعرفۃ الآثار: ص۲۱۷)**

اسی طرح انہوں نے اپنی دوسری کتاب **"تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال ائمۃ الاربعۃ"** میں بھی اس نسخہ کے رُوات پر بحث کی ہے جیسا کہ خود انہوں نے اس کی تصریح کی ہے۔**(تعجیل المنعفۃ: ص۲۰)**

نیز امام موصوف نے "الایثار" میں امام محمدؒ کا شاندار ترجمہ لکھا ہے جس میں وہ آپ کے ذاتی اور طلب علمی کے حالات بیان کرنے کے بعد ارقام فرماتے ہیں:

**"وقال ابن المنذر: سمعت المزنی یقول: سمعت الشافعی یقول: مارأیت سمینا اخف روحا من محمد بن الحسن، ومارأیت افصح منہ، وقال وغیرہ عن الشافعی علیہ السلام: حملت عن محمد بن الحسن حمل حمل العلم، قال عبداللہ بن علی بن المدینی عن ابیہ صدوق، وقال الدارقطنی: لا یترک، وتکلم فیہ یحیی بن معین، فیما حکاہ معاویۃ بن صالح، وعظمہ احمد والشافعی قبلہ، وکان من افراد الدھر فی الذکاء، وعظمت منزلتہ عند الرشید، ولما مات وھو معہ وکذالک الکسائی بالری، قال: دفنت الفقہ والعربیۃ بالری"**

امام ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مُزنیؒ سے سنا ہے کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے کوئی جسیم شخص امام محمد بن حسنؒ سے زیادہ نرم مزاج نہیں دیکھا، اور نہ میں نے آپ سے زیادہ کوئی فصیح شخص دیکھا ہے، امام مزنیؒ کے علاوہ امام شافعیؒ کے دیگر تلامذہ نے ان سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام محمدؒ سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیا ہے، عبداللہ بن علی بن مدینیؒ اپنے والد (امام علی بن مدینیؒ) سے نقل کرتے ہیں کہ امام محمدؒ (روایت حدیث میں) صدوق (نہایت راست باز)

ہیں، امام دارقطنیؒ نے فرمایا کہ: آپ متروک نہیں ہیں، امام یحیٰی بن معینؒ نے اگر چہ آپ میں کلام کیا ہے، جیسا کہ معاویہ بن صالح نے ان سے روایت کیا ہے، لیکن امام احمد بن حنبلؒ او رامام شافعیؒ، امام ابن معینؒ ،سے پہلے امام محمدؒ کی عظمت کو تسلیم کر چکے ہیں، (لہٰذا ابن معینؒ کی جرح مردود ہے)۔اور آپ ذکاوت میں زمانے کے چند گنے چنے افراد میں سے تھے، اور (خلیفہ) ہارون الرشید کے ہاں آپ کی بہت زیادہ قدرو منزلت تھی، جب آپ کی وفات ہوئی اس وقت خلیفہ آپ کے ساتھ تھے، اسی طرح کسائیؒ نحوی بھی آپ کے ساتھ تھے، (اور انہوں نے بھی اسی دن انتقال فرمایا) تو خلیفہ نے کہا: میں نے فقہ اور لغت عربیہ کو ''رے'' میں دفن کر دیا ہے۔**(الایثار مع کتاب الآثار:ص۲۳۳،۲۳۴)**

علاوہ ازیں امام ابن حجرؒ نے آپ کی نقل پر اعتماد کرتے ہوئے **''کتاب الآثار''** (جس کو امام اعظم ابوحنیفہؒ سے روایت کرنے والوں میں سے آپ بھی ہیں) کو بالجزم امام ابوحنیفہؒ کی تصنیف قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام موصوف لکھتے ہیں:

**''والموجود من حديث ابي حنيفة مفردا، انما هو كتاب الآثار التي رواها محمد بن الحسن عنه''**

امام ابوحنیفہؒ کی حدیث میں مستقل تصنیف ''کتاب الآثار'' ہے،جس کو امام محمد بن حسنؒ نے ان سے روایت کیا ہے۔ **(تعجیل المنفعہ:ص۱۹)**

اور حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد نے یہ اُصول بیان کیا ہے کہ محدثین کا کسی کتاب کو بالجزم اس کے مصنف کی تصنیف قرار دینا اس کتاب کے ہر راوی کی توثیق کو مستلزم ہے، چنانچہ علی زئی محمود بن اسحق الخزاعیؒ (جس نے امام بخاریؒ سے ''جزء رفع الیدین'' اور ''جزء قراءۃ خلف الامام'' روایت کرنے کا دعویٰ کیا ہے، اور خود اس کی توثیق کسی محدث سے صراحتاً ثابت نہیں ہے) کے بارے میں لکھتے ہیں:

ائمہ کا جزء رفع الیدین کو بطور جزم بخاری کی تصنیف قرار دینا اس کی توثیق ہے۔

**(نورالعینین: ص۵۳، حاشیہ)**

علی زئی کے اس اصول کے پیشِ نظر بھی امام محمدؒ کا امام ابن حجرؒ کے نزدیک ثقہ ہونا ثابت ہورہاہے، کیونکہ آپ کے روایت کردہ نسخہ "کتاب الآثار" کو امام ابن حجرؒ نے بالجزم امام ابوحنیفہؒ کی تصنیف قرار دیا ہے۔ والحمدللہ علیٰ ذلک۔

علاوہ ازیں صاحبِ ہدایہ امام، فقیہ ابوالحسن مرغینانیؒ **(م۵۹۳ھ)** کے قول" **وقدصح ان النبی ﷺ عاد یھودیا بجوارہ**" کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے ایک پڑوسی یہودی کی عیادت فرمائی تھی) کے ذیل میں حافظ ابن حجرؒ نے بطورِ دلیل امام محمدؒ کی کتاب الآثار سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ **(الدرایہ: ۲/۲۳۸)**

اس سے معلوم ہوا کہ حافظ موصوف کے نزدیک امام محمدؒ کی روایت صحیح ہے، اسی طرح حافظ موصوف نے آپ کی ایک روایت کو **"محفوظ"** اور ایک روایت کو صواب (درست) قرار دیا ہے۔ (ایضاً ۲/۲۰۰، ۲۳۶)

نیز حافظ ابن حجرؒ نے اپنی شرح بخاری "فتح الباری" میں امام محمدؒ کی کتب (کتاب الآثار اور مؤطا وغیرہ) سے متعدد احادیث نقل کی ہیں، اور ان کی کوئی جرح نہیں کی، جیسا کہ امام محمدؒ کی تصانیف کے تعارف میں آرہا ہے، اور خود زبیر علی زئی نے لکھا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ "فتح الباری" میں جس حدیث کو نقل کر کے اس پر سکوت کریں اور جرح نہ کریں وہ ان کے نزدیک کم از کم حسن ضرور ہوتی ہے۔

**(نورالعینین: ص۱۷۱)**

لہٰذا حافظ ابن حجرؒ کا "فتح الباری" میں امام محمدؒ کی احادیث پر سکوت کرنا بھی ایک دلیل ہے کہ آپ ان کے نزدیک ثقہ اور حسن الحدیث ہیں۔

## (۲۵) امام محمد بن یوسف صالحی دمشقی (م ۹۴۳ھ):

امام صالحیؒ جو کہ امام سیوطیؒ کے مایہ ناز شاگرد، جلیل القدر محدث، بلندپایہ مؤرخ اور "سیرت الشامیہ" وغیرہ کتب نافعہ کے مصنف ہیں، قطب ربانی امام شعرانیؒ (م ۹۷۳ھ)

ان کا تعارف درج ذیل القاب سے کراتے ہیں:

**"الاخ الصالح العالم الزاهد، الشيخ، المتمسك بالسنة المحمديه، مفننا في العلوم"۔(شذرات الذهب:۸/۲۵۰)**

انہوں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مناقب میں ایک بڑی محققانہ کتاب بنام **"عقود الجمان في سيرة الامام الاعظم ابي حنيفة النعمان"** لکھی ہے، اس کتاب میں وہ ایک مسئلہ کی تحقیق میں ارقام فرماتے ہیں:

**"ان الثقاة الائمة من اصحاب الامام ابي حنيفة لم ينقلوا عنه شيئا من ذلك كالامام ابي يوسف ، والامام محمد بن الحسن، فيما جمعاه من حديثه"**

بے شک امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ میں سے ثقہ ائمہ، جیسا کہ امام ابویوسفؒ اور امام محمد بن حسنؒ ہیں، انہوں نے آپ کی احادیث کے جو مجموعے تیار کئے ہیں، ان میں انہوں نے آپ سے ایسی کوئی بات نقل نہیں کی۔**(عقود الجمان: ص۶۲)**

اس بیان میں خاتمۃ الحفاظ امام صالحیؒ نے امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کو صراحتاً ائمہ ثقات میں شمار کیا ہے، جو کہ امام موصوف کی طرف سے ان دونوں حضرات کی زبردست توثیق ہے۔

### (۲۶) امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن ابن الغزی شافعیؒ (م۱۱۶۷) :

امام ابن الغزیؒ ایک بلند مرتبت محدث ہیں، امام محمد بن خلیل مرادیؒ (م۱۲۰۵ھ) نے ان کے علم اور محدثانہ مقام کی بہت تعریف کی ہے۔**(دیکھئے : سلک الدرر:۴/۵۴)**

امام موصوف کے نزدیک بھی امام محمدؒ ثقہ ہیں، چنانچہ وہ آپ کے ترجمہ کا آغاز : **الامام، الحبر، البحر، المجتهد، الحنفی، صاحب المؤلفات الکثیرۃ** وغیرہ جیسے عظیم القاب سے کرتے ہیں۔**(دیوان الاسلام:۴/۱۳۶)**

### علمائے غیر مقلدین سے امام محمدؒ کی توثیق:

ائمہ حدیث اور اربابِ جرح وتعدیل کے جمِ غفیر کے علاوہ خود غیر مقلدین کے اکابرین نے بھی امام محمد بن حسنؒ کے محدثانہ مقام کی توثیق وتعریف کی ہے۔

ذیل میں ان میں سے چند نامور اہلِ علم کے اقوال ملاحظہ کریں۔

(۱) شیخ عبدالرحمن الیمانیؒ المعلمیؒ (م۱۳۸۶ھ) جن کو علی زئی نے **"ذهبی عصر حقا"** قرار دیا ہے۔ **(نورالعینین:ص۱۱۹)** ارقام فرماتے ہیں:

**"وان محمدا کان مع مکانته من الفقه والسنن والمنزلة من الدولة وکثرة الاتباع علی غایة من الانصاف فی البحث والنظر"**

امام محمدؒ کو فقہ اور سنت (حدیث) میں ایک مقام حاصل تھا، نیز آپ حکومت کے ہاں قدر ومنزلت اور بکثرت اپنے پیروکار بھی رکھتے تھے، لیکن اس سب کے باوجود بحث ونظر میں آپ انتہائی درجہ کے انصاف پسند تھے۔ **(التنکیل:ص۴۲۳)**

نیز لکھتے ہیں؛

**"فاما محمد بن الحسن فھو اجل و افضل مما یتراءی ھنا"**

امام محمدؒ کا انتہائی جلیل القدر اور افضل ہونا شک وشبہ سے بالا تر ہے۔**(ایضا:۱/۴۹۲)**

(۲)　علامہ جمال الدین القاسمی الدمشقیؒ (م **۱۳۳۲ھ**)امام ابویوسفؒ اور آپ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

**"فقد لینھما اھل الحدیث، کما تری فی "میزان الاعتدال" ولعمری لم ینصفوھما، وھما البحران الزاخران، وآثارھما تشھد بسعة علمھما، وتبحرھما، بل بتقدمھما، علی کثیر من الحفاظ، وناھیک "کتاب الخراج" لابی یوسف ومؤطا الامام محمد رحمہ اللہ"**

امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کو (بعض ) محدثین نے کمزور قرار دیا ہے، جیسا کہ آپ نے "میزان الاعتدال" میں دیکھاہے ، میری عمر (عطا کرنے والے ) کی قسم ! ان محدثین نے ان دونوں اماموں کے ساتھ انصاف نہیں کیا، حالانکہ یہ دونوں علم کے موجزن سمندر ہیں، اور ان کے آثار (روایات) ان کی وسعت علم اور ان کے تبحر علمی پر گواہ ہیں، بلکہ اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ دونوں حضرات اکثر حفاظ حدیث پر فوقیت رکھتے ہیں، آپ کو (ان دونوں کے علمی مرتبے کو پہچاننے کے لئے) امام ابویوسفؒ کی "کتاب الخراج" اور امام محمدؒ کی "مؤطا" ہی کافی ہے۔**(الجرح والتعدیل:ص۳۱، طبع مؤسسۃ الرسالۃ ، بیروت)**

(۳)　عصر حاصر کے مشہور غیر مقلد عالم شیخ ناصرالدین البانیؒ (جو بقول علی زئی : محدث العصر اور امام المحدثین تھے،عبادات میں بدعات:ص۱۲۸) بھی امام محمدؒ کو ثقہ سمجھتے ہیں، چنانچہ موصوف نے امام محمدؒ کی روایت کردہ ایک حدیث کے متعلق لکھا ہے:

**"فھذا سند حسن ان شاءاللہ"**

اس حدیث کی سند ان شاء اللہ حسن ہے۔**(ارواء الغلیل:۷/۳۳۶)**

(۵) نامور غیر مقلد نواب صدیق حسن خانؒ نے بھی اپنی کتاب "**التاج المکلل**" میں امام محمدؒ کے علمی مقام اور آپ کی تصانیف کی بڑی تعریف کی ہے۔(دیکھئے: **التاج المکلل: من جواھر مآثر الطراز الآخر والاول: ص ۸۰**)

واضح رہے کہ نواب صاحبؒ کی یہ کتاب علم حدیث میں مہارت رکھنے والے اہلِ علم کے تذکرے پر مشتمل ہے، جیسا کہ خود انہوں نے اس کتاب کے مقدمہ میں تصریح کی ہے۔

(۶) مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ (م ۱۳۷۵ھ) اپنی کتاب "علمائے اسلام" میں امام ابو حنیفہؒ کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

آپ سے بہت لوگوں نے فیض علم حاصل کیا، اور آپ کے شاگرد امامت کے بلند رتبوں تک پہنچے، چنانچہ ان میں سے امام ابو یوسفؒ قاضی القضات، اور امام محمدؒ اور امام عبداللہ بن مبارکؒ اور امام زُفرؒ وغیرہم جلیل الشان امام آپ کے علمی کمالات کے نمونے تھے۔**(دوماہی مجلہ "زمزم" غازیپور: ج۸ ش۳ ص۱۵)**

(۷) مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ (م ۱۳۸۷ھ) سابق امیر جماعت اہل حدیث پاکستان نے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کو امام بخاریؒ وغیرہ کبارِ ائمہ حدیث کے ساتھ شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

ائمہ حدیث بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن خزیمہ، ابن جریر طبری، ابو عبدالرحمن اوزاعیؒ، ابو یوسف، محمد، یہ سب اہل حدیث کے مجتہد ہیں۔**(تحریک آزادی فکر: ص ۴۹۰)**

نیز مولانا موصوف لکھتے ہیں:

امام محمدؒ تو اکابر ائمہ سنت (میں سے) ہیں۔**(ایضا: ص ۸۶)**

(۸) مولانا عطاء اللہ حنیفؒ غیر مقلد امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کو ائمہ سلف میں شمار کرتے ہیں، اور یہ تصریح کرتے ہیں کہ:

یہ دونوں امام ابوحنیفہؒ کے قابل شاگرد تھے۔**(حاشیہ حیات امام ابوحنیفہ:ص۲۲۸)**

## زبیر علی زئی اور موجودہ بعض اہل حدیث کی ضد اور ہٹ دھرمی:

قارئین ! آپ نے تفصیل کے ساتھ ملاحظہ کر لیا کہ محدثین اور ارباب جرح وتعدیل کے ایک جم غفیر نے امام محمدؒ کے عظیم محدثانہ مقام کو سراہا ہے، اور ان حضرات نے بڑے پرزور الفاظ میں آپ کی ثقاہت اور آپ کے ''صدوق فی الحدیث'' ہونے پر گواہی دی ہے، اسی طرح خود غیر مقلدین کے اپنے اکابرین بھی علم حدیث میں آپ کی عظمت شان کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن اس سب کے باوجود حافظ زبیر علی زئی غیر مقلدانہ ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے ہیں کہ:

کسی امام سے محمد بن الحسن مذکور کی توثیق صراحتاً ثابت نہیں ہے، امام ابن المدینی، امام شافعی اور دیگر علماء سے مروی ایک ایسی روایت بھی ثابت نہیں ہے، جس میں محمد بن الحسنؒ کو ثقہ یا صدوق لکھا گیا ہو۔**(الحدیث:ش۷، ص۱۹)**

سچ ہے:

**اگر آنکھیں ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے**

**اس میں بھلا قصور ہے کیا آفتاب کا !!**